الماس رخشان روشن بیانی و لعل تابان لآلی افشانی [illegible]

منجملہ چار جلد

کلیات ظفر

دیوان دوم

مطبع نامی منشی نولکشور میں نقش گزین نگین طبع ہوا

Muhammed Bahadur Shah, II, King of D[illegible]
Kulliyat-i Zafar
V.2

MLCMA 94/1104

جلد دوم دیوان ظفر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاباش ترے لا ارشد کہ اللہ تعالیٰ
پہچانا اُسے تو نے جسے دیکھا نہ بھالا

بیہوش ہوئے نہیں دیکھ کے اُس ہوش ربا کو
جیسے کہ ابھی اُسنے تھا ہوش سنبھالا

ہے داغ بدل آتش رخسار سے تیرے
گردون پہ قمر اور زمین پر گل لالا

شعلہ مارے ہے بیطرح کے دل پہ تری زلف
کیونکر یہ بچیگا کہ ڈسے ہی اسے کالا

اللہ رے تری جنبش مژگان ستم کیش
اک پل میں کیے تو نے دو عالم تہ و بالا

تیرے رخ روشن کے تصور سے ہمیشہ
ہے کلبۂ تاریک میں عاشق کے اوجالا

جائیگی نکل جان مری دیکھ کہ ناداں
تیر اپنا اگر تو نے مرے دل سے نکالا

ہر خار بیابان ہے موتی سے پروتا
جب پھوٹکے روتا ہے مرے پاؤں کا چھالا

[illegible]

1009 F
890.15

شعر تر اتنے نکالے کہ بہا لے دریا
ای ظفر طبع رواں نے تری طوفان اوگلا

خدا ناخواستہ گر خط میں میرا نام آجاتا
تو قاصد پر غضب ہی دل ناکام آجاتا

جو کرتا اُسکے یاں آرام وہ آرام جان اپنا
تو اپنی جان بے آرام کو آرام آجاتا

ترے کوچے سے آتے میں تو چلا جاتا ہوں
کہ ہمکو ضعف سے غش ہی سر ہر گام آجاتا

ہاوس طوبے جنت کی نہوتی تیرے کشتہ کو
اگر تو گور پر اسیرو گل اندام آجاتا

ہوا ایسے ہی کام آخر ترے ناکام کا ورنہ
کسی دن ای بت خودکام تیرے کام آجاتا

پیام مرگ کیوں پہلے اجل قاصد کو پہونچاتا
جو قاصد لیکے تیرے وصل کا پیغام آجاتا

گرفتاری نصیبوں میں نہوتی تو چمن میں
بھلا اس طرح کیوں صیاد زیر دام آجاتا

تری دولت سے ہوتے ساقیا جمشید ولانام
اگر اس بزم میں ہاتھ اپنے کوئی جام آجاتا

خجالت سے دکھاتا منہ نہ اپنا ماہ گردوں پر
ظفر وہ بام پر اپنے جو وقت شام آجاتا

دیگر

ابھی کی تمکو وحشت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا
جواب خط میں دقت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا

خطا کی میں نے ایسی کیا جو اُسنے یہ نہ پوچھا
تجھے غم کیا تھا حسرت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا

قلم خط لکھتے لکھتے مجکو اُسنے رکھدیا کیوں
سبب کیا تھا حقیقت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا

جواب خط کیا جسپر قلم انداز تو نے
وہ بات ای بےمروت کیا تھی خط لکھا تو ہوتا

دیگر

عظمت جانی بلبل جو باد صبح کا جھونکا
بسی از فرودین چمن مین کوئی ا... پیچھا
... عزت نہین جامع مین اپنے ساقیا ... پھرتا
فلک بنا لیے پھرتا ... ساغر لیے پھرتا
ہوتا اگرچہ صاحب عزم ... دل ... محبت مین
تو نے غم ... لکھا اپنے ساتھ کیون ... لیے پھرتا
ہزار ... زندان مین زندان کے ... پھرتا
مجھے ... ناصح محبت کو ... محبت مین
جہان ذرا ... اپنا وان ... لیے پھرتا
کبھی جا ... پھرتا مین ... برد یون ...
اگر مجھکو ... دل مضطر لیے پھرتا
ہوتا شوق کو ... تو کیون پھرتا
ظفر خورشید سا ... مانند یون ... لیے پھرتا

دیگر

عشق کے میدان مین ہتے دیا سر کی

کوئی بھی ایسا نظر آشنا نہین آتا جو خود بخود تری جانب کھنچا نہین آتا	نکالے چاہ غم یار سے کے غریقون کو وہ کونسا ہی شمکش ترا بتا ظالم

تمھارے وصل کو پیارے گذر گئے برس و سال
گلہ ظفر کو کچھ اسکے سوا نہین آتا

اور آئے تو دیکھون نہ ادھر ہو نہین سکتا	یار آئے مرے پیش نظر ہو نہین سکتا
پھر ایسا کسیکا بھی جگر ہو نہین سکتا	موڑا نہ کبھی منھ تری شمشیر جفا سے
بے توشہ تو یہ مجھسے سفر ہو نہین سکتا	لیجاؤ غم و رنج نہ کیون ساتھ جہان سے
چاہو کہ ہو کچھ اسکو اثر ہو نہین سکتا	تم لاکھ کرو حضرت دل نالہ و فریاد
سر کرکے تو پیدا کبھی سر ہو نہین سکتا	کچھ شمع نے ہی معجزۂ عشق دکھایا
آنکھون مین مرے اشک گہر ہو نہین سکتا	جبتک کہ تصور نہو دانتون کا تمھارے
پر اب بھی تو دل مین ترے گھر ہو نہین سکتا	کیا کیا نہوئی میرے لیئے خانہ خرابی
مین چاہتا ہون ضبط ہو پر ہو نہین سکتا	رسوا جہان کرتا ہی کیا کیا مجھے گریہ

جو کام کیا ہمنے محبت مین بتون کی
واللہ کسی سے بھی ظفر ہو نہین سکتا

تو یہ سر باز پھر کیون سر ہتھیلی پر لیے پھرتا تو یون ہر طفل میرے ساتھ کیون پتھر لیے پھرتا	جو وہ قاتل نہ اپنے ہاتھ مین خنجر لیے پھرتا اگر تجھو نہ پڑتے ایجنون اس تری شورش پر

جلد دوم دیوان ظفر
جو ... مرے ... پھوڑ ... دیکھ ...
مطبع نامی

[illegible]

دیگر

[illegible]

دامن و جیب ای ظفر چاک ہو تو ہو رفو
دل نہین جاتا سیا یہ جو پھٹا تو پھٹا

بتون کی ہی وہ آشنائی کا دھندا
کہ ہی جسمین ساری خدائی کا دھندا

وہ جب دیکھو آئینہ ہی دیکھتے ہین
رہے ہی انھین خود نمائی کا دھندا

جیے یا مرے پر نہ عاشق سے چھوٹے
خیال وصال و جدائی کا دھندا

ہمارا تو پیشہ ہی رندی ہمیشہ
ہوا ہمسے کب پارسائی کا دھندا

پڑی منھ پہ آئینہ کے خاک کیا کب
ملے خاک مین یہ صفائی کا دھندا

رہے ہی خم و پیچ مین زلف جانان
و بال اُسکو ہی کج ادائی کا دھندا

رہا جب تلک دم رہا ساتھ دم کے
ظفر سب برائی بھلائی کا دھندا

دیگر

دیکھو کر رخ پہ ترے زلف دوتا کا پھندا
جا پھنسا طائر دل تھا وہ بلا کا پھندا

ہاتھ آئے نہ کسو کے بھی یہ ہو نگہ مان
نہ پڑے پانون مین گر شرم و حیا کا پھندا

اُسکی قدرت کا ہی یہ کھیل نرالا ہی کہان
خاک کو باندھتا ہی دیکھو ہوا کا پھندا

رہے زنار محبت مین گلا کیون نہ پھنسا
کہ یہ ڈالا ہوا ای بت ہی خدا کا پھندا

بحر ہستی ہی عجب دام گہ صید اجل
جا بجا جسمین ہی گرداب فنا کا پھندا

طائر ہوش کو پرواز مین کرتا ہی شکار
تیرے ناز نگہ ہوش ربا کا پھندا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible] غنچۂ لالہ تو پیٹ اسکا
[illegible] گلستان کھینچکر پھاڑا
[illegible] جان کھینچکر پھاڑا
نہیں یہ کہکشان کا خط فلک نے [illegible] کھینچکر پھاڑا
[illegible] کھینچکر پھاڑا
[illegible] کھینچکر پھاڑا
[illegible] عریان کھینچکر پھاڑا
ظفر افشاے الفت پر نہ تھا منظور [illegible]
حیا کا پردہ کیون منظور [illegible] کھینچکر پھاڑا

ہمنے تری خاطر سے دل زار بھی چھوڑا	تو بھی نہ ہوا یار اور اک یار بھی چھوڑا
کیا ہوگا رفوگر سے رفو میرا گریبان	اے دست جنون تونے نہین تار بھی چھوڑا
زین دیکے گیا کفر کے بھی کام سے عاشق	تسبیح کے ساتھ اسنے تو زنار بھی چھوڑا
گوشہ مین تری چشم سیہ مست کے دلنے	کی جبسے جگہ خانۂ خمار بھی چھوڑا
اس سے ہی غریبونکو تسلی کہ اجل نے	مفلس کو جو مارا تو نہ زردار بھی چھوڑا
ٹیڑھے ہی رہو جیسے رکھو اخلاص تو سیدھا	تم پیار سے رکتے ہو تو لو پیار بھی چھوڑا
کیا چھوڑے اسیران محبت کو وہ جسنے	صدقے مین نہ اک مرغ گرفتار بھی چھوڑا
پہنچی مری رسوائی کی کیونکر خبر اسکو	اس شوخ نے تو دیکھنا اخبار بھی چھوڑا

کرتا تھا جو یان آنیکا جھوٹا کبھی اقرار
مدت سے ظفر اسنے وہ اقرار بھی چھوڑا

ادھر تو دشت وحشت نے گریبان کھینچکر پھاڑا
ادھر ہر خار صحرائی نے دامان کھینچکر پھاڑا

نہ اتنے مجھسے تم کھنچتے نہ اتنا تم سے دل پھٹتا
مرا دل رات کو تمنے تو جانان کھینچکر پھاڑا

کشاکش سے جنون کے تیرے دیوانے نے مر کر بھی
کفن اپنا تہ خاک بیابان کھینچکر پھاڑا

[illegible]

دیکھا جو [illegible]

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیوانہ وہ ہو نہیں کہ جسے لڑکے دوڑ سے
ہین گو بھنو نہیں مارتے پتھر پھرا پھرا

مجکو تھکا دیا دل خانہ خراب سنے
ہرجائیونکے عشق مین گھر گھر پھرا پھرا

بک بک کا ناصحون کی نہ مجکو ہوا اثر
آخر وہ چپکے بیٹھ رہے سر پھرا پھرا

یہ صید تیرا بستۂ فتراک تو ہوا
قاتل بلا سے حلق پہ خنجر پھرا پھرا

پھرتا مزاج انکا کسی سے نہیں ظفر
لیکن مرا جو مجھ سے مقدر پھرا پھرا

آشنا بحر محبت مین کوئی گر تیرا
ہمنے جانا کہ یہ تیرا اک سمندر تیرا

ایسا گھبرا کے گرا ڈوبگیا گرتے ہی
دل ترے چاہ زنخدان مین دم بھر تیرا

لال کاغذ کا کنول جیسے کہ تیرے سر آب
لخت دل آنسوؤن مین یون مرا اکثر تیرا

آفرین تجکو دلا بحر غم عشق مین تو
خوب سید ھا روش شیر دلاور تیرا

بحر بخشش مین نہ کیون ڈوبے گرانبار گناہ
کہ نہین پانی پہ ہرگز کوئی پتھر تیرا

دست و پا مارکے اپنے دم بسمل کر گیا
خون کے دریا مین ترا عاشق مضطر تیرا

جس طرح پانی پہ تیرے کوئی تنکا اس طرح
آب گریہ مین ہمارا تن لاغر تیرا

رکھ دیا سینہ تری تیغ پہ اپنا مینے
آب شمشیر پہ مین مثل شناور تیرا

تیرنا عشق کے دریا مین اگر سیکھے دل
تو ظفر پہلے اسے ہاتھون کے اوپر تیرا

[illegible]

جلد دوم دیوان ظفر

دیگر

[illegible]

جو در فخر جہان کا ہو گدا اُسکو ظفر
بادشاہی سے زیادہ ہو گدائی مین فرا

حال کب ہی شام سے اپنا سحر تک ایکسا	دوپہر تک ایک سا ہی دوپہر تک ایک سا
کیا تلون ہی کہ رہتا ہی نہین اُنکا مزاج	آتے آتے اپنے گھر سے میرے گھر تک ایک سا
اشک جو اُمڈے دم گریہ تو پھر دریا خون	موجزن تھا دل سے لیکر چشم تر تک ایک سا
کیا نکالے طائر دل زلف کے پھندے سے پانو	اسمین وہ اُلجھا ہوا ہی بال و پر تک ایک سا
جانتے ہین یان نہین رہنے کے لیکن سینہ بھی	شوق اسباب اقامت سے سفر تک ایک سا
لدرہا داغون سے ہون نخل چراغان کی طرح	سر سے لیکر پانوں تک پانوں سے سر تک ایک سا
واہ کیا میدان جنگل خاک اُڑانے کیلیے	عشق کا صحرا اودھر سے ہی ادھر تک ایک سا
پھونکدی ہی کسنے بیہوشی یہان ایسی کہ ہی	مست غفلت بیخبر سے باخبر تک ایک سا
روی تو خط پر مین کیا فرگان ابرو دیکھنا	ہی یہ مصحف یکقلم زیر و زبر تک ایک سا
میرے سینہ مین کمان ابرو ترا تیر نگاہ	واہ ہی کیا کارگر دل سے جگر تک ایک سا

کشور صحرا ے وحشت ہو گیا ہی اب خراب
ورنہ تھا آباد مجنون سے ظفر تک ایک سا

مطلع ثانی

مطلع ثالث

نہ تو چھانکا نہ اُسے روزن در مین تاکا	ہمنے تاکا بھی تو سوراخ جگر مین تاکا
عرش سے فرش تلک جو ہی وہ سب ہی مین ہین	کیا تبا ئین کہ ہی کیا ہمنے بشر مین تاکا

کیا کہین دیکھا خط فرق اُس مہر پُر نور کا	کہکشان ہے چاک ہی سینۂ شب دیجور کا

مطلع ثانی

ہی یہ حال ناتوانی عاشق رنجور کا	سر پہ ہی سایہ گران مژگان چشم حور کا

مطلع ثالث

ہی تو اشتاق پر ہی یہ عالم بتا فرور کا	جلوۂ شوخی پری کا سا ہی چہرہ حور کا
اشک کے قطرے کو کیون ہیچ مژگان پر ہنو	عکس ہی اصلی عرقبہ ہی دار پر منصور کا
کرتے ہین ہر دم مشبک جو مری آہونکے تیر	چرخ پر انجم ہی ہمسر خانۂ زنبور کا
دور ہین دل سے جو دیکھے تو وہ نزدیک ہی	تجھمین اُسمین ہی بظاہر ایک عرصہ دور کا
دل نہین کھلنے کا دل پر چپ بلکہ ہی داغ عشق	قفل تعویذی ہی یہ اس خانۂ معمور کا
میرے نالے سے قیامت بھی کہے ہی الامان	دیکھنا دم بند کر دیگا یہ دم میں صور کا

آدمی کو چاہیے آدم شناسی اے ظفر
ہی یہ فرمودہ ہمارے حضرت تیمور کا

جب خون قطر یار کی شمشیر سے ٹپکا	مریخ ہو قطرہ فلک پیر سے ٹپکا

مطلع ثانی

جو قطرۂ پیکان کہ ترے تیر سے ٹپکا	خون ہو کے وہ زخم دل نخچیر سے ٹپکا
سنبل پہ گیا اوس سی پڑ جبکہ دم غسل	پانی تری اُس زلف گرہگیر سے ٹپکا

دیگر

رسے کہ جب اشک تو کیا جانے سوے منزل دوست
ارادہ دل نے بھی بے قافلہ کیا نہ کیا

بتا کہ جو غنچہ انگور دیکھ کر تو نے
تصور دل پر آبلہ کیا نہ کیا

دیئے ہیں زخم محبت میں اسنے داغ مجھے
بلا اسنے اور عطا کچھ صلا کیا نہ کیا

مرید زلف جو دل ہو کے زلف کو بھولا
کرم اسنے اپنا کچھ سلسلہ کیا نہ کیا

گلہ بند مجرا تھا جو عاشق کی زیست کا چھوڑا
اجل سے پوچھو کہ کچھ فیصلہ کیا نہ کیا

عدو اگرچہ پڑا شیر دل تھا لیکن دیکھو
ظفر نے دم میں اسے بزدلا کیا نہ کیا

مطلع ثانی

فلک پہ مہر نے بیداد بت فروغ کیا
پر اسکے رخ سے جو دعوے کیا دروغ کیا

سر اسنے حرف قلم کی کے عشق سے دریغ میں
چمن میں سرو کو استادہ مثل تیغ کیا

دیا جو عشق نے شور ابہر نمک ہمیں
تو نوش جان اسے ہمنے مثال دوغ کیا

شکوہ عشق میں کام آئے دونوں نالہ و آہ
کیا علم اسے ہمنے تو اسکو تیغ کیا

کل اک حریص نے تخفیف وقت پر خواری
عجیب کی ظفر آر دوغ کو اروغ کیا

جو خط لکھا تو بہ مجد یار اپنے ہاتھو کا
منواؤں دست بند نگار اپنے ہاتھو کا

جوش جنوں سے جیب میں آتا نہیں نظر
ثابت بچا ہوا کوئی تار اپنے ہاتھو کا

زخمی کو اپنے آپ شکستہ نجو دیسے
اک اس پہ اور کیجیے وار اپنے ہاتھو کا

[illegible]

رخ جو زیر سنبل پر پیچ و تاب آجائیگا
پھر کے برج سنبلہ مین آفتاب آجائیگا

مطلع ثانی

تیرا احسان ہوگا قاصد گر شتاب آجائیگا
صبر مجکو دیکھکر خط کا جواب آجائیگا

مطلع ثالث

ہو نہ بیتاب اتنا گر اُسکا عتاب آجائیگا
تو غضب مین اے دل خانہ خراب آجائیگا

اسقدر رونا نہین بہتر بس اب اشکونکو روک
ورنہ طوفان دیکھو اے چشم پر آب آجائیگا

پیش ہو ویگا اگر تیرے گناہون کا حساب
تنگ ظالم عرصۂ روز حساب آجائیگا

دیکھکر دست ستم مین تیری تیغ آبدار
میرے ہر زخم جگر کے منھ مین آب آجائیگا

اپنی چشم مست کی گردش نہ اے ساقی دکھا
دیکھ جگر مین ابھی جام شراب آجائیگا

خوب ہوگا ہان جو سینہ سے نکل جائیگا تو
چین مجکو اے دل پر اضطراب آجائیگا

اے **ظفر** اٹھ جائیگا جب پردۂ شرم و حجاب
سامنے وہ یار میرے بے حجاب آجائیگا

مثال گوہر آنکھون سے جو آنسو بنکے نکلیگا
تو ساتھ اُسکے برنگ لعل لو ہو بنکے نکلیگا

تری محفل مین جائیگا کوئی کیسا ہی گردانا
وہ دیوانہ مجھی سا اے پریرو بنکے نکلے گا

پکارا تھا جو اسکو دوست اپنا جان کر ہمنے
نجانا تھا کہ سے دشمن یون بد خو بنکے نکلے گا

جو ہو گی جوئے اشک اس سرو قد کی یاد مین جاری
تو نالۂ دل سے اک سرو لب جو بنکے نکلے گا

[illegible]

کون ہی قاصد **ظفر** ایسا جو پیغام دل اس دلستان تک لیجائیگا

[illegible]

شکل آئینہ کو دریا الستان بنا ... وہ حیران بنا

اے ظفر صورت آئینہ وہ حیران بنا

دیکھو

وحشت افزا ہو نکیون کوچۂ جانان کی ہوا

کہو ساقی مین ہی وہ روضۂ رضوان کی ہوا

گلشن دہر مین ہی گاہ خزان گاہ بہار

الٰہی روشن پر نہیں رہتی ہی کبھی یان کی ہوا

ہو گئی ... تو ... بدلی ہی ہوا سے دنیا

کشتی ہوش سے ساقی بن ہی یہ طوفان کی ہوا

اے جنون تو درسے زنجیر در زندان کو

چمن ہی کھا لیے اب چل سے بیابان کی ہوا

آتش دل کو مرے اور بھی بھڑکا گئی ہی

اے ستمگار ترے دامن مژگان کی ہوا

رونا آتا ہی تو پھر دمبدم آہ مین ٹھنڈی

سرد ہوتی ہی دلا ابر باران کی ہوا

طرحِ دوم دیوانِ ظفر

سلجھے گا کیونکہ دیکھیے دل زلف یار سے — بے طرح اسمین اسمین ہی الجھاؤ پڑ گیا

جو کعبہ مین ہی شیخ وہی میکدہ مین ہی — ناحق کا تیرے دل مین ہی بھٹکاؤ پڑ گیا

بازی لگا وے عشق کی چوسر مین شوق سے

پلو بارہ ہین ظفر جو کوئی داؤ پڑ گیا

مصور جبکہ اُسکی صورت مقبول کھینچیگا — نہین کھینچینگے زلف اور ایک قصہ طول کھینچیگا

کوئی قطرہ عرق کا گر ترے رخسار پر دیکھا — چمن مین کیا خجالت موتیے کا پھول کھینچیگا

نہ کر تو دیر کار نیک مین کیا جانے کیا ہوگا — اگر اس کام مین کچھ عرصہ ای مجہول کھینچیگا

پئے تشہیر بعد از قتل بھی جرم محبت پر — مقرر کوبکو وہ لاشۂ مقتول کھینچیگا

جو ہوگا مرد معقول اُسکو ہوگا پاس ہر اک کا — اگر دو ر آپکو کھینچیگا نامعقول کھینچیگا

ظفر گرچہ نہین معمول اُسکا کھینچنے معشوقا

مگر یہ جذبۂ دل اُسکو بے معمول کھینچیگا

دھیان رونیکا تری بزم مین اک آن بنا — مجھ یار ونے لیا پہلے ہی طوفان بنا

جب ہی آہ ہی معرکۂ عشق مین تیر — شعلۂ آہ مرا تیر کا پیکان بنا

خانۂ چشم مین کس طرح سے آئے خواب — کہ خیال رخ دلدار ہی دربان بنا

زندگی جان ہے اور تو نے نجانا ہرگز — ہائے تو اتنا مرے حال سے انجان بنا

کیونکہ حسرت سے نہ مین ہو کے پچھتاؤن ظالم — ہاتھ سے اپنے جو دے غیر کو تو پان بنا

نہین دنیا مین ہی ... [illegible]

... تصویرون ... [illegible]

دم مرا ... [illegible] ... ہوا

دل ... [illegible] ... کی ہوا

اے ظفر ... دیکھو

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ق

فرق مجھ مین اور مجنون مین نہو گر میرا نام	ہو نہ پیر کاغذِ تصویر مین لکھا ہوا
ای ہوس آگے قسمت کے لکھے کے خاک ہی	ہی یہ جو کچھ نسخہ اکسیر مین لکھا ہوا
مصحفِ رخ کی تری تفسیر خط ہی پر کوئی	پڑھ تو دے کیا کیا ہو اس تفسیر مین لکھا ہوا

خوب جو دیکھا تو پایا سب وہ تجھ مین ای ظفر
جو کہی اوصاف عالمگیر مین لکھا ہوا

چمن ہی دیوانہ فقط کیا تیرے نقشہ پر ہوا	ای پری نقاش کا بھی نقشہ دیگر ہوا
دل مرا تھا غم کا گھر ای دلبر ناوک فگن	جبکہ تیر آیا اور گھر مین گھر ہوا
تو تو ہی نازک زیادہ گل سے بھی ای نازنین	پر خدا جانے ترا دل سخت کیون پتھر ہوا
جسکو ای ساقی دکھائی تونے اپنی چشم مست	پھر نہ وہ میکش کبھی منت کش ساغر ہوا
بنگیا بستر پہ جسم زار اک بستر کا تار	تیرا بیمار محبت اسقدر لاغر ہوا
جب ہوا تیرا قدِ رعنا چمن مین جلوہ گر	سر پہ ہر یاسر کے اک فتنۂ محشر ہوا
گرم ہو کر منھ پر آتا ہی ہمارے طفل اشک	منھ لگانے سے یہ لڑکا دیکھو کیا ابتر ہوا
ہمنے جانا تھا کشش دل کی اسے لائیگی کھینچ	اس کشش سے تو کشیدہ اور وہ دلبر ہوا

فی الحقیقت وہ برے ہین جو سمجھتے ہین برا
ای ظفر اسکی طرف سے جو ہوا بہتر ہوا

ہاتھ ملتا ہون کہون کیا یار جانی کیا ہوا	ہاتھ سے وہ قول کا چھلا نشانی کیا ہوا

رفیق ایک تھا دل سو وہ دور ہم سے ہوا
نہ اُسکو روک سکے یہ قصور ہم سے ہوا

جتایا ہم نے جو تجھ پر اپنا ای بت مغرور
تو اور تجھکو زیادہ غرور ہم سے ہوا

اسی سے عشق میں رہ تو ہو ہجر ایسے صبر
شب تجھے اور نہ دل ناصبور ہم سے ہوا

اگر سمجھتا ہی بیہودہ گو ہمیں ناصح
تو ہم کلام وہ کیوں بے شعور ہم سے ہوا

ہوا بہار کا گر جوش تو یقین ہی ہمیں
جنون بھی دست و گریبان ضرور ہم سے ہوا

جہان میں جبکہ ہو حسن و عشق جلوہ نما
جفا کا تجھسے وفا کا ظہور ہم سے ہوا

ظفر بہشت میں کیونکر لگے گا دل اپنا
جدا ہمارا اگر رشک حور ہم سے ہوا

دل خراش اتنا چمن میں شور بلبل کیوں ہوا
کیوں ہر اک چاک ای محبت سینۂ گل کیوں ہوا

مطلع ثانی

عاشق ای دل اپنے سینہ پوش زنار گل کیوں ہوا
اور ہوا تو اتنا بے صبر و تحمل کیوں ہوا

دسترس ہیہات اُسکے ہاتھ تک [illegible]
دست گل خوردہ ہمارا رشتۂ گل کیوں ہوا

کم نشے میں ہے نشہ … [illegible]
لب بلب محفل میں تجھسے ساغر مل کیوں ہوا

گر نہیں … [illegible]
سرزمین ملک دل میں پھر تزلزل کیوں ہوا

گر نہیں آشفتہ میری طرح … [illegible]
باغ میں اتنا پریشان حال سنبل کیوں ہوا

حرص دنیا پر کمر کسلیے باندھے ہے …
سست ای عاقل کمر بند توکل کیوں ہوا

[illegible]

مطلع ثانی

گر زخم پر آلودہ ہوا خوناب کا پھاہا	ہمرنگ ہو برگ گل شاداب کا پھاہا
دلریش کو اُس نرگس مخمور کے مرہم	کیا چاہیے کافی ہے مئے ناب کا پھاہا
کام آیا نہ زخم دل صد چاک کتان سے	اک مرہم کافور ہے مہتاب کا پھاہا
اپنے خط عارض سے جو معاذ ہر کی پٹی	چپکا نہ مرے زخم پہ تیزاب کا پھاہا
منت کش مرہم ہون نہ مجروح ازل کے	دیکھا نہین زخم گل سیراب کا پھاہا
گرمی سے مرے خون جراحت کی عجب کیا	ہمسر ہو جو خورشید جہانتاب کا پھاہا
وہ زخمی شمشیر حوادث ہے کہ جسکو	آئے ہے نظر چرخ بھی زہراب کا پھاہا
زخم دل عاشق کی نہ سوزش مین کمی ہو	بالفرض اگر اسپر ہو گرداب کا پھاہا
پردہ دکھو تیز مین سے غرض کیا کہ سر زخم	یکسان ہے گزی کا کہ ہو کمخواب کا پھاہا

پھوڑا سا نہ کیون پھوٹ بہے دل ظفر اب
ہے مرہم غمخواری احباب کا پھاہا

تو نے جو گل کیطرف غیرت گلشن دیکھا	کبھی آئینہ مین اپنا نہین جوبن دیکھا

مطلع ثانی

مہ جبین ہمنے تجھے کیا پس چلمن دیکھا	تار بارش مین چھپا اک مہ روشن دیکھا
تو ہوا جیسے کہ ای دست جنون بست انداز	ہمنے ثابت نہ کبھی جیب نہ دامن دیکھا

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

دل اُسکا ہے جسکو ... ہیں اُلجھی

دیگر

دل کو فوج غم و حسرت کا ہی ہر تیغ خیال	ہی یہ سالار سپہ فکر سپہ مین اُلجھا
زلف کو اُس مہ سر مست کی مہتابی پر	مین نے چھیڑا تو وہ کیا کیا شب مہ مین اُلجھا
ہون وہ آتش قدم اس دشت مین جسکا دامن	روش برق نہ خار شجرہ مین اُلجھا

اے ظفر خوب کیا جسنے کیا ترک لباس
نہ رہا جامہ و دستار گلہ مین اُلجھا

عجب اس عشق کے دریا کا ہمنے جزر دیکھا	خدا کا جلوہ دیکھا ہمنے اور ہر دم نیا دیکھا

مطلع ثانی

نہ پوچھو پوچھنے والو تو ہمنے کیا دیکھا	خدا کا جلوہ دیکھا ہمنے اور ہر دم نیا دیکھا

مطلع ثالث

ترے عالم کو اے یکتائے عالم ہمنے کیا دیکھا	یہی دیکھا کہ عالم مین نہ تجھسا دوسرا دیکھا
ہوئے جب فی اللہ سے موت کے ہم آشنا تجھ بن	کہا ناصح نے تو ہمنے محبت کا مزا دیکھا
ڈبویا آشنائی نے ہمین جسکی لئے ہمنے	نہ دیکھا آشنا دیکھا تو بس نا آشنا دیکھا
نہ دیکھا آئنہ کی شکل مین ہونے وہ ہرگز	تماشا ہمنے جو دل کر کے اپنا پر صفا دیکھا
کبھی دیکھے محل یان اور دیکھی ہمین آبادی	کبھی دیکھی خرابی اور اک ویرانہ سا دیکھا
چراغ و شمع مین کیا برق مین کیا اور شرر مین کیا	جہان دیکھا وہان اک جلوہ تیرے نور کا دیکھا
گیا کیا کیا گذر عالم ظفر آنکھون کے آگے سے	کہین کیا ہمنے جو یان مثل چشم نقش پا دیکھا

عشق ہی یا بلا کہ اسمین ظفر
ایک عالم کو مبتلا دیکھا

کچھ جواب اُسنے دیا خط کا جو اُلٹا سیدھا
نامہ برنے مرے رستہ لیا گو کا سیدھا

خلق سمجھی کہ شب تار مین ہی کاہکشان
مانگ کا خط ترے بالون مین جو دیکھا سیدھا

ہمسے ہر بات مین وہ کاہیکو ٹیڑھے ہوتے
ہمنشین ہوتا نصیبہ اگر اپنا سیدھا

خوشنویسونے کہا دیکھکے بینی اُسکی
لکھا ہی کاتب قدرت نے الف کیا سیدھا

ہی یہی طالع واژون اگر اپنا ایدل
ہوا ہی نہ کبھی ہمسے وہ ہوگا سیدھا

اُسنے گلشن مین دکھاکے قد دلجو اپنا
خوب ہی سرو لب جو کو بنایا سیدھا

سیدھا باندھی ہی ترنالے نے فلک کی ایسی
کہ یہ جیب سینہ سے نکلا ہی ہین ہو تیر سا سیدھا

زلف کافر کی کجی پر بھی یہ ٹیڑھا نہوا
دل مرا دیکھو سلمان ہی کیسا سیدھا

ٹیڑھی باتون کو پسند آتی ہین ٹیڑھی باتین
ای ظفر اپنا تو انداز ہی سیدھا سیدھا

سبب اس رنجش بیجا کا پتا کچھ بھی نتھا
تو جو آزردہ ہوا ہمنے کہا کچھ بھی نتھا

کیونکہ ہوتا ترے بیمار محبت کا علاج
جانتا کوئی طبیب اسکی دوا کچھ بھی نتھا

رنج و غم مین ہی رہا ہین جو ہمیشہ ای عشق
میری تقدیر مین اور اسکی سوا کچھ بھی نتھا

اشک سا خون پیو مجھے تجھے جبتک کہ نہ تو تیرے
شوخ ہاتھو نین ترے رنگ حنا کچھ بھی نتھا

دیگر

[illegible]

گئے دنیا سے جب شاہ و گدا دونون ہوئے یکسان
کہ کوئی صاحب زر کوئی بے زر تھا تو اس جا تھا

گیا کیون چاک سینہ کو جگہ تھی دل کے پہلو مین
لگانا تجھکو ای قاتل جو خنجر تھا تو اس جا تھا

لگے جب دم نکلنے چشم تر سے اشک کے موتی
کھلا ہے پر کہ پنہان گنج گوہر تھا تو اس جا تھا

ہمین جنت مین بھی میخانہ یاد آئیگا ای ساقی
کہ ہے جو عیش وہ ہمکو میسر تھا تو اس جا تھا

ظفر آرام سے بیٹھے گا جاکر اُسکے کوچے مین
نہین ہوئیگا وان مضطر کہ مضطر تھا تو ہین جا تھا

اُسکا عاشق پہ عتاب اور نتھا یہ ہی تھا
کہ کوئی چشم پر آب اور نتھا یہ ہی تھا

دیدۂ تر سے رہے دیکھتے ہم کیفیت
بن ترے جام شراب اور نتھا یہ ہی تھا

خط مرا پھاڑ کے ظالم نے دیا قاصد کو
اور کہا ہمکا جواب اور نتھا یہ ہی تھا

گر شکنجہ مین تجھے زلف کے اُسنے کھینچا
شکر کر دل کہ عذاب اور نتھا یہ ہی تھا

گر کیا کام تمام اُسنے مرا خوب کیا
کہ کوئی کار ثواب اور نتھا یہ ہی تھا

جب خودی اپنی اُٹھا کر اُسے دیکھا ہمنے
تو یہ جانا کہ حجاب اور نتھا یہ ہی تھا

مطلع ثانی

دیتا تھا اُس زلف کو شب آرائش کیا کیا آنکھون سے
لیتا پنجہ اخرگان سے مین اپنے کار شانہ تھا

چاہیے تھا ای ناوک افگن دل پہ لگانا تیر نگاہ
چھوڑ دیا کیون اسکو تو نے یہ تو خوب نشانہ تھا

پوچھتے ہو کیا مجھسے عزیزو حال غم تنہائی کا
مین تھا اور غم خانہ تھا غمخوار غم جانانہ تھا

بل بے تپ اندوہ محبت اُف رے گرمی داغ فراق
دل تھا کیا پہلو مین ہمارے گویا آتش خانہ تھا

کوئی ملا گر اشک کا قطرہ عشق مین تیرے شکر کیا
جانا اپنی قسمت مین ہان یہ ہی آب و دانہ تھا

حسن و جمال یار ظفر جب رات کو بزم افروز ہوا
شمع رخ پر نور پہ اسکے ماہ بھی اک پروانہ تھا

کبھی رونیکا جو ہی عشق مین قابو ہتا
تو چمن مین جو دکھاتا قد رعنا اپنا
تنکے یہ مردم ہشیار سے جیواتے ہین
کی عبث تیشہ زنی ہوتی جو تقدیر بھلی

دل کا خون بہتا ہی اور خون کا ہی
دار قمری کے لیے سرو لب جو ہتا
وحشی آنکھون سے ترے کیونکہ نہ آہو ہتا
کام فرہاد کا بے قوت بازو ہتا

کب ہوا تدبیر سے حاصل ظفر مقصود دل
ای نکو نیت تری نیت مین جو تھا سو ہوا

پاس عارض کے ترے کان کا گوہر چمکا | دن دیے پہلوے خورشید مین اختر چمکا
خون مرا اس رخ گلگون کا ہوا گلگونہ | قتل ہونیسے مرے شوخ ستمگر چمکا
روبرو اس رخ پرنور کے ماہ تابان | رات کو کرمک شب تاب سے کمتر چمکا
تازیانہ جو کیا طرۂ مشکین نے ترے | توسن ناز ترا اور بھی کافر چمکا
چرخ پر بھری تری عقد ثریا کی چمک | جبکہ ماتھے پہ ترے راتکو جھومر چمکا
کلبۂ تار مین میرے نہین درکار چراغ | آتش عشق سے داغ دل مضطر چمکا
آینہ خاک سے پاتا ہی جلا کیا ہی عجب | خاکساری سے اگر صاحب جوہر چمکا
ہو گیا زردی رخسار سے عاشق کو فروغ | سچ ہی انسان کے جہان ہاتھ لگا زر چمکا

شعلۂ آہ مرا جلکے فلک پر ہر روز
ای ظفر مہر درخشان کے برابر چمکا

کہو نہین کیا کہ ہی ہمسر دل بیتاب پارے کا | اُسے تو دیکھکر ہوتا ہی زہرہ آب پارے کا
وہ یارب سبزہ زار چرخ مین ہی کون سے بوٹی | بناتا ہی پیالہ جس سے یہ مہتاب پارے کا
کوئی بیتاب مر کر عشق مین گر خاک ہو جاوے | تو نزدیک اپنے اک کشتہ ہو وہ نایاب پارے کا
کرے فریاد کیا بلبل کہ ہی منظور شبنم کو | ترے اک کان مین بھرنا گل شاداب پارے کا

دل سے بہتر نہیں غم کے لیے کوئی زندان
ای ظفر خوب ہوا دل مین جو غم بند ہوا

جگر کا عشق مین سوزان جو داغ ہوا اچھا
اندھیری گور مین بھی یہ چراغ ہوا اچھا

ہوا بھی اچھی ہی گلشن مین گل بھی اچھے ہین
جو ساتھ یار کوئی خوش دماغ ہوا اچھا

جو اشک خون سے ہو گلزار تختۂ دامن
تو اپنی سیر کو اک یہ بھی باغ ہوا اچھا

اٹھا کے غیر کو پہلو سے تیرے رشک چمن
کہ عندلیب کیا پاس زاغ ہوا اچھا

نہ اشک خون سے ہوا بھی سوائی گلگون
نہ چشم تر سے زیادہ ایاغ ہوا اچھا

ہمارا راہنما جب ملک ہو عنقا
کمر کا اسکی نہ ہم سے سراغ ہوا اچھا

سوائے کنج قناعت ظفر بشر کے لیے
کہین جہان مین نہ ہرگز فراغ ہوا اچھا

دل سے اک نالۂ موزون کو جہان کھینچ لیا
نقشۂ قد ترا ای سرو روان کھینچ لیا

جان جائیگی نکل میری اگر تیر اسکا
تمنے دل سے مرے ای چارہ گران کھینچ لیا

بال شانے نے جو اس زلف سیہ کا کھینچا
اس سیہ بخت کا تار رگ جان کھینچ لیا

کیا مرے قتل کو کم تھی یہ کشیدہ ابرو
تونے شمشیر کو اپنی جو میان کھینچ لیا

جذبۂ شوق نے تیرے طرف میخانہ
خانقہ سے مجھے ای پیر مغان کھینچ لیا

تیری تصویر کو کیا صفحۂ دل پر ہمنے
دیکھے دست و قلم آئینہ سان کھینچ لیا

تھوڑی ہریعیں غم نے تری طرح جان
گھبرا کے غمگسار سرہانے سے اٹھ گیا

وہ تھا جو مہر و مہ کے لیے اعتبار نور
سب تیرے ایک جلوہ دکھانے سے اٹھ گیا

تھا کسکا تجکو پاس کہ تو جیکے پاس سے
محفل میں سب بیٹھے بہانے سے اٹھ گیا

وہ جانتا تھا مجسا نہیں ہی کوئی حسین
تیرے سوا حسن زمانے سے اٹھ گیا

ہم صورت اپنے آنکھو جب آئی کی نظر
حیران ہو کے آئینہ خانہ سے اٹھ گیا

تھا بیچ میں ہمارے اور اُنکے جو پردہ سا اک ظفر
یکبارگی دوئی کے اُٹھانے سے اٹھ گیا

لکھا جو خط میں وہ کیوں نامہ بر سے کھولدیا
کہ اُسنے جا کے وہاں ہر بشر سے کھول دیا

برا ہو تیر محبت کہ یار پر تو نے
جو دل کا راز تھا سب اک نظر سے کھول دیا

ہم اپنا آپ گلا کاٹ ڈالتے لیکن
نہ خنجر آپنے اپنی کمر سے کھول دیا

ہم اک نگاہ پہ دل بیچتے ہیں لے وہ اگر
کہ ہمنے مول یہ اس عشوہ گر سے کھول دیا

نہ کھولتے کبھی دروازہ ہم عدو کیلیے
اگر خفا ہو تو تیرے ڈر سے کھول دیا

دل و جگر کے ہی روزن میں سانس کا رستہ
ادھر سے بند کیا تو ادھر سے کھول دیا

ہمارے شوق نظارہ میں کچھ تو ہی گری
جو گھونگھٹ آپنے رخسار پر سے کھول دیا

کبھی نہ دل سے کھلا اُسکے زلف کا عقدہ
الٰہی شانہ نے یہ کس ہنر سے کھول دیا

بند جیگا زلف سے گر دل تو کھل سکیگا نہ پھر
یہ حال پہلے ہی ہمنے ظفر سے کھول دیا

لکھ کے خط وصلی پہ کیا تو خط جتاتا ہی ہین — سن چکے ہم غیر سے تجکو تو وصل ہو گیا
تھی اجل کو سو تامل لیکن اُسکی چشم سے — کام اپنا اک نظر مین بے تامل ہو گیا
فاتحہ مین تو نہ آیا حسرتا وا حسرتا — اور اس حسرت مین عاشق کا ترے قُل ہو گیا

ساتھ اس شامت کے باندھکے سر اپنا تو نہ مار
ای **ظفر** دل تو اسیر زلف و کاکل ہو گیا

خطا ہی مین جو کہون اس سے خط پڑھا نگیا — پڑھا گیا مگر اچھی نمط پڑھا نہ گیا
تمھارے صفحۂ رخسار پر خط گلزار — ہجوم خال سے تیرے جو نقط پڑھا نہ گیا
ہمارا محضر خونین جو محکمے مین گیا — لکھا ہوا تھا کچھ ایسا غلط پڑھا نہ گیا
جو کوئی مصرع مضمون گریہ ہمنے لکھا — کسی سے مثل خط موج شط پڑھا نہ گیا
پڑھا تمام مرا نامہ اُسنے حرف بحرف — جو مدعا تھا وہی ہان فقط پڑھا نہ گیا
ترے مریض کا نسخہ طبیب نے جو لکھا — قلم کو ایسا دیا اُسنے قط پڑھا نہ گیا

لکھا ہی کیا مری تقدیر مین خدا جانے
پڑھا اگرچہ **ظفر** سو نمط پڑھا نہ گیا

سینے مین اک دھوان کبھی بار اُٹھکے رہگیا — نکلا نہ میرے دل کا بخار اُٹھکے رہگیا
پہلو مین میرے رشک سے کیا کیا اُٹھا نہ درد — پہلو سے غیر کے جو وہ یار اُٹھکے رہگیا
صحرا مین ای شکار فگن کھلکے تیرا تیر — اُٹھا جو کوئی تیرا شکار اُٹھکے رہگیا

مطلع ثانی

دل ڈھونڈھتا پھرا صبح سے تا شام نہ پایا

گلرو ہین بہت گلشن آفاق مین لیکن | تجھسا کوئی اے شوخ گل اندام نپایا
آغاز محبت کو تو ہان سمجھے ہم اچھا | اچھا پر اس آغاز کا انجام نپایا
لکی عجب انداز سے ہی رخ پہ تری زلف | ایسا خط تعلیق مین بھی لام نپایا
جینے کا مزا عاشق ناکام نے تیرے | حسرت کی مرگ اے بت خود کام نپایا

دولت سے اس اپنے لب خاموش کے ہمنے
کچھ بزم جہان مین ظفر آرام نپایا

بکتے بکتے ناصحا تیرا تو بھیجا پک گیا | اور سنتے سنتے اب میرا کلیجا پک گیا
دل مین وہ پھوڑا نہین ہے کہ پک کر پھوٹ جائے | تو اگر جراح کتنا ہی کئے جا پک گیا
چاہتے تھے ہم یہ شدت سے کہ پکجائے خیال | خواہ اے ہمدم بجا تھا خواہ بیجا پک گیا
دل ہوا اے ظالم مرا نخل محبت کا ثمر | اب نہین کچا رہا یہ اسکو بیجا پک گیا

جسم خاکی اپنا ظرف خام تھا اسنے ظفر
آتش غم سے پکا نیکو جو بھیجا پک گیا

وہ داغ عشق دل ناتوان نے کھایا | کہ جیسے داغ یہ گل اک جہان نے کھایا
کہان گیا مرا قاصد خبر نہین اسکی | زمین نے کھایا کہ ہے آسمان نے کھایا
کلام تلخ کیے ہین کیا گلی مین ترے | کہ زہر مجھسے ہر اک پاسبان نے کھایا
نکلکے چشم سے لی سیدھی چاک جیب کی راہ | نہ پھیر آنسو ون کے کاروان نے کھایا

ردیف

[illegible]

تپ چڑھیگی اور گرمی سے سوا خورشید کو	نالۂ سوزاں مرا گر آسمان پر پہونچ گیا
بوالہوس نے بھی کیا تھا اُسسے اقرارِ وفا	لیکن اس اقرار سے وہ امتحان پر پہونچ گیا
جب ہلی مژگان تمہاری ایک خنجر سا وہیں	یاں گلوے عاشقِ آزردہ جان پر پہونچ گیا
بجھ سکا سوزِ جگر میرا نہ جوشِ گریہ سے	گرچہ اس طغیان سے پانی الکہ بان پر پہونچ گیا
اب تو ہم دل کو بچا لائے نہیں لائینگے پھر	گر یہ ہو کر شیفتہ اُس لستان پر پہونچ گیا

دیر کیا اور کعبہ کیا دونوں سے دل میرا ظفر
پہونچتے ہی اُس صنم کی آستان پر پہونچ گیا

نہ اُسکا بھید یاری سے نہ عیاری سے ہاتھ آیا	خدا آگاہ ہی دل کی خبرداری سے ہاتھ آیا
نہ ہوں جنکے ٹھکانے ہوش وہ منزل کو کیا پہونچے	کہ رستہ ہاتھ آیا جسکی ہشیاری سے ہاتھ آیا
ہوا حق میں ہمارے کیوں ستمگار آسمان اتنا	کوئی پوچھے کہ ظالم کیا ستمگاری سے ہاتھ آیا
اگرچہ مالِ دنیا ہاتھ بھی آیا حریصوں کے	تو دیکھا ہمنے کس کس ذلت و خواری سے ہاتھ آیا
مگر ظالم دل آزاری جو دل منظور ہی لینا	کسیکا دل جو ہاتھ آیا تو دلداری سے ہاتھ آیا
اگرچہ خاکساری کیمیا کا سہل نسخہ ہے	ولیکن ہاتھ آیا جسکے دشواری سے ہاتھ آیا
ہوئی ہرگز نہ تیرے چشم کے بیمار کو صحت	نہ جبتک نے ہر ترے خطِ زنگاری سے ہاتھ آیا
کوئی یہ وحشی رم دیدہ تیرے ہاتھ آیا تھا	پر اے صیاد وحشی دل کی گرفتاری سے ہاتھ آیا
ظفر جو دو جہاں میں گوہرِ مقصود تھا اپنا	جنابِ فخرِ دین کی وہ مددگاری سے ہاتھ آیا

[illegible]

[illegible]

ردیف بای موحدہ

جہان ہو دل لگی باہم گر دونونکی دو جانب
لگی ہو لو جو دل مین وان خبر دونونکی دو جانب

ہوئے منہ سے وہ اور ہم ہوئین جب چار دو آنکھیں
رہی اک ٹکٹکی دو دو پہر دونونکی دو جانب

فرا جب ہی کہ ہم وہ یون لپٹ کر آنکو سوئین
نہ بدلی جائے کروٹ تا سحر دونونکی دو جانب

اُٹھا ! کیون ہی رخسارون سے تو زلفونکو [illegible]
حفاظت کے لیے ہی سیمبر دونونکی دو جانب

مرا دل اور جگر ہووے نہ منہ تیغ دو ابرو سے
وہ پھینکے بوٹیان کر کا ٹکر دونونکی دو جانب

نہ مرتا کوہ مین فرہاد اور نے دشت مین مجنون
نہ لیجاتی اجل دونونکو گر دونونکی دو جانب

وہ دیکھے آئینہ اور ہم اسے یہ کیا تماشا ہی
کہ ہی اک جلوہ منظور اور دونونکی دو جانب

نہ جائے تبکدیکو برہمن نے شیخ کعبے کو
محبت گر نہو ہے راہ پر دونونکی دو جانب

ہوے وہ حسن مین مشہور اور ہم عشق مین رسوا
رہی شہرت جہان مین اے ظفر دونونکی دو جانب

کرتی ہی ہر لحظہ مجکو میری جان کیا ہی خراب
کاہش جان سے ہوئین بھی عشق مین کیا ہی خراب

ماہ سرگردان ہی اور ہی تہ بار گران
خوب دیکھا تو یہان ہر سے تا ماہی خراب

دیکھ میرا حال کیا سوز گداز عشق ہی
بزم عالم مین ہی جون شمع سحرگاہی خراب

وا ہو غنچہ تو پھر کیون ہو پریشان [illegible]
کرتی ہی اسکو صیاد تیری ہوا خواہی خراب

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

[illegible]

گرتی ہی غمزہ نرگس فتان عجب عجب	مارے ہی پیچ سنبل پیچان عجب عجب
کہ یاس ہی کہ امید کہی رنج و گہ خوشی	مہمان ترا آ دل مین ہین مہمان عجب عجب
شب کو جو اُنکی زلف کا بندہ جاکے ہی خیال	ہم دیکھتے ہین خواب پریشان عجب عجب
مجروح تیغ عشق کو دکہائے ہی مزے	قاتل ترا ایک افشان عجب عجب
ای چشم بار بار ہو دیکہہ اشکبار	ہر بار تجسے اُٹھتے ہین طوفان عجب عجب
سرنامہ پر ہی نام کا اور خط رقیب کا	ظالم ترے ستم سے کہین عنوان عجب عجب
ہو جاؤن کیونکہ محو تماشا نہ یک بیک	دیکہون تماشے جاکے جو بین داغ عجب
غمزہ عجب نگاہ عجب اور ادا عجب	کچھ دلربائیوں کے ہین سامان عجب عجب

وہ لوگ اس زمانے مین ہین ای ظفر کہان
دیکھے ہوئے ہین آپ نے انسان عجب

یون تو سیکھے ہین بہت آپنے عالم سے فریب
سیکھو عالم سے نرالا کوئی تم ہمسے فریب

مطلع ثانی

ایکدن وہ تھا کہ تم پوچھتے تھے ہمسے فریب	اب لگے آپ ہین دینے ہمین سو دم سے فریب
جام مے دیکے ہمین کتنے ہو لو ساغر جم	بارے اب دینے لگے آپ بھی جم جم سے فریب
دہان گرہ یار سے بوسہ نہ لینے پائے	بھاگئے سب کو ہم اس طرۂ پرخم سے فریب
غیر کیا دیگا فریب آن کہے لاحول ولا	بھاگ گئے ہی صورت شیطان اس آدم سے فریب

جلوہ دکھا یار کس مین بات کا ای ہمراز
[illegible]

ردیف بای فارسی

[illegible]

چھپے نہان جیسے روٹھ کر تم اُٹھائے اُنمنے قدم چھپا چھپ
نجانے دینگے لپٹ کے بوسے تمھارے ہے لینگے ہم چھپا چھپ

زبان ہی قینچی ہی انکی چلتی جو کچھ کہ کترینگے گل تو اے دل
اوڑا ہی دیوینگے تیرے پرزے ابھی خدا کی قسم چھپا چھپ

جو مجکو دو حرف تم ہو لکھتے تو پہرون تم دل مین سوچتے ہو
یہ کیا کہ غیرون کو خط پہ خط ہو ہمیشہ صاحب رقم چھپا چھپ

نفس کی ہی جو کہ آمد و شد بغور کر سیر اسکی غافل
کہ دیکھ طی ہو رہی ہی کیونکر رہ وجود و عدم چھپا چھپ

خدا بچاوے کہ ان لیٹرون کو یاد لپ جھپ ہی اس بلا کی
کہ لے ہی جاتے ہین دین و ایمان کو لوٹ کر یہ صنم چھپا چھپ

زہے نصیب اُنکے عاشقون کے کہ بے تامل رہ وفا مین
اُڑا کے سر ایک دم مین سبکے وہ لیکے تیغ دو دم چھپا چھپ

ظفر ہزار آفرین و تحسین کہ واہ کیا خوب اس غزل مین
لکھے ہین اشعار عاشقانہ اُٹھا کے تونے قلم چھپا چھپ

ہوگا ظاہر یہ مرا درد جگر آپسے آپ	تجکو ہو جائیگی بیدرد خبر آپسے آپ

مطلع ثانی

ہی پسند اپنے تو زاہد بادہ خوارونکا ملاپ
ہو مبارک تجکو یہ پرہیزگارونکا ملاپ

مطلع ثانی

تیری یاری مین گیا سب ہمسے یارونکا ملاپ
ایک ملنے سے ترے چھوٹا ہزارونکا ملاپ

ملتے ہی پروانہ ساں جان اپنی کی تجھپر نثار
تو نہ دیکھا شمع رو ہم جان نثارون کا ملاپ

جو ہی میرا دوست تم دشمن ہو اُسکی جان کے
تمکو کب بھاتا ہی ہمسے دوستدارون کا ملاپ

رنج و غم دونون یہ مدت سے ہین غمگسار
ترک مجھسے کیونکہ ہوان غمگسارون کا ملاپ

زخم دل اُنکے بھی ملجائین اگر منظور ہو
اے ستمگر تجھکو اپنے دلفگارون کا ملاپ

پس زمین و آسمان کے تو نہ قلابے ملا
ہاتھ میں ہی سخت مشکل ماہپارونکا ملاپ

کیا جلا آئینہ کو ہوتی ہی خاکستر سے دیکھو
صاف کر دیتا ہی دل کو خاکسارون کا ملاپ

دیکھ باعث غم کے دل پر ہوا کاغذ کے واغ
اے ظفر اچھا نہین ہی نا بدارونکا ملاپ

ردیف تای فوقانیہ

خواہ ہو جمعہ کی اور خواہ ہو اتوار کی رات
کٹے مشکل سے ہی ظالم ترے بیمار کی رات

نہ دیا سونے خلش نے تری مژگان کے مجھے
نشتر خار تھے بستر مین جگہ تار کی رات

تار اشکونکا جو باندھا تھا مری آنکھون نے
ہر مژہ ایک لڑی تھی در شہوار کی رات

[illegible]

دیگر

تیری ہی زلف کی گو کیا ہوئی مہمان تھی رات
تیرہ بختی کی تری کالوست و گریبان تھی رات

مطلع ثانی

کہکشان سینۂ گردون کی نمایان تھی رات
کس کے ماتم میں یہ کی چاک گریبان تھی رات
[illegible]
چشم بد دور یہ آنکھ ابر بہاران تھی رات

[illegible]

بوسلتے طوطی تصویر کو دیکھا کستے	کیونکہ نکلی دہن عاشق حیران سے بات

ای ظفر بیٹھا بنایا کرے باتین لیکن
اُسکے بن فضل بن آتی نہین انسان سے بات

پسند طبع جو ہو میری اک جہان کو بات	[illegible] وہ کبھی اُس شوخ بدگمان کو بات
لگی ہی کان ملاحت جو زلف تیر کی کان	[illegible] کیا یہ خدا جانے لگ سکے کان کو بات
دکھانہ رنج مجھے اپنی تو جدائی کے	نکالی اور کوئی میرے امتحان کو بات
کہا یہ لیلی محمل نشین نے مجنون سے	کہ راز کی نہ ہو معلوم ساربان کو بات
سنی نہ بات کوئی اُس سے ہمنے خرد شام	یہی اک آئی ہی اُس شوخ بدگمان کو بات
کے تو کیا کہے عاشق کہ بھول جاتا ہی	وہ دیکھتے ہی تمھاری ادا و آن کو بات

اگرچہ پیر کی ہی بات سودمند ظفر
مگر خوش آتی نہین وہ کبھی جوان کو بات

نہ آہوا ہین اگر ہی ہوا محمل مین نشست	[illegible] تو ہر نفس اپنی رہ اجل مین نشست
اُٹھے ہی درد سا پہلو مین [illegible]	[illegible] کی جیسے تری بغل مین نشست
خدنگ عشق کا ہین ہوں نشانہ ہمیشہ سے	کہ دل [illegible] اس تیر نے ازل مین نشست
جو ہمنشین ہی [illegible] تو محفل سے	[illegible] ہی موقوف آجکل مین نشست
ہمیشہ شہر مین [illegible]	[illegible] نشست ہی تو اور کہ جبل مین نشست

[illegible]

بوٹی کا کیمیا کی شناسا ہون کیون عبث
خوبان سبزہ رنگ کی بھی کیمیا شناخت

ہمتو وفا مین جان تک اپنی فدا کرین
پر تجکو بھی وفا کی ہوا ہی بیوفا شناخت

تیغ نگہ کے تیرے بہر مین دیکھو ہم
اُنکی نہین کسیکو ہا کسو آشنا شناخت

پہچان لینگے اور جواہر تو جوہری
پر جوہر شمشیر کی ہو مشکل دلا شناخت

پوچھون ظفر طبیب سے اپنی دوا کے درد
پر اُسکو اس مرض کی ہو کچھ تو ذرا شناخت

آجائے ہی جسوقت تری دھیان مین صورت
ہو جاتی ہی یان اور ہی اک آن مین صورت

بتخانۂ چین مین کوئی کیا دیکھیگا کافر
تیری سی نہین عالم امکان مین صورت

زلفون سے تمھاری ہون پریشان زیادہ
دیکھو مری اس حال پریشان مین صورت

ہون عاشق سرباز مجھے بوالہوس اگر
دکھلائیگا کیا عشق کے میدان مین صورت

ہو صاف ترے تکمہ کی اختر مین شباہت
ہی ہو مہ نو مین گریبان مین صورت

یوسف بھی ہوا شوخ ترا محو تماشا
کھینچ اسکے تو کھینچی تری کنعان مین صورت

دیوانہ ترا بنکے جو مین خاک اڑاؤن
مجنون کی بگڑ جائے بیابان مین صورت

تجھ بن یہ ہوئی شکل کہ پہچان نہ دوست
مشکل سے مری کلبۂ احزان مین صورت

کیا دیکھتا ہی آئنہ اے شوخ پری رو
دیکھ اپنے ظفر کی دل حیران مین صورت

ویضاً

ہوا ہی ابر ... سبزہ زار بسنت
شگوفہ کیون نہ تو دل دیکھ کر بہار بسنت

مطلع ثانی

ہماری زردی رخسار ہی بہار بسنت
ہمارے رنگ سے ہی رنگ اعتبار بسنت

سمجھ نہ صحن چمن میں اسے گل نرگس
جھکی ہوئی ہی ظفر چشم پر خمار بسنت

ہی خوب گرچہ اُس مہ کنعان کی صورت — لیکن ہی کہاں تیری سی اس شان کی صورت
ہی شاخ گل اس بن مجھے کیا تیر کے مانند — آتا ہی نظر غنچہ بھی پیکان کی صورت
صورت کو تری صورت تصویر ہی تکتا — ہی اب یہ تحیر کہ عاشق حیران کی صورت
سودائی ترے رہتے ہیں با حال پریشان — ای یار تری زلف پریشان کی صورت
یاد آتی ہی ہر سورۂ قرآن کو سنکر — وہ روی کتابی مجھے قرآن کی صورت
کہتا ہون جو صورت مجھے ایمان دکھاوے — کہتا ہی کہ کیا دیکھیگا تو جان کی صورت

انسان ہی وہی جسمین ہو انسان کی سیرت
ہین یون تو ہزارون ظفر انسان کی صورت

ردیف تاے ہندی

روز لیتا ہی جو خون عاشق مضطر کو چاٹ — لگ گئی ہی کیا یہ ای قاتل ترے خنجر کی چاٹ
ایسی خنجر نیا کی حلاوت پر گرے اہل ہوس — جا بینگی یہ مکھیان گویا کہ اس شکر کو چاٹ
جرعۂ مے کا تو زاہد کو کہاں ہی حوصلہ — مست ہو جاوے اگر لیوے ذرا ساغر کو چاٹ
کان کے آویزۂ نعلین پہ کب ہی نوبہار — سانپ یہ بچھو سا ہی لیتا ہی بچھو کو چاٹ

ردیف تاے مثلثہ

[illegible] مزاج

دیگر

[illegible] کا غم و رنج

جانتے ہو کہ وہ مجھسے ہے کشیدہ خاطر غیر کا سر تری زانون پہ رہیگا یون ہین	ہمنشینون اوسی تم کھینچ کی یان لائی عبث سر کوئی سنگ سی ٹکرائے تو ٹکرائے عبث

نکیا کام کچھہ ایسا جو وہان کام آتا
کھوئی یان عمر ظفر ہمنے یونہین ہای عبث

ہین یہان رنج کے آثار خوشی کی باعث عجب آیا ہین عالم النظر اللہ اللہ ہول دل مجھکو مجھے خواہ تپ و خفقان میری زخمون سی نرکھہ آب دم تیغ دریغ تم جو غصے ہو تو غصہ مرے سر آنکھون پر	اشک آنکھون سی ٹپکتے ہین ہنسی کی باعث دیکھین اون دانتون ہین رنجین جو مسی کی باعث ہے یہ جو کچھہ سو تمھاری خفگی کے باعث خشک لب چاہتی ہین تشنہ لبی کی باعث پر بشرطیکہ نہو اور کسی کے باعث

سطر ابرو نہین اوس روی کتابی پہ ظفر
ترک کاتب نے لکھی ہے غلطی کی باعث

ردیف جیم تازی

غم فرقت سی تری جسکا ہی بند مزاج سن تو لیتے ہین مرا حال جو کچھہ کہتا ہون آگیا چشم کے بیمار کا دم آنکھون ہین	سو مفرح سی بھی اوسکا نہو خورسند مزاج اونکا برہم مری جانب سی ہی ہر چند مزاج تونے پوچھا نہ کبھی کیون ہے گلسمند مزاج

[illegible] کا غم و رنج

دیگر

ہے تری چین جبین حسن کی یون تاب میں موج

[illegible] موج

آتش افروز ہو ساغر مین جو روئے ساقی | جلوہ گر ہو روشن برق مے ناب مین موج

ہمسے وہ اور ہم اوس سے ہین ظفر یون باہم
موج مین آب ہو جس طرح سے اور آب مین موج

ردیف جیم فارسی

پیچ سے زلف کی چلتا نہین تدبیر کا پیچ
کہ یہ ہی اے دل شامت زدہ تقدیر کا پیچ

کرتا عشاق سے ہی پیچش گرداب فنا
اے ستمگار تری جوہر شمشیر کا پیچ

حرف پیچیدہ سے مضمون لکھا پیچیدہ
پیچ در پیچ ہے نو خط تری تحریر کا پیچ

نہ بچا پیچ سے کوئی بھی پل گردون کے
گو یہ ہے پیر مگر ہے غضب اس پیر کا پیچ

پاؤن پڑ پڑ کے جو رکھتی ہی مجھے زندان مین
اے جنون کیا ہی خدا جانے یہ زنجیر کا پیچ

لیگئی کھینچ کے کس پیچ سے میری دل کو
نہ کھلا مجھپہ کچھ اوس زلف گرہگیر کا پیچ

سیکڑون پیچ وہ ہر بات مین کرتا ہی ظفر
ایک ہو تو کہون اوس شوخ کی تقریر کا پیچ

جل گیا دل پہ جو اوس زلف گرہگیر کا پیچ
تھا یہ اے بخت سیہ اپنی ہی تقدیر کا پیچ

بوسہ دینے مین ہو تم پیچ کی باتین کرتے
ہم نکالین گے کوئی اور ہی تدبیر کا پیچ

حلقہ زلف کو کھلکر سر ابرو دیکھو
تمنے دیکھا نہو گر جوہر شمشیر کا پیچ

خبر نہ تھی ہمکو آنسوؤنکی کہ ہونگے یہ طفل اِس سے ابتر
مثال پروانہ جان دیدیں بپا اپنی اوس بت شمع رو پر

یہ کیا ستم ہی کہ میری جانب سے کوئی غماز کو ئی مفسد
بہاوٴن رخسار زرد پر جو عشق میں اپنے اشک گلگون

بجای اِنکے اس بلا سے وہ زلف کافر بری بلا ہے

ہوئی ہے اے چشم تر بہار گل کی آخر کو ہار سچ مچ
کہ تا وہ جانی یہ سوختہ جان بہار پر جان نثار سچ مچ
اگرچہ جھوٹ ہو بھی کچھ نہ جانتا ہے وہ یار سچ مچ
دکھاوٴن آنکھوں سے اُسکے جانا کو خزانہ میں جوش بہار سچ مچ
کہ ڈس لیا دل ظفر ہزار ونکا اسنے مانند مار سچ مچ

ردیف حاءِ مہملہ

جہان گیا میں میری طرف سے جبین کچھہ آئی اور طرح
لکھا اوسنے اور طرح پر قاصد پرچہ کاغذ کا
دست و پا گر باندھ لیے مہندی نے تمہاری خوب ہوا
ظاہر و باطن ایک طرح پر تجکو نہ دیکھا آئینہ رو
لاکھہ دوائین بدلین اطبا تیری مریض ہجران کی
بام پہ چڑھکر کس مہوش نے جلوہ اپنا دکھایا ہے
ایک طرح پر بات ہو تو کچھہ بات کا اونکی بھروسا ہو
غنچہ نہیں ای باد صبا یہ جسکی گرہ تو کھولے گی

تیوری اوسنے دیکھ کر مجکو آج چڑھائی اور طرح
تو نے مری پر جانی کو ہی بات بتائی اور طرح
بن نہیں آتی یون تو تمسے ہاتھا پائی اور طرح
دل میں صفائی اور طرح ہی منھ پہ صفائی اور طرح
ہو نہ سوای وصل علاج درد جدائی اور طرح
دیتا ہمکو آج فلک پر چاند دکھائی اور طرح
کہتے ہیں منھ سے اور طرح ہے جی میں سمائی اور طرح
میری گرفتہ دل کی ہوگی عقدہ کشائی اور طرح

اوڑتے ہیں اوسان کہ دیکھیں سر کٹنو نکی اوڑتی ہیں
سان پر اوسنے آج ظفر تلوار لگائی اور طرح

دیگر

دیکھنی منظور ہو صورت جسے اوسی یار کی
ہاں اوصاف اپنے کری آئینہ سان اچھی طرح
تونے نا بد جلوہ حسن بتان اچھی طرح
قاتل بغیر ناخن شمشیر سے

اس بت کی جان کی عقدہ کشائی ہو کس طرح

پھر کہاں ہمسی ستمکش تو کریگا ہمکو یاد | کرلے اب ہم پر ستم ای دلستان اچھی طرح

اسقدر جلدی ہی کیا بیٹھو سنبھل کر وقت دیکھ | تا مری گردن پہ ہو خنجر رواں اچھی طرح

پاس لیچل اوسکے کہتا ہی دل خانہ خراب | جانتا بھی ہیں نہیں جسکا مکان اچھی طرح

آئے تم اوس دم کہ جسدم آگیا آنکھوں میں دم | مین نے دیکھا بھی نہ تمکو میری جان اچھی طرح

اتنی بھی فرصت نہ دی ہمکو فلک نے ای ظفر

کرتے اوس کو چین سی ہم آہ و فغان اچھی طرح

سوز غم پیچھے پڑا دل کی ہماری بے طرح | لائے گی گرمی محبت کی حراری بے طرح

چل بچا ہی برہم ین تلوار دیکھ ای جنگجو | کرتا ہی ابرو سی تو اپنے اشاری بے طرح

جنبش گیسو سی کہدی دل ہی و تابید توان | کوڑی اس شامت کی مار یکو نماری بے طرح

جی ڈری کیونکر نہ میرا ای شب تار فراق | آنکھیں دکھلانے لگے مجکو ستاری بے طرح

پارہ پارہ کرکے چھوڑینگے کتان کیطرح سے | دل کو در پے ہیں مری یہ ماہ پاری بے طرح

خانہ دل کو لگی کیا آگ سوز عشق سے | ہر بن مو سی نکلتے ہیں شراری بے طرح

دیکھنا سودا زدہ نکلا اور بگڑیگا مزاج | بھتے ہیں دل آج زلفوں کی سنواری بے طرح

دل کو لیکر تم مقرر ہو گی خواہان جان کے | مجکو آتی ہیں نظر تیور تمہاری بے طرح

ای ظفر کس طور سی کس طرح سی کیجے نباہ

ان طرحداروں کو ہیں اطوار ساری بے طرح

ردیف دال ہندی

تری وہ چشم کی گردش بلا ہی جس سے ای ساقی
جو کشت و خون پہ ہمارے کہ نہین کمر باندھی
سبب ہے جو چرخ کی گردش سے کیا بچے انسان
نہین ستارے یہ بھر لایا اپنی چشم مین اشک

مثال جام ہی ہر سبزہ ہر جوان کو چرخ
تو باندھے ہوتا ہی کیون تیغ کہکشان کو چرخ
یہ چرخ وہ ہی کہ دے ہی فرشتہ خاکو چرخ
شب فراق مین سنکر مری فغان کو چرخ

جو خاک بھی ہون تو ہون فخر دین کے در کی
ظفر چھوڑائے نہ مجھ سے اس آستان کو چرخ

تری فرقت کے دل گرم اضطراب مین سیخ
ہی سطح کہ ہو جیسے طرح سے کباب مین سیخ
خمیدہ ہو گیا اب حلقے ضعف پیری سے
مہ اپنا تھا جو کبھی عالم شباب مین سیخ
تنور چرخ سے لیتے گرسنہ کبھی اوتار
ذرا بھی لگتی اگر قرص آفتاب مین سیخ
کباب کا جو مزا ہی زبان میاکش پر
کہے ہی شیخ کو یہ نشۂ شراب مین سیخ
پلا نہ ہنگ ہمین ساقیا کہ سینک تو کیا
کھڑی ہو چاہیے اس جام پر شراب مین سیخ
لگو نہ شیخ کے منہ دیکھو آج ای رندو
کہ اسکی ریش کا ہر بال ہی عتاب مین سیخ
مزا شراب کا ساقی نہین بغیر کباب
پکا کے لا کوئی اس پر ماہتاب مین سیخ
شتاب کر تو مہیا پر اس سلیقہ سے
کہ نہ کباب جلے اور نہ شتاب مین سیخ

وہ سیخ آہ ظفر ہی جگر کبابون کی
نہ دیکھی ہوگی کبابی نے اپنے خواب مین سیخ

ردیف دال مہملہ

و دیگر

[illegible]

اگر تر جھا ہو زہر او کافر تری چشم سیاہ — مر ہی جاویں جھاگ منہ سے ڈال کر آنکھو سفید

عشق کی دولت ہی کان لعل و گوہر چشم تر — سیکڑوں میں سرخ آنسو سیکڑوں آنسو سفید

تار بارش کو فرشتے ہیں دیکھ کر کہتے ہیں سبت — ہو گئے سب ریش میں پیر فلک کے مو سفید

اشک خون آلودہ میرا جیب کو تر ہی کئی — ایک بازو سرخ ہی تو ایک ہی بازو سفید

خانۂ دل ہی سفید اسکی سیاہی دور کر — کیا سفیدی سے محل کرتا ہی اپنا تو سفید

عشق میں ہی سیہ چشموں کے دل ہیں تا کہ جوان — ہو گئے پیری سے گو مژگان سفید ابرو سفید

خط جیسے لکھتے ہو تم لکھو پر ان میں بھلا — لکھ لیا ہی آپنے کاغذ تم نے او رو سفید

سرخ رو ہوں اے ظفر کیونکر عزیزوں میں عزیز — بیمروت ہی زمانہ ہو گئے لہو سفید

ردیف ذال معجمہ

چھپایا تو نے ہی کسکا کہو اپنی کاغذ — دھرا ہوا ہی جو در کی دراڑ میں کاغذ

لکھے جو تیشہ خونی کو کوہکن نے عشق — تو برگ لالہ ہو جو پھری پہاڑ میں کاغذ

کسیکو لکھتے تھے خط وہ پلنگ پر بیٹھے — مجھے جو دیکھا چھپایا نواڑ میں کاغذ

جلے بھی عدو مضمون سوز دل پڑھ کر — سکے ہی پھینکو بڑے ایسا بھاڑ میں کاغذ

یہ کسکی خانہ خرابی کے تم ہو در پے — دبایا لکھ کے جو تعویذ اجاڑ میں کاغذ

[illegible]

یہ وہی باتین ہین دل کری نہین اُسنے کا موم	جانتے تھے ہم کہ پگھلیگا اثر سے پیشتر
فصد کی حاجت ہی کیا مجھکو کہ رگ رگ مین مری	چبھ گئے وہ موے مژگان نیشتر سے پیشتر
رخصت پرواز گر صیاد تو دیتا ہمین	ہم چمن مین پہونچتے باد سحر سے پیشتر
رکھتے ہستی مین عدم سے کیون قدم اپنا جو ہم	ہوتے واقف اس مقام پرخطر سے پیشتر
تھے جو خوبان زمانہ اور بھی ہان فتنہ ساز	پر یہ فتنہ تھے کہان اُس فتنہ گر سے پیشتر
ضعف سے اس در پہ اب ہم نقش بر دیوار ہین	سر بہت ٹکرا چکے دیوار و در سے پیشتر
عرصہ ہستی ہی تنگ اتنا کہ جب ہون گرم رو	یک نفس مین ہم گذر جائین شرر سے پیشتر
مارا سر کیون کوہکن نے پتھرون سے عشق مین	تیشہ سکو مارنا تھا اپنے سر سے پیشتر
نور تھا خیر البشر کا گو تھا ظاہر مین بشر	حق اگر پوچھو تو بشر ہی تھا بشر سے پیشتر
جاتے ہین پیش نگاہ یار ہونے کو نثار	بیشتر دل سے جگر اور دل جگر سے پیشتر
دیدہ مشتاق کا شوق نظارہ دیکھنا	چاہتا ہی مین نکلجاؤن نظر سے پیشتر

پیش آیا آہ جو جو کچھ کہ راہ عشق مین
کہدیا تھا ہمدمون نے ظفر سے پیشتر

مدعا یہ خاطر مین خطرہ اس خبر سے پیشتر	کیون خط کو لیکر آیا نامہ بر سے پیشتر

مطلع ثانی

وصل کیا وہ شب کو آئین وہ پہر سے پیشتر	صبح ہے جلدی کہ اٹھ جائین گجر سے پیشتر

ای ظفر آئیگا کون آج تمھارے گھر مین
تم جو گھبرائے ہوے پھرتے ہو باہر اندر

کرے ہی نکہت گل و سبدم چمن مین سفر
ہمیشہ خانہ بدوشون کو ہی وطن مین سفر

کچھ ایسا آنکے قاصد سنا گیا ہی پیام
کہ روح کر گئی قالب سے اک سخن مین سفر

خدا کی راہ مین شیطان بھی ہی سمجھے چلو
مسافرو ہی گذرگاہ راہزن مین سفر

وفور اشک سے بیرنگاہ دیدۂ تر
ہمیشہ کرتا ہی دریا موج زن مین سفر

کہان مین اور کہان کوی عشق یہ جانو
لکھا تھا کعبہ کا تقدیر برہمن مین سفر

جہان سے کتنے ہی ناکام کر گئے آخر
تمھاری آرزو سے بوسۂ دہن مین سفر

ہوا نصیب سہ و مہر کو نہ خیمۂ نو
کیا ہمیشہ ظفر خیمۂ کہن مین سفر

کیونکر نہ خاکسار رہین اہل کین سے دور
دیکھو زمین فلک سے فلک ہی زمین سے دور

پروانہ وصل شمع پہ دیتا ہی اپنی جان
کیونکر رہے دل اُسکے رخ آتشین سے دور

مضمون وصل و ہجر جو نامہ مین ہی رقم
ہین حرف بھی کہین سے ملے اور کہین سے دور

گو تیر بے گمان ہی مرے پاس پر ابھی
جائے نکل کے سینۂ چرخ برین سے دور

وہ کون ہی کہ جاتے نہین آپ جسکے پاس
لیکن ہمیشہ بھاگتے ہو تم ہمین سے دور

حیران ہون کہ اُسکے مقابل ہو آئینہ
جو ہر غرور کھینچتا ہی ماہ مہین سے دور

...ھار گھور مین یہ پچھر مین رات کو آتے
...سیکا الیسا ہی کھٹکا کہ بند کرکے کو اڑ

ہمین خبر ہو وہ ہین چپکے چھاڑ کے پتھر
لگاتے آپ ہین پیچھے کو اڑ کے پتھر

اگر نہ آسے عدو یون مراد پاؤ ظفر
تو اسکی چھاتی پہ رکھدو پچھاڑ کے پتھر

ردیف را ہندی

...ھل کے خیر کو قائم نہ کر فساد کی جڑ
...خط کے لکھنے مین سر باہون سوا ...
...یا ہم رند کی جڑ سے بھی کم ہی دینا کو
...سے جو ریشہ دوانی یہ آہ و نالے سے
...ھار نخل طمع کو کہ باغ عالم مین
...ہ فتنہ زا ہی نگہ دل ہی یہ فساد انگیز
...لکھے فلک سے جو اصلاح کی کوئی امید
...ہے شر سر کوئی اور نہ کوئی مفسد ہی

نکال اسکو کہ ہی یہ بیخ فساد کی جڑ
تو شہر سے شاخ قلم سر بسر فساد کی جڑ
کچھ اسکی اصل نہین ہی مگر فساد کی جڑ
تو جانو ہی دل شوریدہ سر فساد کی جڑ
رکھے ہی شجر ثمر فساد کی جڑ
ادھر ہو فتنہ کی جڑ اور ادھر فساد کی جڑ
تو جہ یہ دعوی ہی یہ فتنہ گر فساد کی جڑ
ترا ہی نفس ہی بنیاد سر فساد کی جڑ

ظفر جہان مین نہ ہو کوئی مفسد اپیدا
نہ ہوئے مین وزن و زر بہ اگر فساد کی جڑ

ظفر ہی راہ ز خود رفتگی عجب ہموار
کہین بھی جسکی نہین درمیان نشیب و فراز

اپنا اثر دکھانے اگر عشق جان گداز
کر ڈالے کوہ کو بھی آہ و فغان گداز

دل میرا موم شعلہ آتش ہی جسم یار
ہو جائے موم آگ سے کیونکر نہ یان گداز

تاثیر سوز دل سے مرے کیا عجب کہ ہو
مانند شمع تن مین ہر اک استخوان گداز

دل دم مین زاہدان خشک دل کا شگفتہ ہو
ہو آفتاب ساغر مے سے مغان گداز

دل اس سے ہی دو چار کہ جسکی نگاہ گرم
ہی عقل و فہم سوز شکیب و توان گداز

دل میرا سخت کیا ہی وہ آفت ہی مہر گر
آہن بھی ہو تو اس سے ہوا ہی دلستان گداز

ہمسر ہون مجمر نالہ سے کیا نالہ ای نے
اسمین ظفر یہ سوز کہان اور کہان گداز

نکلا ہی رخ پہ خط ترے ای شوخ ماہ سبز
کیا گل ہی مین چمن سراسر ہی واہ سبز

اس شوخ سبزہ رنگ نے کشتہ کیا جسے
رہتی ہی اسکی خاک پہ اکثر گیاہ سبز

کیا اعتبار یان کی خزان و بہار کا
ہی رنگ اس چمن کا کبھی زرد گاہ سبز

اسکی ذقن پہ سبزہ خط کی نہین نمود
کائی سے ہو گیا ہی سراسر یہ چاہ سبز

برسا ہزار بار یہان ابر نوبہار
نخل مراد پر نہوا اپنا آہ سبز

انسان کی زیب یہ ہی کہ یکرنگ دل سے ہو
ظاہر مین خواہ سرخ ہو پوشاک خواہ سبز

لکھو قافیہ بدل کے غزل اور ای ظفر
کہتے ہیں اس غزل کے مضامین تمام تر

[illegible]

محو ہوں یاد رخ و زلف میں اُسکے ایسا
بھول جاتا ہوں ظفر صبح کو میں شام کی چیز

بوسہ روز آپنے ٹھہرایا تو دو روز کا روز
رکھتا ہے مہر جہانتاب کو بھی گردش میں
اشک طوفان جو اُٹھاتا ہے کہوں کیا کہ یہ چشم
کل گئے ہوش و خرد آج گئے صبر و قرار
جلوہ افروز اگر ہو نہ وہ خورشید لقا
عشق میں بگھر گئی ہے یہی روزی میری

کیوں چڑھا ہے تم اس عاشق دلسوز کا روز
شوق دیدار کسی کا ہے دل افروز کا روز
یہ تو اک کھیل ہے اس طفل بدآموز کا روز
مال لیتا ہے مری جان غم اندوز کا روز
شب یلدا سے نہ ہو کم مجھے نوروز کا روز
زخم کھاتا ہے مجھے اُس ناوک اندوز کا روز

چرخ فیروزہ پہ یہ مہر کو دیتا ہے فروغ
ای ظفر جلوہ ترے طالع فیروز کا روز

خاطر سے میں ہوں آپکی سنتا کلام تیز
خورشید بھی ہے دیکھ کے گردوں پہ کانپتا
لائی ہے کھینچکر کشش دل میری اُسے
پی جانا اشک خون کا ہمارا ہی کام ہے
گرمی ہے کیوں سوا ترے چہرے کی زیر زلف
کرتا ہے عاشقوں ہی کو تو ذبح تشنہ خو

ورنہ زبان تو رکھتا ہے یہ بھی غلام تیز
ہوتے ہیں جب کسی پہ وہ بالائے بام تیز
آتا ہے اس طرح سے جو وہ خوشخرام تیز
کون ایسی پی سکے ہے مے لالہ فام تیز
ہوتا ہے آفتاب کہاں وقت شام تیز
رکھتی تری چھری کا ہے اکثر یہ دم تیز

[illegible]

ردیف میں مہملہ

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible]

ردیف السین المہملہ

[illegible]

اپنے کشتہ کی نہیں وہ زلف ماتم دار اگر	کیون سیہ پہنا کیا ہی اُسنے ای شانہ لباس
گل بھی ہو تیرا شہید ناز ای رشک بہار	جامہ پر خون سے رکھتا ہی شہیدانہ لباس
لین اُسے پہچان ہر یک رنگ مین اہل نظر	بدلے گر سو رنگ سے رنگین وہ جانانہ لباس

جو کہ ہین باتین فقیرونکی ظفر وہ چاہیین
اس سے کیا حاصل اگر پہنا فقیرانہ لباس

مرغ اسیر چھوٹ گئے اگر قفس کے دس	صیاد تیرے دام مین اور آکے پھنس کے دس
رکھا نہ ساتھ اُنکے فلک تو نے ایک بھی	جنگلے کہ تھے رفیق بیابان اک قفس کے دس
ای ساربان ناقہ برابر نہ ہو سکین	مجنون کی ایک ہے سے نالہ جرس کے دس
ساقی خوش آج بادہ کشونسے ہی اسقدر	اک جام مانگتے ہین تو دیتا ہی بس کے دس
وہ بات ایک دس کے برابر ہی شعلہ خو	گرمی سے جسکی خاک ہون دشمن بھلسکے دس
اس لڑیا سکے پاس اگر بیٹھون ایک کو	موجود ہون خوشی سے [illegible]
ظالم جو تیری جنبش مژگان ہو نیش زن	نشتر ہون درمیان جگر اک ایک نس کے دس
افسوس ایک بات بھی کہتے دہان کی ہو	اور ہون کلام یان کی ہوا و ہوس کے دس

خط لکھتے دیر مین تو ہین دونون برابر ای ظفر
یان اک برس کے دس ہین تو وہان ہی برس کے دس

طائر دل کے لیے کیجے نہ تدبیر قفس	واسطے اسکے چمن ہین بھی ہی تاثیر قفس

[illegible]

[illegible]

تیرے جلوہ نے دیا دل کو جلا ماہ مبین
یہ تعجب ہی کہ ہو تاب قمر میں سوزش

سوزش دل نہیں جاتی کہیں جا کر تجھ بن
گھر کے باہر ہی جو سوزش وہی گھر میں سوزش

داغ سے دوزخ میں خدا ایک محبت ہی تری
آتش غم کی دل و جان بشر میں سوزش

ہیجر سردی و گرمی ہی دیوانۂ عشق
نہ اسے خلد میں ٹھنڈک نہ سقر میں سوزش

ہو دل پیر میں گر عشق کی گرمی تو یہ جان
ابھی باقی ہی کچھ اس شمع سحر میں سوزش

تیری تاثیر دم سرد سے عالم میں ظفر
نہ ہی شعلہ میں گرمی نہ شرر میں سوزش

بات میری جب کہ دل پر ہو ای یار نقش
فائدہ کیا جبکہ لکھوں روز گرد و چار نقش

ہو نگین خاتم دست سلیمان وہ نگین
جسپہ ہو کے نام تیرا ای پری رخسار نقش

وہ ہوا اک بار غیروں پر نہ گرم عتاب
ہمنے لکھ لکھ کر جلائے آگ میں سو بار نقش

نقش اپنا تو دکھا جسکو ای پردہ نشین
ہو وہ یوں حیرت زدہ جیسے سر دیوار نقش

نقش بر آب اپنا جینا بھی ہستی میں سمجھ
ہی کہیں بھی ٹھہرتا پانی پہ ای ہشیار نقش

تیرا خط ہی ای بت خط اسے تعویذ ہی
تیرے بیمار محبت کو نہیں درکار نقش

میرے سجدوں کے اُسکے در پر ہوں اگر نقش و نگار
ای ظفر ایک ہو وہ رشک صد گلزار نقش

ردیف صاد مہملہ

[illegible]

ردیف ضاد معجمہ

[illegible]

کون کہتا ہی کسیکو ہین او بے غرض | کچھ لگاؤ بھی نہین ہے لگاؤ بے غرض
حضرت دل گر نہو تمکو غرض اُس زلف سے | اُنکو دام بلا مین کیون پھنساؤ بے غرض
ہن سنو کے تم مقرر آج جاؤ گے کہان | یہ نہین تمنے کیا اپنا بناؤ بے غرض
کیا غرض تمکو مرا دل اس سے گر پھرتا نہین | ناصحو بک بک کے تم حسرت بڑھاؤ بے غرض
قصد شبخون ہی کسیکا ورنہ تم کس شام کو | پان کالا کھا مسّی پر یون جماؤ بے غرض
جو کہ ہین اپنی غرض کے یار وہ عیار ہین | اُنکو جانو یار جنکو یار پاؤ بے غرض
اپنے مشتاقون سے جان گر نہ ملی ہین تو لو | کیا غرض ہمکو جو تم صورت دکھاؤ بے غرض
شمع کو بھی ہین جلاتے کچھ غرض کے واسطے | یہ غضب کیا ہی کہ تم ہمکو جلاؤ بے غرض

ای ظفر صاحب غرض سے بھاگتے ہین لوگ دور
اس زمانے مین کہین جاؤ تو جاؤ بے غرض

ردیف الضاد المعجمہ

منظور ہے یار ہی قرآن کے بالعوض | در کار کفر زلف ہی ایمان کے بالعوض
راضی ہون دل کے دینے وہ ناوک فگن اگر | سینہ سے دل نکال دے پیکان کے بالعوض
شل شرار جھڑتے ہین مژگان سے اشک گرم | برسے ہی آگ ابر سے باران کے بالعوض
منظور گر معاوضہ ہووے تو جان تک | دے دیجیے بوسہ لب جانان کے بالعوض
چمن و تتار گر جیب مجھے دے کوئی نہ لون | مین اُسکی تار زلف پریشان کے بالعوض
گر زہر مرگ ہو تو گوارا ہو وہ مجھے | ای یار تلخی غم ہجران کے بالعوض

رو رو سکے نہ کہہ حال کہ وہ رکھتا ہی دل مین
گر گریہ کو تو اپنے ظفر وقت بیان ضبط

اُسنے پوشیدہ الٰہی کیسے لکھا ہی خط
سنتے ہین ہم کہ چھپا کر کہین بھیجا ہی خط

خط دیا میرا جو قاصد نے کہا یون اُسنے
تو کہان سے ہی اُٹھا لایا یہ کسکا ہی خط

دیکھے وہ رشک چمن کیا وہ چمن مین سبزہ
سبزہ جسنے ترے رخسار کا دیکھا ہی خط

ہوگا اس رنگ سے معلوم کہ خون ہوگا مرا
وہ جو شنگرف سے اگر تو مجھے لکھتا ہی خط

ہی کہ شاید دل صد چاک کے مضمون کا اثر
کر کے پرچاک اُسنے جو قاصد مرا بھیجا ہی خط

کیون نہ خوش دل تنگی سے ہو مرغوب نو خط
گر خطون مین بھی شکستہ اُسے بھاتا ہی خط

خط مین لکھی ہی ظفر جسکی شکایت ہمنے
ہاے پڑھوا تا اُسی سے وہ ہمارا ہی خط

تر آنسوؤن مین ہو نہ اگر ستم تم سے خط
جلجاے لکھتے لکھتے مرا سوز غم سے خط

آزاد پھر نہ کیجے ہمین شرط ہی یہی
لکھواے گر ہمین آپ غلامی کا ہمسے خط

یاران رفتگان کا کھلے حال کس طرح
بھیجا نہین کسیئنے بھی لکھ کر عدم سے خط

بہتر ہی رخ ترا گل گلزار خلد سے
خوشتر ہی تیرا سبزہ باغ ارم سے خط

دشمن ہزار وار کرے گر نہو قضا
تن پر پڑے نہ ایک بھی تیغ دو دم سے خط

کھینچی تری کمر جو مصور نے مو کمر
باریک ایک کھینچ دیا مو قلم سے خط

دوہا

لکھو خدا کے لیے وجہ اس تغافل کی
لکھا جو تمنے نہین ابتلک ظفر کو خط

جو پہونچا اپنا دست یار مین خط — کھلا وہ محفل اغیار مین خط
نوشتہ مین ہی رسوائی ہو قاصد — گرا دیسے ہی میرا بازار مین خط
خط رخسار اُس رشک چمن کا — ملا دیسے ہی خط گلزار مین خط
نہ ہو وے سوت تو تلوار کبھی — پڑے تن پر نہ اک سو دار مین خط
نہ پہونچا قاصد اُس پردہ نشین تک — دہو آیا روزن دیوار مین خط
مرا تعویذ درد سر ہی ہی — کہ ہو سر پر ترا دستار مین خط

ظفر کا راز سربستہ کھلے گا
نہ پڑھ تو بیٹھ کر دو چار مین خط

جو بھیجے ہی مجھے مجنون اُجاڑ مین سے خط — تو کوہکن بھی ہی لکھتا پہاڑ مین سے خط
کواڑ کھول نہین سکتا اگر وہ پردہ نشین — تو پھینک دے ہی ہو نکی دراڑ مین سے خط
گلی مین یار کے اغیار جمع ہین قاصد — نجا نالیکے تو اس بھیڑ بھاڑ مین سے خط
جلا یا کاغذ اگر سوز دل کے مضمون نے — تو نامہ بر مجھے کیا دیگا بھاڑ مین سے خط
رہا یہ مارسیہ گھانس ہی کے نیچے نہان — نہ نکلا سرمہ کا مژگان کی آڑ مین سے خط
ہوا اٹھا کل جو مرا خط پلنگ پر سے گم — سو بارے آج وہ پایا نواڑ مین سے خط

…ہمدمون عشق کی نہ پوچھو شرط | جان دیجے تو کچھ ادا ہو شرط
…و تمھاری نہ جائیگی بدلی | اسمین جو چاہو ہم سے بدلو شرط
…مسکو منظور ہار ہی اپنی | ورنہ تم اور ہم سے جیتو شرط
…دل ہمارے کے علاج مین ہی | وصل دلدار ای طبیبو شرط
…ل بند معا زلف سے نہین چھٹتا | اُسکے چھٹنے مین تم نہ باندھو شرط
…ون کسیکو ہی کون دیتا دل | دلبری بھی ہی دلربا کو شرط

اُسکا دشوار ہی بجا لانا
ہی محبت کی ای ظفر جو شرط

ردیف ظا معجمہ

…دن ہلے جنبش ابرو سے ترے دل مضبوط | جیسے بھونچال سے جاتا ہی مکان ہل مضبوط
…مداری نہین ہستی کو کہ ہی سست بنا | یان محل اپنے بناتے ہین یہ عاقل مضبوط
…سکے کچے نہین ہم جان تلک دین اپنی | گر رہے قول پہ یہ حور شمائل مضبوط
…شین باتین بناتے ہین ہزارون آسان | لیکن ایک بات پہ ہوجاتی ہی مشکل مضبوط
…ہل تیغ محبت سے بچوئے تا حشر | تھام لے ہاتھ مین گر دامن قاتل مضبوط
…خم پر زخم لگا تیغ ستم کے قاتل | اُف نہین کرنیکا ہی دل کا یہ بسمل مضبوط

ای ظفر کیونکہ عقیدہ مین ہو اپنے سستی
جبکہ کردے مدد مرشد کامل مضبوط

ردیف العین المہملہ

اگر اُٹھانا نہ منظور دلربا کا لحاظ

رخ سے ہمتاب آہوسکے تیرے کیا جانا شمع
روشنی تیری فقط رات کی مہمان ہی شمع

مطلع ثانی

خوب سوزِ خون کا یہ پروانہ کے سامان ہی شمع
قد ترا تیر ہی شعلہ تیرا پیکان ہی شمع

اشک کی اتنے بہا تی ہی ولیکن تیرا
سوزِ دل کم نہیں ہوتا کسی عنوان ہی شمع

سر کے بل جا کے تو جا منزلِ مقصود کو تو
کر نا طی راہ محبت نہیں آسان ہی شمع

ساق سیمین کو تری دیکھ کے ای سیم بدن
ہو کے خاموش کھڑی بزم میں حیران ہی شمع

شعلۂ آہ جو نکلے ہی دلِ سوختہ سے
دل جلوں کے وہ بیے کلیجہ آخریان ہی شمع

سر قلم ہونیکا باعث ہی یہی بزم افروز
بہتر اس تاج سے تو بار عزان ہی شمع

جس طرح شمع یہ ہوتا ہی فدا پروانہ
ہوتی یوں اُس رخ تابندہ پر قربان ہی شمع

ای ظفر اشکِ ندامت میں نہ ڈوبے کیونکر
کہ جلا کر دلِ پروانہ پشیمان ہی شمع

چاہیے بزم میں کیا عاشق رنجور کی شمع
آہ سوزان ہو جب اُسکے دلِ مہجور کی شمع

واہ کیا جلوہ نما قد ہی ترا سیم بدن
ڈھلی سانچے میں ہی قدرت سے یہ بلور کی شمع

روشنی سوزِ محبت سے رہے گی تا حشر
ہمکو پروا نہیں گل ہوکے اگر گور کی شمع

آتشِ فرقتِ جاناں سے دلِ سرد ہوا
اس طرح جلتا ہی جیسے کوئی کافور کی شمع

تا رکھے دیکھ کے اپنا وہ محبت میں قدم
چاہیے دار پہ ہے راہ میں منصور کی شمع

[illegible margin text]

سایہ میں اسکے طرۂ مشکیں کے بنگیا | رخسار آتشیں شب دیجور کا چراغ

روشن دلوں کے قرب میں ہیں لاکھ فائدے
آتا نہیں ہی کام ظفر دور کا چراغ

ای پاس اپنے اس رخ پرنور سے چراغ | ای ماہ تو دکھانہ ہمیں دور سے چراغ
روشن ہو چشم مست کے کشتہ کے گور پر | روغن کی جاے بادۂ انگور سے چراغ
شعلہ کو میری سوزش دل پر جو شک ہو | جلتا ہی بزم میں ترے مذکور سے چراغ
رونق ہی تفتہ جانوں کو بخت سیاہ سے | پاتا فروغ ہی شب دیجور سے چراغ
بے نوریوں کر گھر میں نہیں روشنی کا کام | مانوس کب ہی خانۂ زنبور سے چراغ
مدرسے تجلی انوار حسن یار | ہی میرے گھر میں روشنی طور سے چراغ

روشن ہوا نقاب قیامت کا ای ظفر
ہم دل جلوں کی شمع سر گور سے چراغ

بات کہدیں مصلحتاً تجھ سے ہم دروغ | ای بت قسم نہ کھا ہیں جدائی قسم دروغ
صد خط اسنے لکھ کے جو بھیجا کبھی تو کیا | تحریر جو ہی اسمیں وہ ہی یکقلم دروغ
ابرو کو اسکی کہتے ہیں سب تیغ اصفہان | ہی اصفہانیوں میں کہاں ایسا خم دروغ
کھاتے کھاتے جان مری لب پہ آگئی | وہ اب بھی جانتے ہیں مرا حال غم دروغ
لینے تو کچھ کہا نہیں تم کہتے ہو کہا | کیا ہیں یوں اس دروغ کو ہی ستم دروغ

دیوان ظفر

ردیف الف

[illegible margin text]

جو دیکھوں بزم میں اُس شوخ جنگجو کی طرف
پھری کو دیکھ کے دیکھے ہے میرے گلو کی طرف

تمھی کو دیکھتے ہیں اپنے دل کی آنکھوں سے
ترے سوا نہیں ہم دیکھتے کسو کی طرف

جو پائی بزم میں ساقی تری جگہ خالی
بھر آیا دیکھ کے دل ساغر و سبو کی طرف

تصور اُس قد دلجو کا چشم تر میں ہی
چمن میں دیکھیے کیا سرو آبجو کی طرف

تلاش مشک میں جاتا ہی چین کو سوداگر
چلا دل اپنا نہیں زلف مشکبو کی طرف

نہ اُسکی بزم میں آنسو بہائیو اے چشم
نگاہ رکھیو ذرا میری آبرو کی طرف

ظفر میں اُن سے کروں بات کیونکہ محفل میں
لگائے کان ہیں سب میری گفتگو کی طرف

اور بھی بیمار غم کی کل خبر چاروں طرف
آج کچھ سنتے ہیں احوال گر چاروں طرف

ڈھونڈھتی ہیں جسکو آنکھیں وہ نہیں آتا نظر
ہم بہت دوڑاتے ہیں اپنی نظر چاروں طرف

خاک بھی ہو کر رہا آوارہ ہی میں خاکسار
خاک اُڑاتی ہی مری باد سحر چاروں طرف

خط میں جو میں نے لکھا سوا ہوا میں چار سو
اُسنے پھینکا خط کو میرے چاک کر چاروں طرف

دل مرا پھرتا ہی یوں اُس حسن کے شعلے کے گرد
جیسے پروانہ پھرے ہی شمع پر چاروں طرف

کیا نوشتہ میں ہی لکھا دیکھیے ہوتا ہی کیا
خط کے چرچے ہو رہے ہیں نامہ بر چاروں طرف

ہی وہ دل ہی میں تمھارے تم اگر ڈھونڈو اُسے
پھرتے ہو ناحق بھٹکتے اے ظفر چاروں طرف

ہر رقم مین اُسکا انداز رقم ہی مختلف
زہ جو یاس اُنکے نہین تھا جسکے باعث اختلاف
...دیر و عارض سے کہ تیرے روشنی خورشید کی
...بات کا تیری بھروسا کیا کہ ہمنے لاکھ بار
...نگاہ گریہ نالہ گاہ ہی قلق گہہ اضطراب
...اک طرح پر ہوا اگر ظلم و جفا کوئی سے

جو قلم سے اُنکے نکلا یکقلم ہی مختلف
کچھ مزاج انکا بہت آگے سے کم ہی مختلف
صاف شل نور شمع مسجد ہم ہی مختلف
قول کو پایا ترے بعد از رقم ہی مختلف
تیرے دل کی حالت رنج و الم ہی مختلف
ای ستمگر تیری ہر طرز ستم ہی مختلف

باغ عالم مین مناسب ہی بشر کو احتیاط
ای ظفر چلتی ہوا یان دمبدم ہی مختلف

زلف کافر کا ہی ڈر دین کو ایمان کو خوف
بید ہوکر جلتے ہین ہم اور وہ بلاتے ہیمن...
دل کیا ایسا ہمارا غم حسرت نے خراب
...سے ہوا پانوں اُٹھانا مشکل
کم ہو اندیشہ اگر کم ہو مآل اندیشی
گرچہ ہو دشمن جان سار از مانہ ڈرے

چشم سفاک کا ہی دل کو خطر جان کو خوف
ورنہ ہی صاحب خانہ کو نہ مہمان کو خوف
دیکھ کر آئے ہی اس خانہ ویران کو خوف
آگیا دیکھ کے جو صورت دربان کو خوف
جتنا دانا کو ہی اُتنا نہین نادان کو خوف
ہان مگر چاہیے اللہ کا انسان کو خوف

ای ظفر شافع محشر کی محبت ہو جسے
کیا ہو محشر کا پھر اُس مرد مسلمان کو خوف

ردیف القاف

ہوگا نہ خاک بھی ساتھ جو دل کا قلق
جا کے ہلا دینگے ہم ساتوں زمیں کے طبق

لعل میں سبب پر اسکی جو ہے رنگ پان
ہو گئے ہیں کیا کیا خجل دیکھ کے شام و شفق

حال شب غم میرا سب نہیں جاتا لکھا
گرچہ سیہ ہو گئے ہیں روز ہزاروں ورق

دل کے ہیں نکروفن میں جو مشغول اشک
جیسے گلستان کا لیں طفل دبستان سبق

اسکا خط کہکشاں تو نہ سمجھو رات کو
نالے نے میرے کیا سینۂ گردوں کو شق

گو نہ زباں سے کہا راز محبت تو کیا
خشک ہے لب چشم تر زرد ہے منھ رنگ فق

لالہ و گل پر ظفر اوس بھی پڑ جائیگی
دیکھو گے رخسار پر اسکے جو بہار عرق

مطلع ثانی

جنکے دلوں میں فرق ہے انکی زباں میں فرق
مطلب میں انکے فرق ہے انکے بیاں میں فرق

ہیں خاک اور فلک پر تر او ماغ
ہے ہم میں تم میں جیسے زمیں آسماں میں فرق

جیسے ہو کماں کے گریز انکو نکہ تیر
ہوتا ہے یاں طبیعت پیر و جواں میں فرق

وہی تفاوت اس رخ پر نور و ماہ میں
ہے تار گیسو میں اور خط کہکشاں میں فرق

ہو گیا غم فراق سے حال آ گرہ دیکھیے
کچھ آ گیا ابھی سے ہے تاب و تواں میں فرق

ہے اپنا فیض عشق سے پیری میں بھی جواں
مطلق نہیں ہے اپنی بہار و خزاں میں فرق

ہاں ہے تو ہاں ظفر جو نہیں ہے تو ہے نہیں
کچھ ہمیں میں فرق ہے اپنی نہ ہاں میں فرق

ہی عاشق دلسوز سراپا شجر عشق
پھل جاتا ہے پھولوں سے ہی ساکر عشق

ہوئے نہ اگر قاصد اشک اپنے روانہ
یاروں نکو پہونچے نہ ہماری خبر عشق

نکلے ہی جو یوں داغ بدل خاک سے لالہ
ہی زیر زمیں کیا کوئی آشفتہ جگر عشق

تھو لسنے لگے آتش دوزخ تو عجب کیا
دکھلائے شرر زنہ اگر اپنی شرر عشق

کیا فائدہ اشکونکو اگر چشم میں روکا
ہی زردی رخسار سے ظاہر اثر عشق

بجلی گرے ای چرخ اگر اوسپہ بلا سے
لیکن نہ پڑے دل پہ کسو کی نظر عشق

ہر گرچہ دماغ اسکا فلک پر تو بجا ہی
جو آپ کو سمجھے ہی ظفر خاک در عشق

ردیف کاف فارسی

سوزش عشق کی یوں ہو دل بیتاب سے لاگ
جسطرح آتش سوزاں کی ہو سیماب سے لاگ

آنکھ کس طرح لگے میری کہ ہجر میں ہر شب
خواب کو چشم سے ہی چشم کو ہی خواب سے لاگ

آبرو رکھنی ہی دریا کو گر اپنی منظور
ہو باندھے نہ مرے دیدۂ پرآب سے لاگ

کام مسجد سے مجھے کیا مگر اس ابرو نے
شوق میں اپنی لگا دی ہی محراب سے لاگ

آپکی زلف کے حلقہ سے دل ای لیجہ حسن
اس شناور کو ہی اس حلقۂ گرداب سے لاگ

دل لگے اور حسینوں سے نہ اس آپکے سوا
لگے جز شمع نہ پروانہ کی مہتاب سے لاگ

بیرسے نزدیک ہی اخلاص ظفر دور کا جھگڑا
آشنا تو پاس بجا غیر کا ہی پاس ابھی
وادی کیا خال تمھارے کے رخ پر نور کا جھگڑا
علس سے گرد ملے دیدۂ عاشق کے سا بنا
جانہ آب رواں عاشق مہجور کا جھگڑا
لیا انکھوں کے محبت سے دم گریہ [illegible]
ہیں انداز ہی اس زلف مچھر کا جھگڑا
مون ہون جام ہی ناب سے ساقی اور یہ
ووکسے مطلب سے بھی تار طنبور کا جھگڑا
نالہ ہیون کا جو باندھے دل نالان میرے

دیگر

واللہ ہیتوں سے غم بیماری کی ترک
ہم بھی سے نہ انکی پاسداری کی ترک
ہم خاک بسر بلا سے کیسی [illegible]
دیتا نہیں تو جام تو ساقی اب [illegible]

جلد دوم دیوان ظفر

جو کچھ تھا وہ ہمنے دل سے ترتیب کیا	لیکن نہ محبت اک تمھاری کی ترک
ین سوزش دل بجھاؤں کیونکر اُنکی	چشموں سے نہ بھی اشکباری کی ترک

جسدن سے دیا ظفر دل اُسکو اپنا
اُسدن سے نہ ہمنے آہ و زاری کی ترک

تھامتا ہی دل ہی مرا مدھوش نالے کی جھوک	اگرچہ رستم ہو نہ سنبھلے اُس سے اس بھالے کی جھوک
زلف کا دکھلائے ہی جھونکا ہوا کے بکھینا	کیا بلا ہی عالم مستی میں اس کالے کی جھوک
بارش گریہ نے ہی لا کر دیا پانی جھکا	ورنہ کبھی اتنی کہاں مژگان کے پرنالے کی جھوک
ڈر ہی صرصر سے یہی مجکو کہیں ایسا نہو	آشیان میرا اگر آوے باغ میں ڈالے کی جھوک
تولے ہی سکو برابر اپنی آنکھوں میں ہی	اس ترازو میں نہیں جس قدر لینے والے کی جھوک
پھول بالے میں پڑے تونے کیون ہی ہمیر	گوش نازک سے سنبھلنے کی نہیں بالے کی جھوک

شاخ گل جیسے ہوا سے جھومتی ہی باغ میں
اے ظفر یوں چال میں اُس نشے متوالے کی جھوک

حسن ہی کیا ہی پری چہرہ بھی پری ہو گا ٹھیک	ہی بہر وجہ غرور اُس بت مغرور کا ٹھیک
داغ دل سوختگان کو نہو ہیبود نصیب	ایک نسخہ نہ بنے مرہم کافور کا ٹھیک
دل پر آبلہ کو چھیڑ وہ جب مست ناز کہتا	کہتا ہی تاک کہ یہ خوشہ ہی انگور کا ٹھیک
حق شناس ایسا نہ تھا کوئی جو یہ حق کہتا	خون ناحق ہی کرو قول ہی منصور کا ٹھیک

…جہاں میں ہوں وہ دیوانہ جسے لڑکوں نے
تمام پتھر اٹھا کر دیے پہاڑ کے پھینک

…یہ سر پہ باندھے ہی دستار کیا سنوار کے تو
کہ رند دیں گے اسے زاہدا بگاڑ کے پھینک

…اس آپ نے شیفتہ کو سنگسار کر لیکن
نہ کنکر اور نہ تو ساتھ چھیر چھاڑ کے پھینک

وہ میری لاش کو گاڑے نہ اپنے کوچے میں
اگر گری بھی ہو تو اسکو نے اکھاڑ کے پھینک

مجھے نکال کے بستی سے میری وحشت نے
دیا ہی ابتو ظفر ویران اجاڑ کے پھینک

ردیف اللام

…ہم کیا زلف سیہ پیچ کے حلقہ میں گول
دیکھ کر جسکو بنے زنجیر کے حلقہ میں گول

…سماں پر یہ نہیں ہالے سے خورشید کے
دونوں اس سقف کہن تقدیر کے حلقہ میں گول

اسلئے عاشق کے ہیں گرداب یہ آنکھیں نا
وہ جو اسکے جو ہیں شمشیر کے حلقہ میں گول

…ترے ہیں چشم و دہن جسکو وہ ہر دھیان میں
دائم ہیں عالم تصویر کے حلقہ میں گول

آہ جو ہم زخم ہی کو تن پہ سمجھے ہیں زرہ
گول یہ روزن نہیں ہیں … کے حلقہ میں گول

…شفقت سے بنائے شہسوار انگور کا ب
یہ جو دونوں ہیں دیدہ نخچیر کے حلقہ میں گول

… خوبرویاں دیکھتا ہنگام خط
کیا بنے پرکار سے تقدیر کے حلقہ میں گول

ہو کھائے تیرے چھلوں کے تو کیا ہی خوشنما
ہاتھ پر اس عاشق دلگیر کے حلقہ میں گول

فلک کہاں تم سے کلفت اگر روشن ضمیر تمکو
حمائل کر گلے مین ہے شیرادست گل خوردہ

نمو حاصل تمہ مہر و ماہ کا کہنا ہی لاحاصل
گلو نکا ہار تو نے رشک کا پہنا ہی لاحاصل

بجا ہے ظلم سہنے پر بھی گر وہ قدر عاشق کی
ظفر تو اس ستمگر کا ستم سہنا ہی لاحاصل

جبکہ دل ہی نہ ملے ماہ جبین کیا حاصل
ساتھ شکوون کے پشیمان ہو پر چین کیا حاصل

گرچہ پھیر ہی ہر اک آہ عصا سے لیکن
دل کو منظور ہے سارا ہی نہین کیا حاصل

ای کماندار نہ سینہ سے مرے تیر نکال
جائیگی ساتھ نکل جان حزین کیا حاصل

زلف مشکین سے تری اپنا معطر ہو مشام
کیون پھرین ڈھونڈتے ہم ناقہ اصیل کیا حاصل

گور عاشق پہ نہ لا غیر کو اپنے ہمراہ
ہو جو بے چین کوئی زیر زمین کیا حاصل

نظر آئی نہ تری شکل اگرچہ ہم نے
رو کا آنکھون مین دم باز پسین کیا حاصل

کیون ملاتا ہی ہمین خاک مین ظالم باز آ
اس سے ہوگا تجھے ای چرخ برین کیا حاصل

دل و جان دیتے ہین انکا کسے ہی لیکن
جب محبت کا نہین تمکو یقین کیا حاصل

ای ظفر دل سے ہی جو دور وہ پیکر نزدیک
گرچہ ظاہر مین نہایت ہی قرین کیا حاصل

موباف اسکے جعد شکن در شکن مین لال
گویا زبان ہی یار سیکے دہن مین لال

فرقت مین تیری پلکے جو آنکھون سے اشک خون
دھبے سے جا بجا ہین گہر پیرہن مین لال

قیس و فرہاد کو کیا تاب کہ آگے میرے	گرسا میں ایک ذرا عشق کے میدان میں ہل
نیش گر زم کی کچھی کہ ابھی الدم میں نکال	اتنا ہی گرو بچ لو باسے کر ترے کان میں ہل
یہ بھی کچھ پیچ نوشتہ ہی کا ہی اپنے کہ میں	ناوک ناز ترے ہی جو ہر پیکان میں ہل
زور گریہ کا ہمارے نہیں دیکھا اُسنے	آگیا اُسکے ہی کچھ جوہر طوفان میں ہل

آدمی خاک کرے ہل کہ اجل سے آگے
ای ظفر اسکا نکل جاسے ہر اک آن میں ہل

تیرا ایوان ہی کیا روضۂ رضوان کی نقل	بلکہ ہی روضۂ رضوان ترے ایوان کی نقل
ماہ نو جسکو بتلاتے ہیں وہ ہی جلوہ نما	ای مہ زہرہ جبین تیرے گریبان کی نقل
بے دوات و قلم اُسکے و کتابی کا خیال	کرتا ہی کیا دل سیپارہ میں قرآن کی نقل
زلف کیا تیری ہوتی ہی پریشان کہ	دل ہوا ازدہ کیے حال پریشان کی نقل
لی ہی عکس خط رخسار سے آئینہ نے	ای شہ حسن ترے حسن کے فرمان کی نقل
کرتی ہی کعبہ کی جیسے اک خلق طواف	ہو وہ در اصل ولی حضرت انسان کی نقل

ہی ترے فیض سخن سے وہ سخنور کامل
جسنے اک بار ظفر کی ترے دیوان کی نقل

لیلو اک بوسہ ہے دل عاشق بدحال کا مول	کچھ سوا اسکا نہیں مانگتا ہوں مال کا مول

مطلع ثانی

بغیر اشک پیا جاکیونکہ خون جگر ہے جو تابِ ہی ہے تر شراب کا سیل
جو رہتے گرم طپش ہیں شرار شعلہ پر کچھ ان میں بھی ہے گر دل کے اضطراب کا سیل
فروغ حسن ہیں ہے نشہ شراب کو دخل نمود صبح میں ہی نور آفتاب کا سیل
ہمارا میل ہو کیا اسسے جسکی بات نہیں کبھی ہے لطف کا میل اور کبھی عتاب کا میل
نہ کوہکن سے ملے دل ہرا نہ مجنوں سے نہیں کسیسے بھی اس خانمان خراب کا میل
دل پر شستہ یہ مائل ہیں وہ لب میگون کہ ہے شراب کا اور ای ظفر کباب کا سیل

ردیف المیم

یہ جو تم کہا ستے ہو خدا کی قسم ہے وہ دروغ ای بت خدا کی قسم
پھر ستی میں مہر و سپہر گردان ہو تری جستجو خدا کی قسم
کھول دیتے ہیں مہر سے تا ازدواہ راز پوشیدہ کو خدا کی قسم
پہونچے منزل پہ ہم سحر اور ہم گئے غفلت میں سو خدا کی قسم
جاو غافل کی نہ باتوں پر ہے وہ بیہودہ گو خدا کی قسم
یہ جو تم دیکھتے ہو غفلت میں خواب ہے غافلو خدا کی قسم
مہر کیا ذرہ کیا کہ ہے سب میں جلوہ یار تو خدا کی قسم

چاک کیون جیب جگر اپنا کرین مثل کتان	گر نہون دیوانۂ عشق اُس قمر طلعت کے ہم

ان بتون کی صورتون پر واہ کیا کیا ای ظفر
ہین تماشے دیکھتے اللہ کی قدرت کے ہم

زلف پر تری نظر جب ای صنم کرتے ہین ہم	سورۂ واللیل پڑھ کر منھ پہ دم کرتے ہین ہم
کب تمھارا شکوۂ جور و ستم کرتے ہین ہم	اور کرتے ہم تو کہہ دیتے کہ ہم کرتے ہین ہم
وہ قدم اپنا جہان رکھتا ہی وان زیر قدم	فرش آنکھین صورت نقش قدم کرتے ہین ہم
کیا ستم ہی وہ صریحا ہم پہ کرتے ہین ستم	اور کہتے ہین کہ یہ لطف و کرم کرتے ہین ہم
اپنے خارستان مژگان کو ہمیشہ عشق مین	اشک گلگون سے گلستان ارم کرتے ہین ہم
کیا کسی سے خاک ہون وحشت مین اپنا انس ہم	دیکھتے ہین اپنے سایہ کو تو رم کرتے ہین ہم
سچ ہی سچ لکھا ہی قاصد خط ہمنے یکقلم	جھوٹ ہو تو ہاتھ بھی اپنے قلم کرتے ہین ہم
شربت خضر اس حلاوت سے پیے گا کوئی کیا	جس مزے سے نوش جان زہر ستم کرتے ہین ہم

یہ جو دم کی آمد و شد ہی اسی مین ای ظفر
دمبدم اک سیر ہستی و عدم کرتے ہین ہم

ردیف النون

کرتا مین ترک غم یار کی تدبیر تو ہون	کیونکہ تارک ہون یہ دگر ہو تقدیر تو ہون

دیگر

[illegible]

ردیف

جلد دوم دیوان ظفر

لگے ہین دل پہ بہت زلف یار کے تسمین
کیا ہی ٹھیک سے مار مار کے تسمین

شکاربند مین تیرے سوار توسن ناز
کہان نصیب کہ ہون اس شکار کے تسمین

خدا بچاے اُسے جسکے قتل پر کھولین
بتان ہر بدہ جو سو کٹار کے تسمین

بتا تو کھینچی کس دن نہین تری لفین
لگے ہین ڈال کے دو تین چار کے تسمین

فلک نے رعد کے طبلہ پر آج الساقی
جبر معاذ نے رگ ابر بہار کے تسمین

ابھی جو ہاتھ لگاتا ہی ایک وہ قاتل
تو چھوٹے نہین بٹتے ہزار کے تسمین

زہے نصیب جو کام آئین ان حسینون کے
بوقت قصد ترے جسم زار کے تسمین

فقیر جا کے کمربند باندھتے ہین سدا
کمر مین ہمت پر استوار کے تسمین

ستم سے ہاتھ وہ کھینچے ظفر یہ کیا امکان
نہ کھینچے جب تلک اس بیقرار کے تسمین

ردیف

قتل کرتی ہین مجھے اسکی نشیلی آنکھین
رہتی ہین خون سے میری روز رنگیلی آنکھین

شدت گریہ سے کسوقت جدائی مین تری
آستین کو نہین رکھتی میری گیلی آنکھین

نوک جھوک اُنکی چلی جاتی ہی دل مین میرے
کتنی مژگان مین بلا تیری نکیلی آنکھین

ڈورا کاجل کا جو ہو وہ رسن گردن دل
کیا تماشا ہوا گر چھوڑ دین ڈھیلی آنکھین

کھل گئین جلوہ رخسار ترا دیکھتے ہین
مہر و مہ کی بھی سر گنبد نیلی آنکھین

نہین ان کا فروغ سے یہ نم نگہ کی بھی امید
مجھے رکھتی ہین تری تیز نکیلی آنکھین

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible]

کو بنگیا ہوں سوکھ کے کانٹا سا میں تجھیرا	لیکن کھٹکتا اب بھی ہوں چشم حسود میں

وہ کھیل کھیل جس سے بنے کچھ وہاں کا کھیل
کیا فائدہ یہاں کے ظفر کھیل کود میں

چوسے لب میگون دم خواب ایسے مزے میں	پی تھی نہ کبھی ہمنے شراب ایسے مزے میں
ادس و کتابی کا ہی آنکھوں میں تصور	ہم دیکھتے ہیں دیکھو کتاب ایسے مزے میں
جو ہمنے مزا عشق کا پیری میں اٹھایا	گذرا نہیں اورونکا شباب ایسے مزے میں
ساقی مری توبہ کے ٹھہر نیکے نہیں پاؤں	گر جھومتا آئیگا سحاب ایسے مزے میں
پروا ترے زخمی کو نہیں آب بقا کی	رکھتی ہی تری تیغ کی آب ایسے مزے میں
ایسا کہ دل سوختہ ہی اپنا مزے دار	رہتا ہی کہاں جل کے کباب ایسے مزے میں
پوچھو نہ یہ تم بوسے لیے کتنے مزے سے	رہتا ہی کسے یاد حساب ایسے مزے میں
چھٹتا ہی مزا عشق کا ہمسے کوئی ناصح	آئے نہیں ہم خانہ خراب ایسے مزے میں

ہوتے ہی نشہ کیونکہ نہ کھل جائے وہ ہمسے
رہتا ہی ظفر کوئی حجاب ایسے مزے میں

ڈھہ گئے بن بن کے دنیا میں مکان ہستوں کے ہیں	ای فلک تو نے مٹائے یا نشان ہستوں کے ہیں
حال دیوانوں کا اپنے پوچھ خار دشت سے	یعنی افسانے سے نوک زبان ہستوں کے ہیں
ہر قدم پر ہیں ترے انداز خرام ناز نے	دل کیے پامال ای سرو روان ہستوں کے ہیں

[illegible]

اونچ نیچ ابھی جتائی خوب پھیکا چرخ نے ۔ گہ بلندی پر ہین اور گاہ پستی مین ہین

ابر باران مین سوا ہوتا ہی مینو شی کا لطف ۔ ساقیا دے جام مے بدلی پرستی مین ہین

جوش وحشت سے کے ہمارا دہی کچھ ڈھنگ ہین ۔ رہنے دیگا یہ نہ جنگل مین نہ بستی مین ہین

ای ظفر جو کچھ کیے ہمنے زبردستی مین کام

انکے بدلے ال رہے ہین زیر دستی مین ہین

جاؤ تم تنہا کہین ایسا تو ہو سکتا نہین ۔ اور نہ مین ہمرہ چلون ہا ین ایسا تو ہو سکتا نہین

چھیڑون چین زلف کو مین اور نہی تقصیر ہو ۔ ہو نہ وہ چین بر جبین ایسا تو ہو سکتا نہین

کیا ہوا گو حسن یوسف شہرۂ آفاق ہی ۔ تو ہی پر جیسا حسین ایسا تو ہو سکتا نہین

از عنایت کی نوازش کیونکہ اُس کافر کو بین ۔ دون دل دے ایمان و دین ایسا تو ہو سکتا نہین

زلف کے حلقے مین بھی جیسا رخ روشن ترا ۔ ماہ بھی ہالہ نشین ایسا تو ہو سکتا نہین

جاسے تو بالین سے میرے اور نجا تیرے ساتھ ۔ سیر ہی یہ جان حزین ایسا تو ہو سکتا نہین

مین ہون ایسا چاہتا دل ہو نہ اسیر مبتلا ۔ کیا کہون پر ہمنشین ایسا تو ہو سکتا نہین

سینہ کاوی بیان کرے کوئی نہ جبتک ای ظفر

نا مورہو جون نگین ایسا تو ہو سکتا نہین

دن لگے زلف بت کافر مین آ پہونچے تو مین ۔ شام کو شامت زدہ پر گھر مین آ پہونچے تو مین

کوئی دن دیکھنا لخت جگر بھی آئینگے ۔ قطرۂ خون دل کے چشم تر مین آ پہونچے تو مین

مطلع ثانی

…ل بخشش سے برابر ہون کہان سنجیدہ طبع	سرد موزون ہی تو کیا نخل ثمر دار ہین
…ہی دل مین وہی ہی شعر کا تحسین آئینہ دار	ہم نہین ہین وہ کہ دل مین اور منھ پر اور ہین
…بی جوہر سے پائے ہی ہر ایک شعر امتیاز	لعل بھی پتھر ہی ہین لیکن وہ پتھر اور ہین
…سوز غم سے جل کے خاکستر تو ہم ہین ہوچکا	ہی جو گرمی سی رہی شاید کچھ اخگر اور ہین
…شعلۂ آہ و فغان سے ہم سر چرخ کہن	دیکھتے ہر شب عیان تابندہ اختر اور ہین

ہم قناعت کو تری دولت سمجھتے ہین **ظفر**
ڈھونڈھتے جو زر کو ہین وہ طالب زر اور ہین

دیگر

…ہی زاہد نہین آیا ہی میخوارون کے قابو مین	چھلکے پینگے فرا اگر آگیا یارون کے قابو مین
…سافع کو ہی مجرا حضرت عشق آپکی دولت	پھنسی ہی جنس دل جاکر خریدارون کے قابو مین
…ہی مر جائین یا اتنک زندگی سے تنگ ہین لیکن	نہین ہی موت اپنی تیرے بیمارون کے قابو مین
…ہ چشم مست ہی ہوئے کہ تیرے سامنے ظالم	نہین پیتے ہین بالکل ہوش ہشیارون کے قابو مین
…اہ و ناز و انداز و ادا سے دل نہ بچے کیونکر	کہ یہ تو آگیا بیچارہ ان چارون کے قابو مین
…ین ہین ہر دم دیدۂ تر اشکون سے رو رو کر	کہ اتنا تو آپڑے ہم ہر دم آزارون کے قابو مین

ظفر بچتا ہی رہیو دیکھو اہل صومعہ سے تو
خدا کے واسطے آنا نہ مکارون کے قابو مین

…بند اس فکر مین یان رات بھر آج آئی نہین	کہ ہوا کیا جو وہان کی خبر آج آئی نہین

مطلع ثانی

مطلع ثانی

خود نما ہو تم کوئی پردے مین کیا رکھے تمھین	وہ رکھے در پردہ جو دل مین چھپا رکھے تمھین
حضرت دل کیا کرون مین خو ہی ایسی آپکی	تم اُسی سے رہتے ہو خوش جو خفا رکھے تمھین
ناصحو جانو مرا تم حال گرچہ زلف یار	ایک دو دن بھی گرفتار بلا رکھے تمھین
درد اُٹھے اس طرح سے دل مین پھر کیون ہمدم	اپنے پہلو مین اگر عاشق بٹھا رکھے تمھین
تم تو ہو عیار لیکن وہ بڑا عیار ہی	اس بگڑنے پر جو یار اپنا بنا رکھے تمھین
نکلے دم جب تک سے میرا آہ بالین پر ترے	کوئی ایسا ہو کہ با تو ہمین لگا رکھے تمھین
خط تو مین لکھتا ہون لیکن یہ مجھے ہی ستائی	کوئی دشمن کچھ نہ پہلے سے پڑھا رکھے تمھین

اُسکے حسن حیرت افزا کو جو دیکھو ای ظفر
عمر بھر آئینہ سان وہ چشم وا رکھے تمھین

کیا کہین ہنسے ہے تو ہمین ہمنے کیا دیکھا نہین	جو یہ کہتے ہین سنا ہی پر خدا دیکھا نہین
جب سے دیکھا ہی تیری ابرو کو ہمنے یہ سما	ہمکو تو آسمان پر آنکھ اُٹھا دیکھا نہین
پہلے ہی سے حسن کا اپنے ہی تجھکو اک غرور	آئینہ تو نے ابھی ای خود نما دیکھا نہین
خوف ہی روز قیامت کا تجھے اسواسطے	تو نے ای زاہد کبھی دن ہجر کا دیکھا نہین
وہ تماشا دیکھے گر دیکھے زلیخا تیری شکل	خواب مین بھی اُسنے جو ای مہ لقا دیکھا نہین
یون تو ہین سروگل اندام اور بھی ای شوخ گل	تجھسا پر رنگین ادا گلگون قبا دیکھا نہین

مطلع ثالث

واعظو صبح قیامت کا جو تم لاتے ہو ذکر	اسنے دکھلایا نہیں اپنا بنا گوش حسین
کون ایسا ہی کہ جو زلف کو دھو دیکھتے پیٹے	مجھ سا ملنے کا نہیں کوئی بلا نوش تمھیں

شمع ساں گو کہ سراپا ہو زباں تم لیکن
دیکھتا ہوں **ظفر** اس بزم میں خاموش تمھیں

جگر اور دل جو زخمی ہیں مری جان دونوں کے دونوں ہیں
خدنگ ناز و غمزے کے نشاں دونوں کے دونوں ہیں

جہاں میں رنج و راحت کی ہو رہنے کا ٹھکانا کیا
وہ دل ہی ہی سما جاتے جہاں دونوں کے دونوں ہیں

مرے جو سینہ و پہلو میں ہیں دو تیر کے روزن
اندھیرے گھر کے یہ تو تابدان دونوں کے دونوں ہیں

ہوئے ہیں اشک خوں سے جیب و دامن اسقدر رنگین
مرے نزدیک یہ باغ جناں دونوں کے دونوں ہیں

ترے ابرو ہیں وہ کج خلق مانگو اک اگر بوسہ
ابھی رخ پھیرتے مثل کماں دونوں کے دونوں ہیں

امید وصل دل میں چشم میں ہی شوق نظارہ
بہت دن سے تصرف میں مکاں دونوں کے دونوں ہیں

[illegible] دونوں کے دونوں ہیں
[illegible] خال [illegible] دونوں کے دونوں ہیں
[illegible] آسمان دونوں کے دونوں ہیں
[illegible] بیان دونوں کے دونوں ہیں
ظفر [illegible] دونوں کے دونوں ہیں

ظفر [illegible] دیوان

[illegible] رنج و غم [illegible] سمجھتے ہیں
ہم اپنا خون دل پیتے ہیں مثل بادۂ گلگون
اور ساقی جام دو دل کو ساغر و مینا سمجھتے ہیں
[illegible] سمجھتے ہیں
ای **ظفر** رہتا ہی پہلو [illegible]

مطلع ثانی

[illegible] لالہ ہو درت صفائی کے قربان
تو ہو شوخ نازکی کلائی کے قربان
دکھاتا ہے رنگ مہندی جب تو وہ اپنی [illegible] کے قربان
ہیں انھی شوخی کی تو دکھائی کے قربان
کدورت بھری دل میں [illegible] صفائی کے قربان
اگر آئینہ رو کی صفائی [illegible]
[illegible] دل تو کیا ہو الا کو دل ہوں
تو بجھتی ہی دلربائی کے قربان
وفا ہو جو تجھ میں تو کیا جانے کب ہو
کہ دل ہو تری بیوفائی کے قربان
تری طرز نا آشنائی کے قربان
کیا صاف ہاتھوں آئینے بنا ہے جھی پر
ظفر اس کی تیغ آزمائی کے قربان

نہیں آتا سمجھ میں لوگ سمجھاتے ہیں کیا انکو	کہ سمجھانے کسیلئے کب ترے شیدا سمجھتے ہیں
مہ و خورشید کو نسبت ہمارے داغ سوزاں سے	کہ اُسکو اسکا ہم اُترا ہوا چھلکا سمجھتے ہیں
تری باتیں تری گھاتیں سمجھ میں کسکے آتی ہیں	انھیں تو کچھ ہمیں اے شوخ بے پروا سمجھتے ہیں
دل پرخون ملیں میرا نہ کیونکر اپنے تلوؤں سے	کہ خون دل کو میرے وہ حنا کا سمجھتے ہیں
الٰہی حضرت دل کی سمجھ کیوں ہو گئی الٹی	کہ اس نا آشنا کو آشنا اپنا سمجھتے ہیں

کبھی گر دیکھتے ہیں آئینہ حیران ہوتے ہیں
ظفر وہ حسن میں جو آپکو یکتا سمجھتے ہیں

لاغری سے یوں ترے اندوہگیں کی ہڈیاں	ہیں عیاں جیسے کہ مجنون حزیں کی ہڈیاں
گر ترا دلسوز سرگرم فغاں ہو جل اُٹھیں	شمع ساں گرمی سے آہ آتشیں کی ہڈیاں
یہ صلابت ہی محبت کی کہ سر سے پانو تک	ہے خراب ہیں ہما کھاتے کہیں کی ہڈیاں
خاک کو بھی جسم پر غافل نہیں دریا کو	یہ نہیں کی ہیں نگیں اور وہ زمیں کی ہڈیاں
جسمیں ہیں میرے الملعون قاتل تری شرح ستم	ہوں قلم برش سے گر شمشیر کین کی ہڈیاں
قابل نفرت ہے وہ یاں تک ہو جسکو یقین	کھانے کتے بھی نہیں اُس بے یقین کی ہڈیاں

آگے اُن آنکھوں کے گر شوخی کرے تو اے ظفر
توڑ ڈالوں مار کر آہوئے چین کی ہڈیاں

ہنسی میں رکھائی رکھائی کے قربان	تری واہ اس خوش ادائی کے قربان

ردیف

[illegible]

ردیف

[illegible]

میں بھلائی کہوں تو کسکی کہوں	اور برائی کہوں تو کس کی کہوں
کہو نا آشنا کہوں کس کو	آشنائی کہوں تو کسکی کہوں
رند بے باک ہیں کہوں تو کسے	پارسائی کہوں تو کس کی کہوں
شیوۂ راستی کہوں کس کا	کج ادائی کہوں تو کس کی کہوں
جبکہ ہو سب میں وہی جلوہ نما	خود نمائی کہوں تو کس کی کہوں
وہ تو کہتا ہے باوفا ہوں میں	بیوفائی کہوں تو کس کی کہوں
روبرو روے صاف کے اُسکے	میں صفائی کہوں تو کس کی کہوں
وہ تو ہر دم ہے میرے دم کے ساتھ	پھر جدائی کہوں تو کس کی کہوں

اے ظفر بخت نارسا کے سوا
نارسائی کہوں تو کس کی کہوں

چوری سے وہ بوسۂ عارض نہ لف اٹھا کر کیونکر لوں
مال دزدی یوں تو چھپا کر سب کو دکھا کر کیونکر لوں
تیری طرف سب تاک رہے ہیں محفل میں ہیں جتنے حریف
ساقی تجھ سے ساغر میں آنکھ بچا کر کیونکر لوں
کیا کیا مجھ پر ظلم کیے ہیں اُس چرخ نے ہے یہ فکر مجھے
بدلا اس سے لوں جو کسے میں قابو پا کر کیونکر لوں

رفیق ہوں کا ہوں ترک اسکی رفاقت کیونکر کر جاؤں	جدا مجھسے ہو ادل یہ نہ سمجھا وہ کہ مدت سے
گوارا اُسکو ہین ای ہمدم دت کیونکر کر جاؤں	پلا کے غیر مجھکو می ہیوں مین خون دل اپنا
کنارہ اُنسے ہین اب ای محبت کیونکر کر جاؤں	وہ بھاگیں لاکو مجھسے دور مجھکو پاس ہی انکا
تیرے آگے بیاں اپنی مصیبت کیونکر کر جاؤں	جو باعث اس مصیبت کے ہین وہ سب پاس ہین تیرے
بتا ای دل کہ طی مین راہ الفت کیونکر کر جاؤں	سفر دنیا سے کر جانا تو کچھ مشکل نہین لیکن
مگر نالہ کو ضبط ای درد فرقت کیونکر کر جاؤں	دل بیتاب کو تو تھام کر مین نے رکھا اپنے
اگر جاؤں مبدل اپنی صورت کیونکر کر جاؤں	مری صورت تو سب پہچانتے ہین اُسکے کوچے مین

ظفر منظور ہو جلوہ دکھانا جب اُسے اپنا
نہ دیکھوں کس طرح مین اور غفلت کیونکر کر جاؤں

صفا سینہ سے مین اپنے ایک آئینہ بنجاؤں	کدورت کھو کے گر ساری دل بیکینہ بنجاؤں
تو مین تو وہ مقابل کر کے اپنا سینہ بنجاؤں	کرے مشق خدنگ ناز تو گر ای کمان ابرو
اگر مین عمر کھو کر عاشق دیرینہ بنجاؤں	برابر شتابے نو کے بھی سمجھے نہ وہ مجھکو
تو بام عشق کا تیرے لیے مین زینہ بنجاؤں	کہاں یہ دار سے منصور کے گر قصد ہو تیرا

نہین جا ہے تعجب ای ظفر گر عشق کی دولت
ہجوم داغ سے مین اپنے اک گنجینہ بنجاؤں

تو پھر بجا ہی مرے گر جو اس بجا ہوں	وہ بیٹھے بیٹھے یونہین جو اداس بجا ہوں

باندھا کیا ہوا ہون اپنی مانند حباب
آگیا ہستی اکدم کے ایسا دم مین ہون

مجھسے کیون اُلجھے ہی تو ناصح کہ مین اُلجھا ہوا
آگے ہی اُسکے خیال گیسوے پر خم مین ہون

رہتا ہون مثل گل خندان گریبان چاک مین
یہ نہین معلوم شادی مین ہون یا کہ غم مین ہون

پڑھتے پڑھتے دل تلک پہونچا ظفر زخم جگر
اور مین ابتک تلاش نسخۂ مرہم مین ہون

مین ہون عاصی کہ پر خطا کچھ ہون
تیرا بندہ ہون ای خدا کچھ ہون

جُز و کل کو نہین سمجھتا مین
دل مین تھوڑا سا جانتا کچھ ہون

تم سے الفت نباہتا ہون مین
با وفا ہون کہ بیوفا کچھ ہون

جب کہ نا آشنا ہون مین سب سے
تب کہین اُس سے آشنا کچھ ہون

نشۂ عشق نے اُڑا ہی مجھے
اب مزے مین اُڑا رہا کچھ ہون

خواب میرا ہی عین بیداری
مین تو اسمین بھی دیکھتا کچھ ہون

گرچہ کچھ بھی نہین ہون مین لیکن
اسپہ بھی کچھ نہ کچھ کیا کچھ ہون

سمجھے وہ اپنا خاکسار مجھے
خاک رہ ہون کہ خاک پا کچھ ہون

چشم الطاف فخر دین سے ہون
ای ظفر کچھ سے ہو گیا کچھ ہون

کان سے سنین ہیم بات چیت یونہی دو دن
پر کہین نہ منھ سے ہم بات چیت یونہی دو دن

دیگر

پھر گئی ایک بار ایسی باغ عالم کی ہوا
بولتے وہ بولیاں بھی جانور اگلی نہیں

اور ہی طرز روش پر لکھکے بھیجا اُسنے خط
وہ رہ و رسم کتابت نامہ بر اگلی نہیں

نالۂ شب ہی سے کیا لگے اثر کو رونے
تجھمیں بھی تاثیر ای آہ سحر اگلی نہیں

دیکھتے ہیں روز ہم تیرے نئے ظلم و ستم
بھولتے تیری وفا پیارے مگر اگلی نہیں

ہوگیا معلوم انداز سخن ہی سے مجھے
وہ عنایت اُنکی میرے حال پر اگلی نہیں

گرچہ آیا وقت پیری جاچکا عہد شباب
پر وہ باتیں ہمسے جیسی تھیں ای ظفر اگلی نہیں

نصیب وصل جو اُس نازنین جبین سے نہیں
اندھیر گھر میں ہے روشنی کہیں سے نہیں

تو اُسکی دید کی طاقت نظر میں پیدا کر
کہ پاس وہ نظر آئیگا دوربین سے نہیں

بزنگ نقش قدم خاک میں ملجائے
پر اُٹھتے کوچہ جاناں کی ہم زمیں سے نہیں

اگرچہ کیسا ہی ہوگا کڑی کمان کا تیر
وہ پیش جائیگا آہ دل حزیں سے نہیں

یہاں ہے آتش دوزخ بھی اک شرارۂ برق
ترا مقابلہ اس آہ آتشیں سے نہیں

کیا ہے تونے بیا کسکو ذبح ای سفاک
کہ چھوٹتا جسکا یہ خون تیری آستیں سے نہیں

ہمیشہ رہتے ہیں اُنکی مصاحبت میں وہی
ظفر بلاتے ہیں جو ہاں سے ہاں نہیں سے نہیں

نقاب اُسکی رخ پر عتاب پر رنگین
شفق کا پردہ ساہی آفتاب پر رنگین

دیگر

[illegible]

سینہ کوبی سے ہوا کیا جانے کیا سینہ کا حال
یاد دلواتا ہی ساقی مجکو چشم مست یار
طوق گردن بکے کیے ٹکڑے گریبان کی طرح
نسخہ بیماری دل ہی یہ نامہ یار کا
کیونکہ دامنگیر ہون اس قاتل سفاک کا

اسقدر اک درد ہی شدت سے میرے ہاتھوں میں
دیکے جام بادہ کیفیت سے میرے ہاتھوں میں
دیکھو تو کیا زور ہی وحشت سے میرے ہاتھ میں
آگیا کیا جانے کس حکمت سے میرے ہاتھ میں
ہو رہا رعشہ سا ہی ہیبت سے میرے ہاتھ میں

دے گئے تھے وہ نشانی مجکو اپنے ہاتھ سے
یہ جو چھلا ہی ظفر مدت سے میرے ہاتھ میں

دولت عشق ہو گر پاس تو زر کچھ بھی نہیں
بیخبر ہم ہیں محبت میں تمھاری سب سے
غیر پر لطف و کرم ہم پہ نہ شفقت کی نگاہ
جو ہی کام انہیں مصرت ہی مصرت ہی تمام
ایکدن وہ تھا کہ تھی آہ میں کیا کیا تاثیر
گرچہ بے پردہ ہی وہ پر ہیں ہزارون پردے
واہ ری عقل کہ مرتے ہیں یہ شاعر کس پر
اسپہ بھی کتنا ہون سر گرم شرارت دیکھو
جب تلک چشم ہی وا آتا نظر ہی سب یہ کچھ

کہ زر نقد یہ از داغ جگر کچھ بھی نہیں
کیا خبر پوچھتے ہو ہمکو خبر کچھ بھی نہیں
واہ جو کچھ ہی ادھر ہی ادھر کچھ بھی نہیں
ایک سودائے محبت میں ضرر کچھ بھی نہیں
ایکدن یہ ہی کہ نالون میں اثر کچھ بھی نہیں
کام کرتی مری غفلت میں اثر کچھ بھی نہیں
جن حسینوں کے دہن اور کمر کچھ بھی نہیں
گرچہ ہستی مری مانند شرر کچھ بھی نہیں
ہوگئی بند جہاں آنکھ ظفر کچھ بھی نہیں

دیگر

[illegible]

کل بھی نگاہ اور تری آج اور ہی — ہی کچھ بپھری ہوئی سی نظر کل مین آج مین

دو دن کے جوش گریہ سے تونے ہزار ہا — طوفان اُٹھائے دیدۂ تر کل مین آج مین

کل سے رقیب گھر مین جو اُسکے ہی آج تک — نہین کہین گیا ہو نہ گھر کل مین آج مین

تھا کل تو وعدہ آج کا کہتے ہو آج کل — جائیگی یونہین عمر گذر کل مین آج مین

کل اشک گرم چشم مین تھے آج مین شرر — کتنا بڑھا ہی سوز جگر کل مین آج مین

تھی کل تھا دل کو چین نہ ہی جی کو آج کل — کچھ ہو تو کہیے فرق ظفر کل مین آج مین

مطلع ثانی

بعد دو دن کے اگر دیکھو اُسے تیسرے دن — جانو مہ ہو کے یہان آیا نظر تیسرے دن

بوسہ لب تیرا لیتے ہی مجھے ہوگی شفا — یہ دوا وہ نہین ہو جسکا اثر تیسرے دن

کیا بھروسا نظر لطف کا ہی یہ دو دن — پھر نہین دیکھنے کا بھی وہ ادھر تیسرے دن

ہوے ساتھ جنازے کے سوم مین آئے — سنکے عاشق نے کہ وہ مر گئی خبر تیسرے دن

گر زمانہ مین ترقی ہو رفتہ رفتہ — کیون ہلال آوج فلک پہ ہو قمر تیسرے دن

تپ غم جان کے ساتھ نہین تیرے نکلے — ہے زور زور چڑھتا جاتا اثر تیسرے دن

ہم ہے اس نرگس مست کے دو دن بیہوش — ہارے کچھ تھوڑا سا ہوش آیا ظفر تیسرے دن

کیون قدر نہ آنسو کی ہو جب نظر و نہیا — نکلے نہ گہر ایسا ہزارون گہرون مین

دشت جنون کو جائینگے ہم کل ہین آج مین
لینگے ہمارے خار قدم کل ہین آج مین

کرتے تھے یون تو ظلم ہمیشہ پر آپ نے
کچھ کچھ کیے تھے تازہ ستم کل ہین آج مین

ہستی کے قید خانہ سے مجنون ہی تیرا تنگ
چلتا ہی سوے دشت عدم کل ہین آج مین

معلوم ہی ہمین یہی جو کچھ عہد کیا تھا
تمنے کیے ہین قول قسم کل ہین آج مین

اُس بت کی بیوفائی اگر ہی یہی تو ہم
ڈھونڈینگے کوئی اور صنم کل ہین آج مین

جو کل تھا دل کا حال وہی آج بھی رہا
پایا کچھ اضطراب کم کل ہین آج مین

پڑھو قافیہ بدل کے ظفر اور بھی غزل
کچھ شعر کر لیے ہین رقم کل ہین آج مین

گر تا وہ بیچارہ کیا تدبیر سے چارہ نہین
پر کرے کیا چارہ گر تقدیر سے چارہ نہین

صورت تصویر ہین حیران ہائے جیرنگاری
ہوتا کچھ اُس عالم تصویر سے چارہ نہین

زلف کے سودائیونکو قید کرنا چاہیے
بہتر انکے واسطے زنجیر سے چارہ نہین

روز ہوتا جاتا ہی وہ بت زیادہ سنگدل
ہوتا کچھ اس آہ بے تاثیر سے چارہ نہین

کرتا ہی دل کو نشانہ ناوک مژگان یار
جز رضا کوئی قضا کے تیر سے چارہ نہین

دے مریض عشق کو کوئی دوا کیا اور خاک
ہوتا اس بیمار کا اکسیر سے چارہ نہین

تشنہ لب ہین جو شہادت کے ظفر انکے لیے
بہتر اس آب دم شمشیر سے چارہ نہین

مُنھ لگ نہ ظفر اُسکے وہ کہہ بیٹھتا ہی صاف
جو آئے ہی اُس آئینہ رخسار کے مُنھ مین

مرید قطب دین ہون خاک پائے فخر دین ہون مین
انھین کے فیض سے ہی نام روشن میرا عالم مین
نہ کعبہ سے غرض مجکو نہ میخانہ سے کچھ مطلب
رہو نہین ریندکش پر رہون انکی محبت مین
مجھے تو خانقاہ و میکدہ دونون برابر ہین
یہی عقدہ کشا میرے یہی ہین رہنما میرے

اگرچہ شاہ ہون اُنکا غلام کمترین ہون مین
وگرنہ یون تو بالکل روسیہ مثل نگین ہونین
ہمیشہ گھستا انکے آستانے پر جبین ہونین
نہین خواہش مجھے یہ صوفی خلوت گزین ہونین
ولیکن یہ تمنا ہی کہ انکا ہون کہین ہونین
سمجھتا اُنکو اپنا حامی دنیا و دین ہونین

بہادر شاہ میرا نام ہی مشہور عالم مین
ولیکن ای ظفر انکا گدا سے رہ نشین ہون مین

محرم کی ترے دے جو گرہ یار بند مین
بین باغ دلکشا مین بھی تجبن گرفتہ دل
جگمو لیسے کھودین کہ نکلین گے جب تلک
بگڑی کو اپنے ہاتھ سے ای ہوشمند باندھ
سرو چمن کے ساتھ ہی اک سرکشی کی قید
مجھکو یقین ہی بات مری بھول جائینگے

دو من ٹھونک سنیچین غیر کے مین چار بند مین
ہون اس طرح کہ جیسے گنہگار بند مین
دونون رہین گے کافر و دیندار بند مین
کیون بندہی یہ بندش دستار بند مین
آزاد بھی ہی باعث بندار بند مین
دینگے گرہ اگرچہ وہ سو بار بند مین

مرا ازدون سنتا ہون اُس بدگمان کی باتین
جو ایک ہو تو کہون تم سے صبح تا شام
وہ بولتے نہین سارے جہان کی باتین
نہ پوچھو اُس مہربان کی باتین
بنی ہی ہون تو کرے آسمان کی باتین
[illegible]

[illegible]

مختصر رکھے اُسے پردہ دل میں کیا عاشق
چھپانے ہاتھ کو کیونکر کتان سے کے پردے میں

گر کام تیرا ہم سے جھٹکاؤ پر نہیں
تیر سے لیے آنکھ کسی اٹکاؤ پر نہیں

جھٹکے ہی جب وہ ہاتھ تو کیا کیا ہمارا دل
جھٹکے اُٹھاتا ہاتھ سے جھٹکاؤ پر نہیں

پھر لیسے دل کے باندھو نہ اُلجھاؤ زلف میں
مشکیں بندھا کے کھینچ وہ لٹکاؤ پر نہیں

دل سے بلائیں لوں تری ہاتھوں سے لوں ہون
کچھ پیار انگلیوں ہی کے چٹکاؤ پر نہیں

بھٹکا ہے تو غیر کو کیا کیا کہ یاں نہ آئے
لیکن وہ رکتا اُس تیر کے بھٹکاؤ پر نہیں

ای کوہکن نہ سر کو پٹک کوہ سے کہ عشق
رکھتا ہی شکوہ سر ہی کے پٹکاؤ پر نہیں

اُلجھنے کی ہو دام سے نہیں ہمکو ممانعت
صیاد ایک ہی ہی اٹکاؤ پر نہیں

کیونکا بکے سوزن تدبیر دل کے پھانس
جب اطلاع ہی اُسے کھٹکاؤ پر نہیں

مٹکائے آنکھ یا نہ وہ مٹکائے ای ظفر
موقوف آنکھ کچھ تو مٹکاؤ پر نہیں

بوسہ بھی رضی ہم ای رشک قمر لیتے نہیں
اسلیے بستر پہ ہم کروٹ ادھر لیتے نہیں

کیا کہیں حال اپنا تجھ سے اسقدر ہیں ناتواں
سانس بھی پہروں تری خستہ جگر لیتے نہیں

تم ہوے رشک مسیحا بھی اگر کیا فائدہ
اپنے بیمار الم کی تو خبر لیتے نہیں

دیکھیے اُس نے خط کو خط جسے دیکھیے پائی سزا
خط کو میرے ہاتھ میں بھی نامہ بر لیتے نہیں

[illegible]

تسلی ہمکو کیجاتی ہی جسدم غیر کی منہ سے ۔۔۔ شکایت ہم تری ای دلبر طناز سنتے ہین

کنارے بیٹھ کر انکو سنا تو مدعا اپنا
سر محفل ظفر کہتا ہی کیا غماز سنتے ہین

مرے اور غیر کے کیا منہ سے جام مے لگا کیجے ۔۔۔ وہ اک کاسہ مین پانی شیر بکری کو پلاتے ہین
لگائی عشق نے وہ آگ دل مین بجھ نہین سکتی ۔۔۔ وفور اشک سے ہر چند ہم دریا بہاتے ہین
دکھاتے ہمین دل پر داغ جب ہم چاہتے ہنسنا ۔۔۔ ہمارے داغ دل کیا کیا ہمین آنکھین دکھاتے ہین
نہین معلوم پھونکا کیا صبا نے کان مین گل کے ۔۔۔ چمن مین جس سے غنچے چپکے چپکے مسکراتے ہین
جگائین بخت خوابیدہ کو گر میرے تو مین جانون ۔۔۔ کہ میرے نالۂ دل غیر سو تو تم کو جگاتے ہین
نئی تلوار جسدم کوئی انکے ہاتھ آتی ہے ۔۔۔ تو پہلے شکوہ وہ اس سخت جان پر آزماتے ہین

قطعہ

وہ ہمسے وعدہ کر جاتے ہین اکثر شب کے آنیکا ۔۔۔ مگر آتے نہین ہرگز کہ جا کر بھول جاتے ہین
گذر جاتی ہی ساری رات کہتے کہتے یہ ہمکو ۔۔۔ اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے ہین اب آتے ہین

اگرچہ کھینچتے ہین آپ کو وہ دور تر اُن کو
کشش سے اپنے دل کی ای ظفر ہم کھینچ لاتے ہین

وہ جو چلے ہین اتنی جلد ہی دیکھین کدھر کو جاتے ہین
ٹھہرتے ہین رستے مین کہین یا سیدھے گھر کو جاتے ہین

مطلع ثانی

ہوا جو باندھتے اس قلزم فنا میں ہیں	حباب وار وہ ہم غرق بس ہوا میں ہیں
نہ انکو چاہیے خنجر نہ چاہیے شمشیر	وہ قتل کرتے ہزاروں کو اک ادا میں ہیں
ہمارے اُنکے محبت کے کچھ نہ پوچھو ڈھنگ	کہ ہم وفا میں ہیں سرگرم وہ جفا میں ہیں
جنوں کے ہاتھ سے دو چار تار بھی باقی	نہ جیب میں نہ رہے دامن قبا میں ہیں
حنا ہو آج اگر اُنسے ہاتھا پائی ہو	لگا رہے وہ حنا اپنے دست و پا میں ہیں
ترے ہی کوچے میں ہوں میں ہیں ترے کشتۂ ناز	یہ تجھ سے چاہتے وہ اپنے خونبہا میں ہیں
کرینگے پارہ کو کیا خاک یہ ہوس خاک	کہ آپ کشتۂ تمنائے کیمیا میں ہیں

جو اپنے دل میں جگہ دیتے ہیں بتوں کو ظفر
بناتے بتکدہ وہ خانہ خدا میں ہیں

فدا پروانہ ساں جاں اُسپہ ہم جانباز کرتے ہیں	اگرچہ پر نہیں پر شوق میں پرواز کرتے ہیں

مطلع ثانی

ستم ہم پر نہیں یہ لب طناز کرتے ہیں	ستم کا ظاہر ابرو ہی لیکن ناز کرتے ہیں
تمھارے گھر میں شب کو کسطرح ہم آئیں چوری سے	کہ چوکیدار کھٹکا سنتے ہی آواز کرتے ہیں
جو کہتا تھا وہی کہتا رہا منصور سولی پر	کہ کہہ کر حرف حق انکار کب سرباز کرتے ہیں
ہم اُسمیں آپ ہو جاتے ہیں گم انداز سے باہر	نظر میں جب کمر کا یار کی انداز کرتے ہیں

ودیگر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

ودیگر

[illegible]

نہان ہی آئینہ کو تاب اتنی ای پری پیکر
کہ وہ ہووے مقابل تیرے عارض سے صفائی مین

نہ ہوتے آشنا تیرے جو ہمکو یہ خبر ہوتی
کہ تو ہو جائیگا نا آشنا یون آشنائی مین

سینہ ای ہمدم ہوس کنار اسکا تصور سے
مزے ہم وصل کے لیتے ہین کیا اب جدائی مین

اسیران قفس نے دہر پھیلائے بال و پر تو دیکھے
ہوا حاصل کچھ کر یہ تمنائے رہائی مین

ظفر رنگ حنا مین گو نہان ہی سقدر شوخی
کسیکا خون ملا اسنے مگر بت حنائی مین

کہ بیگانہ ادہر وہ جو گذر کرتے ہین
خوب جہرہ کا مرے دیدہ تر کرتے ہین

بچھتے ہین خاک اڑاتے ہوئے مانند صبا
عمر ہم خاک بسر خاک بسر کرتے ہین

کیون نہ قربان ہون کہ انداز سے تیر نگہ کے
واہ کیا چھپتے ہی دل مین وہ گھر کرتے ہین

دیکھو ای غنچہ دہن باغ مین خندہ گل کا
ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہین

دل پہ جو گذرے ہی ہوجاتی ہی مجکو معلوم
قاصد شوق ترے آگے خبر کرتے ہین

ہنستے ہین کیونکہ تیرے سوختہ جان ہجر کی
شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہین

ای ظفر ہمکو ادہر دو ہی نظر آتا ہی
ہم نظر اسکے تصور مین جدہر کرتے ہین

ناصحا فیون سے دل کی باصفا فیون مین
چھتی ہی ہمسے ان سے کیا بر خلافیون مین

لوجہ مین زلف کے تو مٹنے دے مرے دل کو
ای شانہ مدتون سے ہی یہ معافیون مین

[illegible]

یاسے اشک مین ہی مرے چرخ اکہ ہنوز	جتنے کہ ہین ستارے وہ سب تلملے سے ہین
زندان مین یہ جو نالۂ زنجیر کا ہی غل	برپا کیے جنون نے مرے غلغلے سے ہین
دل عاشقون کے ہین شجر عشق کے ثمر	ہر ان مین ہین فریب کے وہی جو گھلے سے ہین
منادی ہی کیسکے آنیکی گلشن مین ای صبا	غنچہ کے گال پھول گئے جو گلگلے سے ہین

نالے ہمارے بارش گریہ سے ای ظفر
چڑھ چڑھ کے اٹھے ہو گئے باران پلے سے ہین

ٹکڑے پارۂ دل آنکے کب مژگان پہ پڑے ہین	چمن مین عشق کے ہم پھول کانٹون پر پڑے ہین
سینہ جا ہین چھیڑ اوس کافر کی مژگان سے	یہ کانٹے حضرت دل اپنے حق مین آپ بوتے ہین
جدائی مین تری ہر رات میری آہ و زاری سے	زمانہ جاگتا ہی اور میرے بخت سوتے ہین
ہر بتا ہی اپنی تیغ کو وہان آپ وہ قاتل	تو جانباز محبت چاہ سے پیان ہاتھ دھوتے ہین
تجھسے آشنا ہین وہ تیرے چاہ زنخدان مین	نہین دل کو دیتے پر نصیب انکے ڈبوتے ہین
سار کے جو صورت صورت تصویر حیران ہین	نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین نہ ہنستے ہین نہ روتے ہین

وہ اپنی جنبش مژگان دکھا کر ای ظفر ہمکو
جگر مین اور دل مین سیکڑون نشتر چبھوتے ہین

ہنگے تب سے عاشق غم و حسرت مین جتنے ہین	پھینکے دن مصیبت کے یون بہن قسمت مین جتنے ہین
دے کھا نرگس تجھسے کیون ہمچشم گلشن مین	کہ ہین آنکھین جھکائے سب وہ اس خجالت مین جتنے

جلد دوم دیوان ظفر

اجل کھیلے ہی شاید عاشق سر باز کے سر پر ۔۔۔ علم جو دمبدم آج اپنی وہ شمشیر کرتے ہیں

بچا تیرے غمزوں سے خدا صید محبت کو ۔۔۔ کہ یہ کافر ہمیشہ ذبح بے تکبیر کرتے ہیں

نہیں آتی کی ہر گز بات بھی اس شوخ کے آگے ۔۔۔ یہ بیٹھے حضرت ناصح نہیں تقریر کرتے ہیں

خدا جانے اثر ہوتا نہیں کیوں دل میں اس بت کے

ظفر نالے مرے پتھر میں بھی تاثیر کرتے ہیں

کام جو کرتے ہیں بیہودہ ظفر کرتے ہیں ۔۔۔ ہرزہ گردی میں ہم اوقات بسر کرتے ہیں

شب غم یا ہو شب عیش برابر ہی کہ ہم ۔۔۔ شمع کی طرح سے رو رو کے سحر کرتے ہیں

بیخبر دل سے جو گذرے ہی محبت تیری ۔۔۔ قاصد اشک ترے مجکو خبر کرتے ہیں

جبکہ وہ جنبش مژگان میں دکھاتے ہی ۔۔۔ ایک پل میں دو جہان زیر و زبر کرتے ہیں

کیا ہنسیں کھول کے دل غنچہ صفت وہ گلگیر ۔۔۔ باغ ہستی سے جو ہنستے ہی سفر کرتے ہیں

ٹکڑے کرتے ہیں جگر اپنے وہ غمخوار ترے ۔۔۔ آہ جس وقت ترے خستہ جگر کرتے ہیں

تیر مژگان ترے سیکھے ہیں کچھ ایسی گوشہ ۔۔۔ چھوٹتے ہی دل عشاق میں گھر کرتے ہیں

خاک اڑاتے ہوئے پھرتے ہیں بگولے کی طرح ۔۔۔ عمر کیا خاک بسر خاک بسر کرتے ہیں

ای ظفر یہ ترے اشعار ہیں یا نالۂ زار

کیا بلا ہیں کہ جو یوں دل میں اثر کرتے ہیں

مسی مالیدہ جو دندان پہ نظر کرتے ہیں ۔۔۔ ہم آئینہ میں وہ شام و سحر کرتے ہیں

[illegible]

چتون کو خوب چاہ کی پہچانتے نہین	پر دیکھتے سے تیر وہ شرما گئے تو ہین
کوٹھے سے جو اتارتے ہین اپنے وہ مجھے	کچھ اونچ نیچ غیر انھین سمجھا گئے تو ہین
گو مل گئے ہین خاک مین اہل صفا مگر	جوہر مثال آئینہ دکھلا گئے تو ہین
کھائینگے اور کیا وہ مرے گھر مین آن کر	آنے کی میرے پاس قسم کھا گئے تو ہین
مین نے کہا ہی جب خفقان کا کچھ اپنے حال	یکبار سنکے وہ گھبرا گئے تو ہین
آتے ہین کیونکہ حضرت دل پھر کے دیکھیے	کوچے مین زلف یار کے تنہا گئے تو ہین
زنجیر پانہ آئینگے یہ کسکو ہی خبر	لیکن یہان وہ آنے کو فرما گئے تو ہین

دنیا کا ہی مزا ظفر انجام کار زہر
میٹھا سمجھ کے لوگ اسے للچا گئے تو ہین

مری آنکھون سے مثل ابر جب آنسو ٹپکتے ہین	تو ہنسکر برق آسا مجھ پہ کیا کیا چمکتے ہین

مطلع ثانی

چمن مین جب بہار آتی ہی اور غنچے چٹکتے ہین	تو حسرت سے اسیران قفس کیا کیا پھڑکتے ہین
مجھے سمجھاتے ہین کیا ناصحو تمکو کوئی سمجھائے	نہین آتا سمجھ مین میری اتنا کیا وہ بکتے ہین
مجال گفتگو ہمکو کہان ہی اسکے رو برو سے	مگر آئینہ سان حیران سے صورت ہمکو تکتے ہین
گیا منزل پہ سارا قافلہ اور راہ غربت مین	ہم آواز جرس کی طرح تنہا بھٹکتے ہین
کرے ہی گرمجوشی غیر سے جسدم وہ آتشخو	تو میرے دل مین کیا کیا شعلہ حسرت بھڑکتے ہین

[illegible]

اور وہ غنچہ دہن لب پہ یہ رعنائی کا ڈھنگ
دونوں میں قامت و رفتار [illegible]
آفتاب ہیں تو [illegible] کا ڈھنگ
دو الف ہیں وہ فلک سے تو چار [illegible]
اے ظفر تیرا [illegible] کا [illegible] ڈھنگ
کس طرح ہیں یہ اشعار [illegible]

وہ نظر آتے نہ تنہا روز ان در سے لگا بیٹھے ہیں
آتے ہیں جا بیٹھے ہیں
[illegible] بیٹھے ہیں
[illegible] بیٹھے ہیں

جلد دوم دیوان ظفر

ہو وہ تنہا تو کچھ کہوں میں ظفر
ساتھ اُنکے رقیب رہتے ہیں

نہ ہم کچھ ہنس کے سیکھے ہیں نہ ہم کچھ رو کے سیکھے ہیں
جو کچھ تھوڑا سا سیکھے ہیں کسیکے ہو کے سیکھے ہیں

کسیکو کیا اگرچہ کھو کے سیکھے ہم فن الفت
نہیں سیکھے کسیکا کھو کے اپنا کھو کے سیکھے ہیں

نہتے آگاہ ہم اس گشت کاری سے محبت کی
زمیں دل میں یہ تخم الفت بو کے سیکھے ہیں

ابا نغزہ کرکے دھو گئے دل انھوں نے ایک عالم کا
خدا جانے کہ دھبے کس سے وہ یہ دھو کے سیکھے ہیں

کسیکو کاہیکو آتی ہے راہ و رسم جانبازی
مگر ہم زندگی سے ہاتھ اپنے دھو کے سیکھے ہیں

سکھائی زلف نے ہیں انکو طرزیں کج ادائی کی
وہ یہ انداز سب اس کافر [illegible] کے سیکھے ہیں

ہمیں عشق محبت نے سکھائی نالہ و زاری
ظفر دو کام یہ ہم فیض سے ان دو کے سیکھے ہیں

جب سے محبت میں تمہاری یار بیڈھنگے ہیں
ہو گئے اُنکے اطوار بیڈھنگے سے ہیں

ہم جو تھے ہیں معلوم ان باتوں سے ہمکو ڈھنگ اور
بولتے وہ جو دم گفتار بیڈھنگے سے ہیں

اے مسیحا دم تمہیں جینے کا نہ کوئی ڈھنگ
ہو گئے ایسے ترے بیمار بیڈھنگے سے ہیں

روبرو ہو تو نگے تیرے لعل میں پر نگ سے
آگے دانتوں کے در شہوار بیڈھنگے سے ہیں

زاہد مکار سے بہتر ہیں اُنکے رنگ ڈھنگ
کیا ہوا ظاہر میں گر میخوار بیڈھنگے سے ہیں

غمگسار کیجے میرے آتے ہیں انکو خوب ڈھنگ
ورنہ جتنے ہیں مرے غمخوار بیڈھنگے سے ہیں

[illegible]

[illegible]

مزار ہووین جہان گلرخان کے کشتون پر	ہمیشہ پھول وہان کیونکہ ہر جگہ بکھرتے ہین
ستم پسند ہی ایسا وہ خوش سنو ظالم	جو روز وار یہ دو چار بیگنہ بکھرتے ہین

ظفر یہ کون کہے موے زلف مشکین کو
کہ منھ پہ یار کے اتنے یہ روسیہ بکھرتے ہین

جو پہلے تھے یار اپنے اب انکو کہان ڈھونڈین	باقی ہی نشان کسکا ہم کسکا نشان ڈھونڈین
جب دم کے ٹھہرنیکا دم بھر نہ ٹھکانا ہو	نادان ہین جو رہنے کا یان اپنے مکان ڈھونڈین
سمجھین یہ اگر غافل جوئندہ ہی یابندہ	ہاتھ آئے وہی انکے جس شی کو یہان ڈھونڈین
اس ابروی پرخم سی تیغ ایک ہاتھ آوے	پھر پھر کے میسر گر سارا اصفہان ڈھونڈین
گٹھری ہی گناہون کی کیا کم ہی گرانباری	جو اور زیادہ ہم کچھ بار گران ڈھونڈین
جو ابرو و مژگان ہین دل صید کرین لاکھون	وہ صید فگن ناحق کیون تیر و کمان ڈھونڈین

پیری مین ظفر بہتر ہی ہمدم دیرینہ
جو لوگ جوان ہون وہ دلدار جوان ڈھونڈین

تمہارے کچھ مریض غم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین	پڑے بستر پہ ہین بیدم کسی کی ہین نہ سنتے ہین
مثال آئینہ کیا جانے کسکی دیکھکر صورت	ہوے یہ محو حیرت ہم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین
او سمجھاتے ہم یہ ہین طوفان کیا کیا آشنا اور ہم	پڑے ہین چپ بچشم نم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین
ہم اپنی کہہ نہین سکتے کسی کی سن نہین سکتے	ہوا ہے سکتہ کا سا عالم نہ کہتے ہین نہ سنتے ہین

داغ پر داغ جو وہ دل پہ مرے دیکھتے ہین
گھر مین کیا گھی سے چراغ آنکے ظفر جلتے ہین

قمار عشق مین دیکھا جو کامل ہین تو آپہی ہین
کہ جان پر کھیلتے آنحضرت دل ہین تو آپہی ہین

بزنگ شمع تم کرتے ہو میری محفل افروزی
تمھین سے روشنی ہی زیب محفل ہین تو آپہی ہین

کسیکی عقل پر کرتے نہین یہ عشق بازی ہم
جو نادان ہین تو آپہی ہین جو عاقل ہین تو آپہی ہین

جہان مین اور بھی ہین خوبرو سفاک تیغ کش
مگر میری کشندہ میرے قاتل ہین تو آپہی ہین

کسیکا دل جو لیتا ہی کوئی ہے دل ہی کرتا
عوض دل لیکے رکھتے مجکو بیدل ہین تو آپہی ہین

کرے ہین صید افگن ذبح پورا صید کو اپنے
مگر ایک چھوڑ دیتے نیم بسمل ہین تو آپہی ہین

یہ رستا عشق کا طے حضرت دل کیونکر ہو تمسے
کہ اس منزل مین اپنی سیر منزل ہین تو آپہی ہین

حجاب جلوہ دیدار جانا ہے خودی اپنی
نہین پردہ کوئی حائل جو حائل ہین تو آپہی ہین

زمین سہل مین تو ہین سبھی کچھ شعر کہہ لیتے
ظفر لکھتے غزل جو ایسی مشکل ہین تو آپہی ہین

ردیف الواو

بھری دماغ مین کس لطف سے شکن کی بو
کہ خوش نہ آئی ہمین نافہ ختن کی بو

لگا ہا نہ جو اس غیرت چمن کو گلے
بدن مین بس گئی نسترن و نسترن کی بو

دیگر

مطلع ثانی

…یکھ لینا ہو گی جو برپا قیامت سر پر	جلوۂ قامت چمن میں اُسکو دکھلانے تو دو
…ے سمجھانیکو آئے حضرت ناصح ہیں آج	دیکھیے کیا مجکو سمجھاتے ہیں سمجھانے تو دو
…ن بہت وحشت زدے پر ایک میں اور ایک قیس	ہو گئے ہیں شہرۂ آفاق دیوانے تو دو
…دسون بھر شعلہ بازی دیکھنا اس آہ کی	عشق کو دل میں ہمارے آگ بھڑکانے تو دو
…جھے کیا ہوا ابھی دل سے محبت کا مزا	زخم شمشیر ستم اُسکو ابھی کھانے تو دو

دیکھو اس نا قدردان کو دو نہ دل اپنا ظفر
قدر وہ دل کی تمھاری کچھ اگر جانے تو دو

…شے کو مرے رکھکے نہ دیوار میں چن دو	ہون کشتۂ قامت مجھے مینار میں چن دو
…کار ہون یارو جو کسیکو گہر اشک	بکھرے ہیں پڑے کوچۂ دلدار میں چن دو
…تم دل عشاق کو جا چشم میں دینی	ان شیشونکو اس خانۂ خمار میں چن دو
…لعاؤن نہ کیون رشک سے میں غیر کو مر یار	تم ہاتھ سے گل اپنے جو گلزار میں چن دو
…ا چند خرف پارہ جو میخانہ میں ہستو	زاہد انھیں گر باندھ لے دستار میں چن دو
…نع ہیں بہت آپکے لیکن کوئی مجھسا	حب جانون کہ تم ایک بھی دو چار میں چن دو

کرتا ہی ستارونکو جو شرمندہ تو افشان
ماتھے پہ ظفر اُسکے شب تار میں چن دو

…سفر کا کچھ سروسامان تو کرو	جانان کہان ہی تمکو ذرا دھیان تو کرو

کسکی ہی تصویر زلف ای دل آشفتہ رو برو
ٹھوکرون ہی مین اڑاوی وہ خرام ناز سے
جو مرا احوال ہی اپنی زبان سے مین کہون
اپنی آنکھون مین جگہ کیونکر تصور کو نہ دون
کس لب شیرین کا ہون یارب شہید تشنہ کام
کرتے ہو غائب مین کیون اگلا تم غیر سے
تاب نظارہ کہان ہی دیدۂ پر آب کو
جب سے دل آفت جان کو دیا ہی ہمنشین

روز ہی روز سیاہ و شام غربت رو برو
اسکے قامت کے جو آجاے قیامت رو برو
گر بولا ہی چین مجھے وہ وقت فرصت رو برو
رہتی ہی کسکی بدولت اسکی صورت رو برو
جو لیے حورین کھڑی این جام شربت رو برو
جو تمھین کرنی ہو کر لیجے شکایت رو برو
آ ابھی جاے اگرچہ وہ خورشید طلعت رو برو
ہو سے ہے سر پر کھڑی روز او آفت رو برو

پیچھے سنتے انسے کیا کیا ای ظفر کہتے ہین وہ
کرتے ہین جو آکے اظہار محبت رو برو

ہو گئی تیرے ہجر مین ایسی رونے کی عادت آنکھون کو
ایک گھڑی نہین آٹھ پہر مین گریہ سے فرصت آنکھون کو
روے عرق افشان پہ تیری سیراب ہوا ایسا سبزہ خط
دیکھ کے جسکو دل کو ہو ٹھنڈک اور طراوت آنکھون کو
کیون وہ ناحق مجھ سے ہو برہم کیون یہ بیجا مجھ سے لڑین
گر نہ سودا زلفون کو تیری گر نہ ہو وحشت آنکھون کو

جی دھڑکتا ہی نزاکت سے تمھاری دیکھو	اپنی تم گردن نازک مین نہ ہیکل ڈالو
صندلی اُسکا عرق چین ہی سونگھا دو مجکو	نہ دواؤن مین طبیبو مری صندل ڈالو
اپنی تم جنبش ابرو نہ دکھاؤ مجکو	کشور دل مین مرے دیکھو نہ ہلچل ڈالو
جس طرح غنچے کو مل ڈالتے ہو چٹکی مین	مجکو ڈر ہی کہ یونہین دل نہ کہین مل ڈالو
کشتۂ ناز کرین شور قیامت برپا	سایۂ قامت اگر تم سر مقتل ڈالو
عشق کہتا ہی ہمین کرلو فقیرانہ لباس	تم گلے مین کفنی دوش پہ کمبل ڈالو
گردن دل مین مرے طوق گرفتاری تم	نہ بجز حلقۂ گیسوی مسلسل ڈالو

کچھ ہی ہو جائے قدم پھر نہ ہٹے وان سے ظفر
پانون ہر کام مین تم سوچ کے اول ڈالو

دیگر

سرمہ کی اپنی چشم مین تحریر کھینچلو	پیرے تو قتل کو یہی شمشیر کھینچلو
گر مرغ دل کو دام مین ہو کھینچنا تمھین	دکھلا کے اپنی زلف گرہگیر کھینچلو
تم وہ نہین کہ کھینچ لو ظلم و ستم سے ہاتھ	جب تک نہ روح عاشق دلگیر کھینچلو
تم اے مصورو مری صورت کو دیکھ کر	مجنون کی کھینچے ہو جو تصویر کھینچلو
کھینچے ہی تیر سینہ سے جائیگا دم نکل	ایسا نہ ہو کہ تم کہین یہ تیر کھینچلو
ہی صبح کوچ حضرت دل جب تلک ہی رات	دو چار اور نالۂ شبگیر کھینچلو
منظور کھینچنا ہی گر اپنی طرف مجھے	کیون کھینچنے مین کرتے ہو تاخیر کھینچلو

تمھین ہو عاشق بیدل گینا دل لیا مشکل	اگہ تم دمباز ہو جسوقت چاہو دیکے دم لیلو

نہین ہی اعتبار انکا وہ کہکر ہین مکر جاتے
نوشتے انکے ہاتھونکے ظفر تم یکقلم لیلو

جاؤ اُس بن اگر آرام نہین تم جانو
حضرت دل ہمین کچھ کام نہین تم جانو

چھوڑتے نظرونہین ہونگ حیا سے کیسی نظر
بیٹھنا خوب لب بام نہین تم جانو

طالب بوسہ یہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہین تم جانو

دل تو موجود ہی کرنا ہو جو سودا منظور
گرہ زلف مین گر دام نہین تم جانو

قتل کرتا ہی ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی پیتے ہو پیو جام نہین تم جانو

ابتدا ہی مین ترے ڈھنگ جتاتے ہین یہ
عشق کا جانتے انجام نہین تم جانو

میکشو جان جلاؤگی کہ ساقی کے تغیر
ہی یہ آتش مئی گلفام نہین تم جانو

قاصدونکو نکرو منع نہ ہمکو بھیجو
مجھسے ان سے خط و پیغام نہین تم جانو

تم مسلمان ہو ظفر خوب نہین عشق بتان
اور اگر یہ ہی تو اسلام نہین تم جانو

کہتا ہی کون سول سکان جبین نہ لو
ہر جب تلک نہ لو گے گھر سے فرین نہ لو

سودا گلے پڑے کا نہین دل ہین یہ سمجھے
خواہش اگر ہی تو تمھین خواہش نہین نہ لو

ڈر ہی یہی کہ حضرت دل تم ہو مضطرب
کروٹ پڑے پڑے کوئی زیر زمین نہ لو

الجھے ہو تم جو حضرت دل زلف یار سے
ہو کر شکستہ خوب پریشان تو ہو

صورت جو اُسکی دیکھنی منظور ہی تمھین
ای آنکھو مثل آئینہ حیران تو ہو

تم زعم مین گر اپنے فرشتہ بنے تو کیا
ای زاہد و ذرا ابھی انسان تو ہو

ایسا نہو چرا کے وہ لیجاے ای ظفر
بنتے ہو اپنے دل کے نگہبان تو ہو

ہو رہائی یا نہو زلف دوتا سے کچھ ہی ہو
جا پھنسا دل تو بلا مین اب بلا سے کچھ ہی ہو

ہو گئے جس وقت ای سفاک ہم سینہ سپر
نہو نہ موڑینگے تری تیغ جفا سے کچھ ہی ہو

وہ ترش ابرو ہو یا ہو تلخ گو پر ہمکو آج
بوسہ اک لینا لب شیرین ادا سے کچھ ہی ہو

ظلم ہو یا ہو جفا اُس بیوفا کے ہاتھ سے
ہاتھ اُٹھانیکے نہین ہم تو وفا سے کچھ ہی ہو

ناصحا یک بک کے تو کیون سر پھرا تا ہی عبث
دل نہین پھرنیکا یہ اُس دلربا سے کچھ ہی ہو

گرچہ دنیا کی ہوا مین سو طرح کا ہو ضرر
لیک بچ سکتے نہین ہم اس ہوا سے کچھ ہی ہو

کوچۂ دلبر مین ہمتو آج جاتے ہین ظفر
دل کو لے آتے ہین دیکر دم دلا سے کچھ ہی ہو

...رہائی مخلصی ای داے قسمت ہو تو کیونکر ہو
کہ مین آلودۂ عصیان ہون رحمت ہو تو کیونکر ہو

مطلع ثانی

...بر تر مند گی چشم عنایت ہو تو کیونکر ہو
کہ بے اشک ندامت جوش رحمت ہو تو کیونکر ہو

دیگر

دیگر

نہ مرا پاس کسیکو نہ کوئی میرے پاس
ہاں مگر ایک جو ہو مجھ سے ہم تم ہی تو ہو

کفر و دین کا مجھے بتلا دیا تمنے رستا
میرے تو راہبر دین و حرم تم ہی تو ہو

خواہ رلواؤ ہمیں خواہ ہنساؤ ہمکو
کہ ہماری سبب شادی و غم تم ہی تو ہو

چرخ کو یاد نہیں پہلے تو انداز ستم
اس ستمگر کو سکھاتے یہ ستم تم ہی تو ہو

جب تلک تم ہو تو ہستی ہی گئے تم تو عدم
میرے نزدیک تو ہستی و عدم تم ہی تو ہو

دم محبت کا تمھاری جو ظفر بھرتا ہی
اُسمیں کیا دم ہے تماگر دیگئے دم تم ہی تو ہو

اگر عمر اپنی تجھے یاد کم ہو
تو کیا دخل کچھ اُسکی میعاد کم ہو

وہ ہی جائے خوش آخر اس غمکدہ سے
جو غمگیں زیادہ رہے شاد کم ہو

گھٹے نور مہ بارہا آسمان پر
پر اُسکا نہ حسن خدا داد کم ہو

نہیں پائدار اپنی تعمیر ہستی
کہ ٹھہرے وہ کیا جسکی بنیاد کم ہو

محبت میں فریاد دل ہی زیادہ
ستم ہی جو تاثیر فریاد کم ہو

نہ کم ہو کبھی جوشش سودا کا میرے
ہزار اب لہو میرا فصاد کم ہو

زمانے میں اُس شوخ بیداد گر سے
ظفر کس طرح داد بیداد کم ہو

دوستی مجھ سے اگر تجھکو صنم دل سے ہو
جو ہو قول و قسم اللہ کی قسم دل سے ہو

سیلے دل کے ٹکڑے کر رہے ہو بیٹھے پردے میں	نہیں یہ چھالیا چلمن کے تم اندر کترتے ہو
انگلگیر اہل بزم سے یہ شمع کہتی ہی	جراسر کاٹتے ہو تم کہ موئے سر کترتے ہو
راز غم جگر تو دمبدم بڑھتا ہی جاتا ہو	عبث چھالیا برابر سے رکو کترتے ہو

وہ مہوش کونسا ہی جسکے نزلہ بند کی خاطر
ظفر کاغذ کے گل تم چاند سے ہمسر کترتے ہو

تم اٹھا نیکے نہیں زلف دوتا سے کچھ ہو	ہو چکے ہمتو سیہ بخت بلا سے کچھ ہو
بیوفا تجھ سے شکایت ہی ستم کی بیجا	کیجے اس سے کہ جو آگاہ وفا سے کچھ ہو
مر رہے یا نہ رہے جان بچے یا نہ بچے	منہ موڑ نیگے تری تیغ جفا سے کچھ ہو
ہو چکا بس ترے بیمار محبت کا علاج	نہ تو اب کچھ ہو دوا سے نہ دعا سے کچھ ہو
خاک ہو پیچ ترے کوچہ میں کسیلی کیا خاک	جب تلک اسکی لگاوٹ نہ صبا سے کچھ ہو
دستگیر اسکا یہ جبتک ہو ترا دست ستم	ہاتھ کیوں دھوئیں جو شمشیر قضا سے کچھ ہو
تیرے غمزوں سے یہ پوچھوں کہ ہوئے تم سیراب	یا ابھی اور بھی خون کیجے حنا سے کچھ ہو
کہے دیتی ہیں نگاہیں ہی تمہاری سب کچھ	کیا ہوا اگر نہیں تم کہتے حیا سے کچھ ہو

نہیں معلوم ظفر ان سے ہوئیں کیا باتیں
چپکے بیٹھے ہوئے تم آج خفا سے کچھ ہو

مجھے تم ذبح کر کرانا چاہو تو پوچھتے کیوں ہو	نہیں چھپنے کا ہرگز میرا لہو تو پوچھتے کیوں ہو

تمہارے در پہ جھکا کر سر ارادت خلق [illegible]

[illegible]

جلد دوم دیوان ظفر

تو نہو پہلو میں تو پھر درد و دوری سے تری / بیقراری رات بھر دل کو نہو کیونکر نہو

زخم کھانے میں محبت کے حلاوت آئے ہے / تیر تیرا نیشکر دل کو نہو کیونکر نہو

دل صفائی اپنی گر دکھلائے تو پھر آئینہ / محو حیرت دیکھ کر دل کو نہو کیونکر نہو

ہوتی ہے تیغ محبت کی محبت سے پناہ / داغ دل منہ پر سپر دل کو نہو کیونکر نہو

سود کا خواہاں ہے دل سودائے زلف یار میں / بالعوض اسکے ضرر دل کو نہو کیونکر نہو

کشتی اشکستہ ہے دل چین پیشانی تری / ہمسر موج خطر دل کو نہو کیونکر نہو

دل جگر ہمدرد ہوں جب دونوں درد عشق میں / صدمۂ درد جگر دل کو نہو کیونکر نہو

دل سے دل کو راہ ہے راز دل دلدار سے / ہے ری آگاہی ظفر دل کو نہو کیونکر نہو

غافلو دل سے ادھر آٹھوں پہر باندھے رہو / تم رہو بیٹھے کہیں پر دھیان ادھر باندھے رہو

جلوہ گر ہو وہ تو بے پردہ پڑے کیا نظر / جبکہ تم غفلت کی پٹی چشم پر باندھے رہو

حضرت دل باندھے ہو گر وہ مضمون کمر / چلنے کو سوئے عدم اپنی کمر باندھے رہو

دشت کے کانٹوں سے کہتے ہیں مجھے دامن کے تار / سر پہ تو دستار اب تم سر بسر باندھے رہو

ہے اگر منظور تمکو طائر دل اڑ نجائے / اپنے تم تار نظر سے اسکے پر باندھے رہو

گلشن دنیا نہیں جائے قیام اے غافلو / غنچہ ساں تم دوش پر رخت سفر باندھے رہو

فخر دین و فخر دنیا ہے جو لبس وہ فخر دین / تم ادب سے ہاتھ اپنے اے ظفر باندھے رہو

ہو نہ بغیر از مرگ شفا بیمار غم الفت کو تیرے
اسکا علاج ای رشک مسیحا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

زیر خاک بھی دل مین میرے خار محبت کھٹکے گا
بعد فنا کچھ مجھکو کھٹکا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

لکھتے ہین وہ خط مین کچھ ایسا دیکھکے جسکو قاصد ہم
جانتے ہین تقدیر کا لکھا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

تو نے کیا خون تازہ میرا ای عربدہ گر بے جرم و خطا
ہو رہا ہی کچھ آج جو چرچا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

کیون نہ لگا سے سینہ سے رکھین اپنے داغ عشق کو ہم
کنج لحد مین مونس اپنا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

رکھتا جگر فولاد کا ہی یان کون سوا سے آئینے
جاسکے حریف اس تیر نگہ کا ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

لکھو ظفر تبدیل قوافی کرکے غزل اس بحر مین تم
لیکن ہوے ثابت ہر جا ہوکے نہوے تو یہ ہی ہو

کون ہی جز دل ستادہ بر فن ہوے نہوے تو یہ ہی ہو
نادان دوست اور دانا دشمن ہوے نہوے تو یہ ہی ہو

دوہا

گر ہو تو دل مین محبت کا داغ اچھا ہو

تمہاری کھینچیں گے تصویر ہم تصور سے
جو تجکو آتا ہی آ ایک دم مسیحا دم
کیا ہی عہد جو پہلے پھرین نہ وہ اُس سے
کمی نہ گریہ مین تو کیجیو دیکھ دیدۂ تر
فقط ہی چشم عنایت پہ زندگی میری
تمہارے کھوج سے آگاہ ہی دل پامال
تری گلی سے کہاں جائے ناتوان تیرا

ہمارے پاس قلم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
ترے حریف مین دم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
دوبارہ قول و قسم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
یہ سوز دل میں الم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
تری نگاہ کرم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
زمین پہ نقش قدم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو
روانہ سوے عدم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو

ہم اُس صنم کے ہین ای ظفر بلا گردان
نصیب طوف حرم ہو تو ہو نہ ہو تو نہ ہو

کہتا ہی کون تمسے کہ خنجر بکف نہو
خاطر نشان تہ دل کی ہو ناوک نگہ کبھی
آتی ہی سینہ کو بی عاشق کی تو صدا
رکھتی ہی دل سے قصد صف جنگ چشم یار
جبتک کہ خوب عشق مین عاشق نہو خراب
بستر مین دیکھو اسکے مری چشم تر مین اشک
اللہ ہی ہمارا طرف دار ای ظفر

برحق ہین جان نثار محبت تلف نہو
جبتک کہ تیرے تیر نگہ کا ہدف نہو
محفل مین اسکے گر نہین آواز دف نہو
مژگان کی کیونکہ فوج کھڑی صف بصف نہو
چاہیے وہ یہ کہ ہو مجھے عز و شرف نہو
نازان دُر خوش آب پہ تو ای صدف نہو
گو وہ اگر نہین ہی ہماری طرف نہو

جلد ۹۹ء۴ دیوان ظفر

ردیف الیاء التحتانی

بہاؤں کیونکہ نہ آنسو کہ وہ مکدر ہے
دل اُسکا مجھ سے صفا ہو نہو تو یونہیں ہو

خیال زلف ترا جائے میرے سر کے ساتھ
یہ دفع سر سے بلا ہو نہو تو یونہیں ہو

فنا جسے چاہیے ہو جائیں ہم فنا ان پہلے
نصیب ہمکو بقا ہو نہو تو یونہیں ہو

عدو جو کہدے کسی سے حق میں گو وہ ہو کہ نہو
کہے وہ ہوش ربا ہو نہو تو یونہیں ہو

گرہ کو دل کی ہے درکار ناخن ابرو
یہ عقدہ وہ ہی کہ وا ہو نہو تو یونہیں ہو

مریض عشق ترا کس طرح نہ مانگے موت
کہ جانتا ہے شفا ہو نہو تو یونہیں ہو

ظفر لگائیے سینہ سے یار کی تصویر
قرار دل کو ذرا ہو نہو تو یونہیں ہو

میرا شکوہ جب انھیں پیش عدو واجب ہی ہو
چپ ہوں کیونکر مجھے بھی گفتگو واجب ہی ہو

جب ہو خلوت کا مکان اور یار بھی ہو مہربان
پھر تو کہنی اپنے دل کی آرزو واجب ہی ہو

اے سراپا ناز خاک کشتگان ناز پر
ہوں نہ کیوں گل لیک ہونا زیب رو واجب ہی ہو

شرط یاری ہے گرے جس جا پسینا یار کا
واں بہانا اپنا یارو لہو واجب ہی ہو

بس ہے وہ تار نگاہ سوزن مژگان مجھے
چاک سینہ پر اگر کرنا رفو واجب ہی ہو

جو کرے بربادیوں کو دل اسے پھرنا خراب
دربدر خانہ بخانہ کوبکو واجب ہی ہو

تیری محراب خم ابرو میں جو سجدہ کرے
اپنے آب [illegible] اُسکو وضو واجب ہی ہو

ذبح کرنا جسکا اے قاتل تجھے منظور ہو
زیر خنجر اُسکو رکھنا اپنا گلو واجب ہی ہو

[illegible]

ٹھہری اُس رخ مصفا پر اسکا تیر نگاہ سینہ سے	نہیں ہرگز نظر صفائی کے ساتھ چلے ہی کیا گذر صفائی کے ساتھ

کیا مقابل ہو خاک آئینہ
اُسکے رخ کے ظفر صفائی کے ساتھ

کیا اٹھایا قول پر اُس رونق محفل سے ہاتھ	اُسکے جھوٹے قول پر دھو بیٹھے آخر دل سے ہاتھ

مطلع ثانی

چڑھ وہ بھی جاتے ہیں جو پھر سو نہیں کبھی مشکل پہ ہاتھ	بھاگ جاتے ہیں چھوڑا اگر اپنے وہ مائل سے ہاتھ
کون کہتا ہے کہ تو ذبح پر اس طرح سے	ہوں یہ آلودہ ترے خون دل بسمل سے ہاتھ
چاہتا ہے جی کہ ہوجائے سبز وہ پری	کوئی آجائے عمل ایسا کسی عامل سے ہاتھ
غوطہ کھا کے بیچ ہی میں آشنائے بحر عشق	تا کہ پہونچے نہ اُس ساحل تک اُس ساحل سے ہاتھ
ہو نہیں سکتا کا بیمار محبت کا علاج	ای طبیب اپنا اُٹھا تدبیر لا حاصل سے ہاتھ
ہوگا خون مجنوں کا دل غیرت سے مانند حنا	گر لگا لا تو نے لیلی پردہ محمل سے ہاتھ
حسرت اُس بسمل پہ دامن گیر ہو جسکی قضا	اور اُسکا دور ہووے دامن قاتل سے ہاتھ

پونچھے آنسو خاکساروں کے وہ کیا جو ای ظفر
دھوئے سو سو بار گر بھر جائے عطر گل سے ہاتھ

خط اُسے جلدی میں لکھتا ہوں قلم برداشتہ	جا بنوا ای نامہ بر تو بھی قدم برداشتہ

[illegible]

شمع سے پروانہ مل کر دیکھو جل جاے ہی
جسکا دل آتش کدہ ہو اُسکو آتش کے لیے

سوختہ ہونا ہو جسکو جاے سوے سوختہ
کیون ہو چقمق کی تلاش اور تجسے سوختہ

عاشق دل سوختہ چپ ہی رہے تو خوب ہی
کون سنتا ہی ظفر واں آہ کو ہوے سوختہ

خجل ہی دیکھو کے ابرو ہلال کیسا کچھ
فلک کے ہمنے ستارے تو کرلیے معلوم
جو دوست تھے وہ ہین دشمن عجب تماشا ہی
کے زوال ہے جانو کمال کو میرے
ہنوے کیونکہ گرفتار تار مین دل
نہ آئے بہر عیادت جو وہ مسیحا دم

ابھی سے جانو کہ ہوگا جمال کیسا کچھ
کھلا نہ یہ کہ ہی اُس رخ کا خال کیسا کچھ
ہوا ہی دیکھو زمانے کا حال کیسا کچھ
زوال یہ ہی تو ہوگا کمال کیسا کچھ
بچھایا زلف نے ہی اُسکے جال کیسا کچھ
تو ہو مریض کو اُسکے ملال کیسا کچھ

ظفر نکالے فلک نے جو کج روی کے ڈھنگ
تو اک زمانہ ہوا پائمال کیسا کچھ

ہی جہان مین خواہش نام و نشان بیفایدہ
مسکن اس بحر فنا مین کر نہ مانند حباب
چین سے کسکو فلک سے آپ ہی چکر مین ہی
دیکھ غنچہ کو ہی آخر مثل گل ثمر عمر کی

سینہ کاوی ہی نگین کی طرح یان بیفایدہ
ڈال پانی پر نہ بنیاد مکان بیفایدہ
ہی ہوس راحت کی زیر آسمان بیفایدہ
پیر پر ہنستا ہی تو کیا اےجوان بیفایدہ

مطلع ثانی

مطلع ثالث

مطلع ثانی

تیری صحبت خوش آئے کیونکہ انھین	اُن کی صحبت کا اور ہی نقشہ
دل تو کیا جان تک بھی دین تجھکو	اپنی ہمت کا اور ہی نقشہ
جائے تبرید سے تپ غم کیا	اسکی حرارت کا اور ہی نقشہ
ہی قیامت سے اسکو کیا نسبت	تیری قامت کا اور ہی نقشہ
سیدھی باتون پہ ٹیڑھے ہوجانا	اسکی خصلت کا اور ہی نقشہ
تیری ان سرد مہریون پر بھی	سوز الفت کا اور ہی نقشہ
جلے گیا بوالہوس حقیقت عشق	اسکی حقیقت کا اور ہی نقشہ
کیونکہ جان بر ہو دردمند ترا	درد فرقت کا اور ہی نقشہ
تھا تو مجنون کو بھی جنون لیکن	میری وحشت کا اور ہی نقشہ
نقش جب لکھتے ہین عبث احباب	کہ محبت کا اور ہی نقشہ
جیسے دیکھا ہی تجھکو آئینہ رو	اپنی حیرت کا اور ہی نقشہ
کھینچے صورت نہ اسکی صورت گر	اسکی صورت کا اور ہی نقشہ
کرے جراح چارہ کس کس کا	ہر جراحت کا اور ہی نقشہ

اے ظفر ہی جہان مین خالق کہان
ابتو خلقت کا اور ہی نقشہ

کھینچا عجب ترے روے جبین کا ہی نقشہ	وہ مہر کا ہی یہ ماہ مبین کا ہی نقشہ

دیگر

پھرتا آوارہ ہون پیچھے کسی ہرجائی کے
ٹھہرے کس طرح ظفر میرا قدم ایک جگہہ

قلم سے خالی نہ نوک قلم نکال کے لکھ
جگر سے آہ دلا و سہدم نکال کے لکھ

جواب نامہ ہمارا ہمارے قاصد پر
نہ انکھین غصے سوا ہی پر ستم نکال کے لکھ

لگائے دلکو وہی جیا وہ تمہارے جانسے ہاتھ
کفن پہ میرے یہ تو میرا دم نکال کے لکھ

کبھی تو رقعہ طلب مین مری خدا کے لیے
کوئی ملاپ کا رستہ صنم نکال کے لکھ

کسے ہی کون کہ خط اوسکو تو نہ لکھوا یدل
پر اپنا حد سے نہ باہر قدم نکال کے لکھ

طبیب میرے لیے بھی کتاب مین سے تو
کوئی تو نسخہ آزار غم نکال کے لکھ

پڑھے وہ دلبر تو خط ظفر خوشی سے خط
کچھ ایسی تو نئی طرز رقم نکال کے لکھ

اوسکے کوچے مین کہان ایسے ٹھکانے کی جگہہ
کہ جہان ہمکو ملے آنکھ ملانے کی جگہہ

آئینہ کو تم اگر منہہ نہ چڑھاؤ اپنے
تو نہو اسکو کہین منہہ بھی دکھانے کی جگہہ

نقش پر آب ہی ہستی کی نہین کچھ بنیاد
اے حباب اسپہ کہان گھر کے بنانے کی جگہہ

دل پہ گر زخم نہو کوئی تو کیا ہو معلوم
کہ یہ ہے ناوک جانانکی نشانے کی جگہہ

کیا کرین جائین اگر آپ نہ ہم یار کے گھر
گھر مین جب اپنے نہو اوسکے بلانے کی جگہہ

تجھے اے شمع ہوا سر کے کٹانے مین فروغ
ہجائے شادی ہے نہین اشک بہانے کی جگہہ

دیگر

عالم ہستی مین پردہ دیکھا کب آئینہ

[illegible]

جنس دنیا کو نظر نفع تجارت سے نہ دیکھ

[illegible]

ابھی بھی ہین سر بفلک ہمکو حقارت سے نہ دیکھ

دیکھ نور و شنی دیدۂ باطن سے ظفر

چشم ظاہر کی او سے نور بصارت سے نہ دیکھ

دیگر

سینہ پہ دھر کے دیکھو ذرا ایکبار ہاتھ

پہ طالب ہے کہ اوچھا ہے دل چار چار ہاتھ

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

دور سے بھی جسکی صورت دیکھنے پائے نہ ہم	یہ تماشا ہی کہ ہو اُسکا مقرب آئینہ

دیکھیے ہوتی ہی کیا کیا ہمکو حیرانی ظفر

منہ لگا ہی اُسکا ہی پیکر سے بیٹھ سب آئینہ

کب کہا مین نے کہ تو مجھکو بھی اُلفت سے نہ دیکھ	دیکھ پر میری طرف چشم عداوت سے نہ دیکھ

مطلع ثانی

جو کہ ہو تجھ سے سوا تو اُسے حسرت سے نہ دیکھ	اور جو تجھ سے ہو کم اُسکو حقارت سے نہ دیکھ
وہ تو دکھلاتا ہی ہر رنگ مین تجھکو جلوہ	خواہ تو دیکھ اُسے خواہ تو غفلت سے نہ دیکھ
دیکھ آئینہ صفت ساتھ صفائی کے ہمین	روش کینہ و آئین کدورت سے نہ دیکھ
دیکھون کیا گلشن ہستی کو کہ کہتی ہی خزان	تو بہار اسکی بہت بیٹھ کے فرصت سے نہ دیکھ
دیکھ کر تو مری تصویر ہٹا کیون لے	تجھکو بیزاری اگر ہی مری صورت سے نہ دیکھ
فال کیا دیکھتا ہی تو کہ تری فال کو	نہین حصے کی زیادہ تجھے قسمت سے نہ دیکھ
زال دنیا تجھے سو جلوے سے دکھلائے	ہی جو انمرد اگر تو اُسے رغبت سے نہ دیکھ

حسن ظفر قافیہ مصرع طرحی مین غزل

میری جانب کو ذرا چشم حقارت سے نہ دیکھ

کون کہتا ہی کہ شوخی و شرارت سے نہ دیکھ	دل کو لیکن نظر دزدی و غارت سے نہ دیکھ
دیکھ تو ہمت عالی سے بشر کا رتبہ	مرتبہ اسکا بلندی عمارت سے نہ دیکھ

[illegible]

سو ون سے رات دن بہنے لگی نم دیدہ آنکھ	کیوں لگائی ہمنے اوس سے اے دل شوریدہ آنکھ
بین بھی دیکھنے پائے نہ اُس بیہوش کو ہم	کھل گئی یکبارگی اے طالع خوابیدہ آنکھ
ے دل کو چرا کر رہ گئے سب دیکھتے	کیا بلا ہے دزد اے کافر تری دزدیدہ آنکھ
ہے رنجش کے سوا ہے کیا لڑائی میں جھول	تجھسے لڑ کر دلکو کرتی ہے مری رنجیدہ آنکھ
یسے نافہموں کو دنیا اپنے دکھلایا کرے	دیکھتے ہیں کب اُٹھا کر مردم سنجیدہ آنکھ
ہتا ہے شوق نظارہ مرا اے نامہ بر	خط کے سر نامے پہ جا بے مہر ہو چسپیدہ آنکھ
دل شامت زدہ یہ حلقہ مو مت سمجھ	تجھکو دکھلاتا ہے اُسکا طرہ پیچیدہ آنکھ
ی تجھکو نہ لگ جائے نظر ڈرتا ہے جی	ڈالتا ہے تجھ پہ مثل مردم نادیدہ آنکھ

اللہ اللہ جلوہ حسن و جمال فخر دین
ہو ادھی پر اے ظفر گردیدہ دل گرویدہ آنکھ

ردیف الیاء التحتانیہ

سے پا جو تری دیکھ اے صنم لیتے	تو پائیں باغ میں جھک جھک کے گل قدم لیتے

مطلع ثانی

وہ نام ہمارا نہ دمبدم لیتے	تو اُنکا کیا یہ نہیں مطلب سمجھ نہ ہم لیتے
وان ہیں کہ چڑھتا ہے اُنکا ضعف سے دم	جو سانس بھی ہیں تجھکے مریض غم لیتے

جواب بات ہیں میں جو
دیگر
نکل لب اس تری شیرین ادائی میں
جو ہیں وہ اب ... عشق ... زبان ... میں گرمی
خدا ہی جانے ... جدائی میں گرمی

باتیں بناتا حسن کی آرائی سے وہ سراپا کرم
سوا ہے شیخ کے گوری کلائی میں گرمی
یہ ظلم و مہر وفا میں تو ہیں نہایت سرد
الٰہی کس لیئے ہیں کیوں بیوفائی میں گرمی
لگی ہے جسم میں جان کو اسکے رشک سے آگ
بلا ہے شوخ کے دست حنائی میں گرمی
نہیں ہے جا بجا ... جدائی میں گرمی

دیگر
ساتھ ہیں یوں ... آدمی
وہ خدا جانے ... آدمی
ناخدا ... آدمی
جام جم سے آدمی

دلربائی جانے کو چلی کیسے راہ وفا [illegible] منزل ہی
کیا بنی رستہ میں [illegible] پاس [illegible] آ [illegible] ہی
[illegible] حسن کی تا [illegible] محفل ہی
شمع جو محفل میں ایسی [illegible]
کھینچی تصویر [illegible] جسم [illegible] قاتل ہی
خون زقاتلان چشم جانان پھر [illegible] ساحل میں [illegible]
تھی ہوس [illegible] فاتحہ ای غافل ہی
گرمی الفت [illegible] تیغ نگاہ یار سے
تو الہی [illegible] دم بسمل ہی
بجھی تھی وہ دم [illegible]
بات میں آئی نہ کوئی آہ [illegible]
پھر بھی وہ ہی کہ جو تقدیر کا نشاں ہی

دیگر

ساتھ جو مدت میں کبھی وصل کی صورت بنی
تو [illegible] آگئی بیچ میں صحبت بنی
دوست اس جان جہان کا [illegible] بنی
تو مری دشمن جان [illegible] فلقت بنی

[illegible]

کیا زمین دلکش ہی کوچہ کی تری اٹھے نہ پھر	جو مثال نقش پا وان بیٹھے جم کے آدمی
دام ہی اسواسطے ہون جانور کہین اسیر	پھنستے ہین پھندہ مین زلف خم بخم کے آدمی
جو گیا پھر کر نہ آیا اور کس سے پوچھیے	رہتے ہین کس حال مین ملک عدم کے آدمی
ہی عبث کوشش فروغ انساں کا ہی قسمت ہاتھ	جب تلک طالع نہ چمکا کے نہ چمکے آدمی
ای پریرو ہو اگر آگاہ تو آجاے پھر	کیون فریبو نہین تیرے قول و قسم کے آدمی

عشق کا کب بوجھ اٹھتا ہی فرشتون سے ظفر
ہین اٹھانے والے اس بار الم کے آدمی

شوخ چشمے خوش نگاہے بیوفائے بدگمانے	دل فریبے دل نوازے دلربائے دلستانے
مست نازے فتنہ سازے تندخوئے جنگ جوئے	ظلم کیشے ظلم کوشے ظلم خواہے ظلم رانے
کج کلاہے کج ادائے پرفریبے پردغائے	بد طریقے بدشعارے بدمزاجے بدزبانے
چشم میگون میفروشے پرنگاہے بادہ نوشے	خط عارض سبزہ زارے روئے گلگون گلستانے
خوش نگارے خوبروے بذلہ سنجے نغز گوئے	ہوشیارے حرف گیرے نکتہ چینے نکتہ دانے
خودپرستے خودنمائے خودپسندے خودستائے	خودسرے ناآشنائے سرکشے نامہربانے

ہم ظفر ہین آسپہ مفتون خوار و رسوا زار و محزون
وہ یہ مانے یا نمانے وہ یہ جانے یا نجانے

کیا کہون گر یہ جو کچھ چشم پر آہ دل ہی	دیکھنے سے ہاتھ دھوئے یہ بڑی مشکل ہی

[illegible]

دیگر

[illegible] بیاں ناکی
[illegible] منزل بیا دانہ بیا ہی
مطلع ثانی
[illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

چھوٹے دل سے تازہ تازہ طرز تنگ افشانی	رہ الفت میں ہی روز ایک نیا دانہ نیا پانی
ماہیں نے نہ کھینچی اس زلف کی تصویر کھینچے گا	نہانی بات مانی نے مری آخر کو چھین مانی
سے سر باز کو وہ دن ہو کہ عید قربان سے	کرے جس روز تو قربان اسے مانند قربانی
دکھا دیتا جو حسن اپنا وہ طلعت گر زلیخا کو	تو اسکو خواب ہو جاتا جمال ماہ کنعانی
پریشان شکن زلف یار ہو ہر سطر کاغذ پر	جو کچھ لکھوں میں اپنے دل کا احوال پریشانی
شکل کے اس صورت کدہ میں تونے کیا دیکھا	کہ اتنی صورتوں میں جسنے ایک صورت نہ پہچانی
ی جاتی ہے اسمیں پیش تدبیر اے خرد بیشہ	نوشتہ ہے جو پیشانی میں ہو وہی کار پیشانی

ظفر اس عالم تصویر کی صورت کو جب دیکھا
ہوئی صورتگروں کو صورت تصویر حیرانی

محبت ان بتوں سے گر اتنی فزا بنے	واللہ اعلم اپنے دل و جان پہ کیا بنے
جاہی ادا سے کہ زندگی نہ کس پہ بخش	باد چمن میں جو رہو باد صبا بنے
رسہ تھے ہمنے آنکھوں میں ان کی لگا دیا	پر ذرہ ہی یہ کہ اور نہ کچھ طوطیا بنے
ان رات بیٹھے ہیں سر سرکشی سے کیوں	کیا نہ فلک یہ حق میں مرے آسیا بنے
ی ظالم کشش کیا وہ بچے جسکے واسطے	تیر نگاہ ہم سر تیر قضا بنے
ود جگر سے میرے ہی اے آہ کیا عجب	زیر فلک جو اور فلک دوسرا بنے

[illegible]

[illegible]

کھون سو بار دل کو مین اگر مانے کہا میرا جو زخمی ہو تیغ عشق کا اسکو صبر ہے	جو ملنے ہی نہین تو پر کہو کسکی بلا کھوئے لب ہر زخم سے قاتل کو اپنے مرحبا کھوئے

ستارون کی طرح سے تو بھی کاٹے رات آنکھون مین
ظفر اپنی کہانی تجھ سے گر اس مہ لقا کہوئے

نہ تو پی بنگ کبھی ہمنے نہ بیہوش ہوئے	سبزہ رنگون کی نگاہون ہی سے بیہوش ہوئے
اٹھ گیا کون سا اس بزم سے میکش ساقی	جسکے ماتم مین یہ بادل مین سیہ پوش ہوئے
عہد و پیمان تجھے سے ساتھ ہمارے کیا کیا	ہو گیا کیا کہ جو سب تمکو فراموش ہوئے
دل گرفتہ کوئی کیا مجھ سا چمن مین آیا	کہ جسے غنچہ اگل دیکھ کے خاموش ہوئے
گئے آغوش لحد مین ہم اسی حسرت سے	کہ کبھی ہمسے نہ تم آکے ہم آغوش ہوئے
گئے اس منزل ہستی سے با آرام وہی	جو کہ بار غم دنیا سے سبکدوش ہوئے

نکلے اشک آنکھو سے اور سینہ سے فر کے نالے
دل مین پیدا جو محبت سے کے ظفر جوش ہوئے

جب سنی بات تری رشک قمر اور سنی	شام کو اور سنی وقت سحر اور سنی
نہ سنا ہمنے کسی بات پہ حرف تحسین	منہ سے گالی ترے ہان کوئی مگر اور سنی
نہین تحقیق کہ ہی کیا ترے بیمار کا حال	کل خبر اور سنی آج خبر اور سنی
دیکھیے حال جو ہوتا مگر اُس ظالم نے	اک ذرا میری نہ فریاد جگر اور سنی

مطلع ثانی

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

[illegible]

تری تیغ نگہ کے سامنے ہی کون آسکتا	وہی آویگا قاتل موت جسکی آئی ہوئی گی
جو اتنا گرم ہو کر آج تو ای شعلہ خو آیا	ہوا آخر ہوں میں تیرے آگ کچھ بھڑکائی ہوئی گی
سبب غافل نہ پوچھ آتش دبے مجبو تجال آئیگا	چلیں پڑ دیکھ کر تیرے زمیں تھرائی ہوئی گی
عدو کے ہاتھ سے گر ساغر وہاں پیئے گا تو	تو میں سمجھوں یہاں کہ تم نے بھی افیون کھائی ہوئی گی

دکھاتا ہی رہیگا وہ تو اپنے ہر طرح جلوہ
ظفر دیکھے گا پردہ ہی جسے بینائی ہووے گی

زیادہ غیر سے جس دم ترے تپاک ہوئے	ہم آتش تب حسرت سے جل کے خاک ہوئے
تمھاری موج تبسم کے ایک خنجر سے	ہزاروں غنچے گلستاں میں سینہ چاک ہوئے
خدا ہی جانے کہ میں دل بتو نکلے کیا بیتقصر	کہ تجھ سے ہوم نہ ای آہ دردناک ہوئے
لگی ہی مئی انگور سے جو اپنی تاک	تو بعد مرگ بھی ہم دفن زیر تاک ہوئے
عجب طرح کا طبیبو مرض یہ ہی مہلک	کہ جو مریض محبت ہوئے ہلاک ہوئے
جنھوں کے دل رہے آلودگی میں دنیا کے	ہوئی طہارت ظاہر تو کیا وہ پاک ہوئے

پڑے رہے تھے عشق میں فرہاد و قیس مرد نبرد
گریز پا وہ ظفر سنکے تیری دھاک ہوئے

ملائے خاک میں گر وہ ستم شعار مجھے	بلا سے سمجھے مگر اپنا خاکسار مجھے
وہ گرچہ دشمن صبر و قرار ہی لیکن	نہ دیکھوں جب تلک اسکو نہیں قرار مجھے

[illegible]

[illegible]

فلک پر ماہ گرچہ آنکھ چمکاتا پھرتا ہی
مگر اس مہ جبین کے گرد چکر کھاتا پھرتا ہی

خبر ہی یا نہین تجکو کہ ہر شب تیرے کوچے مین
کوئی دیوار و در سے اپنا سر ٹکراتا پھرتا ہی

بہانے سے صبا گلگشت کے وہ غیرت گلشن
بہار اپنی گلوں کو باغ مین دکھلاتا پھرتا ہی

نہین اپنی خبر بھی مجکو اور وہ یہ کہتا ہی
خبر یانکی یہی تو جا بجا پہنچاتا پھرتا ہی

قیامت قتل گہ مین کیونکہ ای قاتل نہ برپا ہو
کہ لاشین اپنے مقتولوں کی تو ٹھکراتا پھرتا ہی

ترے کوچے کو ای رشک چمن گلزار کر دیکھا
کہ عاشق چشم تر سے اپنے خون برساتا پھرتا ہی

تسلی دے رہی کیا مجکو ابھی ہی وہ جو آتا ہی
تو میری طرح تو بھی ہمنشین گھبراتا پھرتا ہی

لگایا عطر تو نے غیر کو یان ہمنے بو پائی
وہ تیری اس لگاوٹ پر بہت اتراتا پھرتا ہی

نہین دل یار سے پھرتا اگرچہ ناصح مشفق
سمجھے ہی سا تو پھر او مجھے سمجھاتا پھرتا ہی

بلا ہی فتنہ گر ہی شوخ چشم سرمہ سا تیری
کہ جسکی دیکھ کر گردش فلک چکراتا پھرتا ہی

الجھ کر پھر سلجھنا دیکھو اس کافر کا ہی مشکل
ظفر زلف بتان مین دل کو کیوں الجھاتا پھرتا ہی

اشک خون بہہ کر جو مژگان تر سے تھے چلے
سیکڑون نالے مرے خون جگر سے تھے چلے

خط مرا پہونچا رسید آئی مگر ہی یہ خطر
ذکر کچھ بے ڈھب مگر وہ ان نامہ بر سے تھے چلے

گر کسیکے قتل پر تمنے کمر باندھی نہ تھی
باندھ کر تلوار کیون اپنی کمر سے تھے چلے

کو نچے کٹواتے اگر اس کوچے مین رکھتے قدم
سر کٹانے کی ہوس تھی ہم جو گھر سے تھے چلے

[illegible]

قاتل اگر پھنسے ترے عاشق کا فرغ جان
دنیا کی بہانے چھٹتی نہیں کیا کریں حریف

تیرے ہی دام جوہر شمشیر میں پھنسے
شل مگس ہیں یہ شکر و شیر میں پھنسے

رہتے ہو اب جو فکر و تردد سے اتنے تنگ
تم اے ظفر ہو کون سی تدبیر میں پھنسے

گوش پر کیسے سر زلف ہے ہر فن یہ ہی
نرم ہوتا ہی نہیں دل ہے کافر تیرا
نخل سر وا سنے جو دیکھا مری بالین پر کہا
دم گلشت نہیں سا تھ جو وہ گلشن میں
مہ کو اور یار کے رخسار کو دیکھو یارو
کہتے ہیں منزل دنیا جسے گھر اسکو نہ جان

سانپ بانبی سے نکلے ہوئے گردن یہ ہی
کوئی پتھر ہی خدا جانے کہ آہن یہ ہی
کشتۂ قد کا مرے دیکھو مدفن یہ ہی
تو بھر واسطے گلشن بنا گلخن یہ ہی
چشم انصاف سے تم وہ ہی کہ روشن یہ ہی
فکر کر خانۂ عقبیٰ کا کہ مسکن یہ ہی

دوست اس دل کو سمجھتا تھا ظفر میں اپنا
اب جو دیکھا تو مری جان کا دشمن یہ ہی

خیال اپنا او ہو پہونچا بصد تدبیر مشکل سے
رہے ہی ہجر کی شب یہ ہجوم رنج و غم دل میں
ہزاروں طرح کے ہیں پیچ اس کی زلف پیچاں میں
جو دیکھیں خط کا عالم مصحف رخسار پر تیرے

کھنچی کلک تصور سے بھی وہ تصویر مشکل سے
کہ نکلے ہی ہمارا نالۂ شبگیر مشکل سے
بنائی یہ کسی صناع نے زنجیر مشکل سے
مفسر پھر لکھیں قرآن کی تفسیر مشکل سے

مطلع ثانی

مطلع ثانی

[illegible]

ویلہ

[illegible]

ہاتھ آئے جو عاشق کو ترے دولت کونین
یکمشت گھٹائے اسے یکمشت اٹھائے

اس قاتل سفاک نے آفاق مین کیا کیا
ہنگامے نہ ہنگام زد و کشت اٹھائے

انگشت نما ضعف سے ہون مثل مہ نو
اک خلق ہی میری طرف انگشت اٹھائے

اے دل تری بس دیکھی رفاقت کہ ابھی سے
تو نے تو قدم اتنے مین چل مشت اٹھائے

تھا موتیون کا ڈھیر جو اشکون سے ہمارے
نیسان نے انہین سے کئی مشت اٹھائے

جو بار امانت کہ ہی انسان نے اٹھایا
کیا تاب فلک کو کہ یہ نہ پشت اٹھائے

اسلام عجم مین ظفر آیا تھا عرب سے
اسواسطے تا مذہب زرتشت اٹھائے

روئے کب آ ہونگے کب اپنے آنسو پی گئے
کب بہا چشمون سے پانی اور کب آہو پی گئے

مطلع ثانی

خون مرا کیون اُس بت کافر کے گیسو پی گئے
کچھ یہ گنگا جل نہ تھا جو اسکو ہندو پی گئے

ایکدو ساغر سے کیا ہوتا ہی ہم تو خم کے خم
بیٹھکر ساقی کے سب انو بزانو پی گئے

بوسہ ابرو جو مانگا آگیا غصہ انھین
پر وہ کچھ تھوڑی سی ہو کر چین برابرو پی گئے

ہاتھ سے گر غیر کے تو نے پیا جام شراب
ہم پیالہ زہر کا سن لیجو تو پی گئے

تیری آب تیغ ہی عشاق کو آب حیات
جی گئے وہ اسکو جو ای عربدہ جو پی گئے

بے نشہ تو ایکدن بھی ہم نہ ای ساقی رہے
می نہین تو بنگ ہی دو چار چلو پی گئے

[illegible]

...ب سے خون شفق مین غرق ہی کیون ہو ...یا دے بھر کے تو جام شراب آتشین	دیکھ پایا کیا کہین تیر البِ پان خوردہ ہی اب بہی میرا علاج خاطر افسردہ ہی

رکھ دیا سر زیر تیغ یار تو نے ای ظفر
آفرین شاباش تیرا واہ کیا دل گردہ ہی

...ندہ ای بت بہم تیرے در سے پھرے ...تو پھیرے جو مجھ سے تو پھر گلے پہ مرے ...ا فران عدم کا کھلا نہ حال افسوس ...ہے جو مشہو پہ دم گریہ ابر دریا بار ...پھن صائب زر ہو ہزار چون خورشید ...پھرتے عہد محبت سے وہ کبھی لیکن ...ون پھیرے کوئی عمر رفتہ کو کیونکر ...پھیرے چشم سے منہ یا غضب سے پھیرے آنکھ	ترا مریض محبت خدا کے گھر سے پھرے نہ کیونکہ خنجر بران تری نظر سے پھرے کہ جو ادھر سے گئے پھر نہ وہ ادھر سے پھرے بہا بہا وہ مرے اشک چشم تر سے پھرے مگر تلاش ہی مین شام تک سحر سے پھرے ہمارے طالع برگشتہ کے اثر سے پھرے کہ وہ نہ علم و ہنر اور نہ زور و زر سے پھرے نگہ نہ دل کبھی اُس شوخ عشوہ گر سے پھرے

تمھاری بات کا کیا کوئی اعتبار کرے
کہ قول دیکھے کئی بار تم ظفر سے پھرے

...بلوہ کسکا مثل آفتاب آنکھون کے آگے ہی ...مو مین تحریر رشک گل دکتابی سے کے	وفور اشک سے جو ایک حباب آنکھون کے آگے ہی ہمیشہ اک گلستان کی کتاب آنکھون کے آگے ہی

ظفر اُس چشمِ وحشی مین نہین تحریر سرمہ کی
اِس آہو کے گلے مین پالہنگ لاجوردی ہی

عیش سے گذری کہ غم کے ساتھ اچھی بنھ گئی
بنھ گئی جو اُس صنم کے ساتھ اچھی بنھ

دوستی اُس دشمنِ جان سے نباہی تو سہی
گو نبھی ظلم و ستم کے ساتھ اچھی بنھ

خوب گذری گرچہ اوروں کی نشاطِ عیش مین
اپنی بھی رنج و الم کے ساتھ اچھی بنھ

ہمکو تھا منظور اپنی خاکساری کا نباہ
بارے اُس خاکِ قدم کے ساتھ اچھی بنھ

جو زبان پر آ گئی آیا دل پہ نقش اُسنے کیا
لوح کی صحبت قلم کے ساتھ اچھی بنھ

بوئے گل کیا رہ گئی گل نے رہ کر کیا کیا
وہ نسیمِ صبحدم کے ساتھ اچھی بنھ

شکرِ صد شکر اپنے منہ سے جو نکالی ہم نے بات
ای ظفر اُسکے کرم کے ساتھ اچھی بنھ گئی

خط مین بہت سی اُسنے پیان و جنین لکھی
ہر بات اک جنی ہوئی اب تک نہین لکھ

گر درج اُس حسین کی خوبی نے حسن کی
کیا خوب خط خوب سے خمین جبین لک

ثابت ہو جب خطا مری اور ہاتھ ہون قلم
خط مین اگر ہو مین نے شکایت کہین

ہوتا اسیکا صفحۂ ہستی پہ ہی ظہور
جو کچھ کہ سر نوشت مین مثلِ نگین

میری دوا تو شربتِ دیدارِ یار ہی
نسخہ مین کیون طبیب نے سرکا نگین

لکھا جو اُسنے خط مین کسو کے مجھے سلام
سو بندگی رقیب کو بھی ہمنشین لک

مطلع ثانی

مطلع ثالث

جلد دوم دیوان ظفر

ہم سوا تیرے نہیں کچھ اور حاشا دیکھئے
اس تماشا گاہ میں ہیں یہ تماشا دیکھئے

...نے مار اُس کا ای ظالم تیرے کوچہ میں ہم
ہیں بنا آج ایک خون آلودہ لاشا دیکھئے

...جوش وحشت اپنا دکھلاتے اگر مجنوں کو ہم
بھاگتا صحرا سے وہ کیا یہ تماشا دیکھئے

...یار دُس نوخط کی تم مشق ستم مثل قلم
سر ہمارا اُس نے تھا جسم تراشا دیکھئے

ای ظفر جس شے کو بتلاتے ہیں پیر ابوالفضول
پاس اُن کے ہم نہیں دو نیم ماشا دیکھئے

صورت جسے اُس یار نے دکھلائی نہو گی
چشم اُسکی جو ہو گی کبھی تو بینائی نہو گی

گر آہ و فغاں ضبط کریگا دل بے تاب
ہوگا ہمیں یہ فائدہ رسوائی نہو گی

ہوگی نہ تری چشم کے بیمار کو صحت
جب تک کہ ترے لب سے مسیحائی نہو گی

افسانۂ غم جس نے سنا ہوگا ہمارا
اک لحظہ اُسے رات کو نیند آئی نہو گی

ہو وینگے بہت باغ میں شمشاد و صنوبر
ای سرو رواں تیری سی رعنائی نہو گی

مٹی تجھے دینی ہے اگر کشتہ کو اپنے
جا جلد پہونچ لاش ابھی دفنائی نہو گی

اُس یار دل آزار کو دل دیکے کسی نے
راحت کبھی دنیا میں ظفر پائی نہو گی

...دان رسائی نہیں تو پھر کیا ہے
یہ جدائی نہیں تو پھر کیا ہے

...ہو ملاقات تو صفائی سے
اور صفائی نہیں تو پھر کیا ہے

[illegible]

دیگر

بوسہ لینے خال رخ کا جو تمہارے جائینگے	زلف کے ہاتھوں وہ اک نکتہ پہ مارے جائینگے

مطلع ثانی

بحر غم میں دست و پا اک عمر مارے جائینگے	اس کنارے سے کہیں جب اس کنارے جائینگے
کچھ اشارہ ہو ادھر کا جو کیا ہی ہے قصد	ہم نہیں ہیں وہ کہ اُنکے بے اشارے جائینگے
تو چلا ہی ہے یہیں پہ دیکھنا اے مہر وش	آسمان تک اپنی آہوں کے شرارے جائینگے
ہم جو ہاں سے ہونگے رخصت جائینگے ہی گو نہ	آپ پہ رخصت ہوکے جب گھر سے ہمارے جائینگے
بعد مُردن بھی زباں پر ہی ہوگا تیرا نام	جب نہیں ہے نیند کے ہم تجھکو پکارے جائینگے
آشنائی گر کرینگے تجھسے اے بحر حسن	ایک دن ہم پار دریا کے اُتارے جائینگے
کوئی حسرت تو فلک اپنی نکلنے کی نہیں	ساتھ ہی زیر زمیں ارمان ہمارے جائینگے

کل تو کہتے تھے ظفر کے گھر نہیں جائینگے پھر
آج ہیں کچھ مہربان کہتے ہیں بارے جائینگے

رخ روشن کو شاعر جب سے خورشید باندھینگے	جبیں کو ماہ دُر گوش کو ناہید باندھینگے

مطلع ثانی

ادھر ہم نکلی اپنی جو وقت دید باندھینگے	عدو کیا جانے کیا کیا دیکھ کر تمہید باندھینگے
کمر اس بے گنہ کے قتل پر باندھینگے اگر	تو وہ اے دوست تیری باعث تاکید باندھینگے
نہ پھیرینگے کبھی منہ ہم رہ فنا ہرگز	وہ جسدم سیدھ سوئے عالم جاوید باندھینگے

[illegible]

گاہ خوشی ہین گاہ خفا ہین گاہ مکدر گاہ صفا

گاہ جدا ہین گاہ بہم یہ کسکے ہوئے اور کسکے ہونگے

کرتے ہین بظاہر لطف و عنایت منھ سے کہے ہین یہ میٹھے نہایت

دل مین بھرا ہی انکے ستم یہ کسکے ہوئے اور کسکے ہو نگے

قول و قسم سب انکے غلط ہین اپنی غرض کے یار فقط ہین

جانتے ہین خوب انکو ہم یہ کسکے ہوئے اور کسکے ہو نگے

کتنے ہین انکے مریض ہجران مر گئے آہ بغیر از درمان

چارہ ساز عیسی دم یہ کسکے ہوئے اور کسکے ہو نگے

کس سے انھون نے مہر و وفا کی جس سے لیا دل اس سے دغا کی

ایسے ہو کیا امید کرم یہ کسکے ہوئے اور کسکے ہو نگے

انکو کسکا پاس محبت یہ کیا جانے طرز و رسم

انکی نہ بھریے چاہ کا دم یہ کسکے ہوئے اور کسکے ہونگے

کشتہ اگر ہو تیغ جفا سے کوئی انھین کب انکی بلا سے

انکو ظفر ہی کسکا غم یہ کسکے ہوئے اور کسکے ہون گے

اس میکدہ مین کیا خوش بیکر شراب ہو گئے	تم ای شراب خوار و دیکھو خراب ہو گئے

مطلع ثانی

دیکھنا دل کیا قیامت پر قیامت لائیگا	لیکے محشر میں جو ہم ساتھ اس بلا کو جائینگے
قتل سے عشاق کے کس واسطے ڈرتے ہو تم	آپ سے کیا مانگنے وہ خون بہا کو جائینگے
نسخۂ اکسیر کو خاکساری سے نہ دیا	کیا غرض جو ڈھونڈھنے وہ کیمیا کو جائینگے
گل گریبان چاک کر ڈالیں گے جس دم اے صبا	وہ چمن میں کھول کر بند قبا کو جائینگے
جائینگے گر ناصح مشفق تر سمشق کے پاس	پوچھنا سمجھا کے کیا اس مبتلا کو جائینگے

هم جو کعبہ جائینگے تو وان سے ہو کر اے ظفر
پھر مدینہ کو نجف کو کربلا کو جائینگے

آئینہ سے یوں نہیں تیری آنکھ گر لگ جائیگی	دیکھنا پھر تجھکو تیری بھی نظر لگ جائیگی
آج بھی آئیگا تو یا پھر وہی کل کی طرح	پانو نہیں منصوبی تیرا اے فتنہ گر لگجائیگی
ہے پری اُس زلف کی سرکار اپنی جنس دل	گر لگا دیگا کوئی آشفتہ سر لگ جائیگی
جینے دینیکا نہیں یاں اضطراب دل مجھے	دیر گر تجکو وہاں اے نامہ بر لگ جائیگی
تم جو پوچھو گے کسی سے کوچۂ دلدار میں	ہمنشینو کچھو نکچھو دل کی خبر لگ جائیگی
کیوں لگاتے دل کسی سے ہم اگر یہ جانتے	جان کے پیچھے بلا ایک اس قدر لگ جائیگی

گر یہی ہے آہ آتشبار تو جاے شفق
خیمۂ افلاک کو آگ اے ظفر لگ جائیگی

گفتگو ہونے وہاں آٹھو پہر و لگی	دل خبردار ہو یہ آج خبر اور لگی

بن گیا اتنا تصور گر مصور دیکھنا | یار کی تصویر ایک پیش نظر بنجائیگی

دیکھو مانو دختر رز کو لگاؤ تم نہ منہہ
یہ پڑیگی جب گلے مشکل ظفر بنجاے گی

تنہا کبھی جو اُنسے ملاقات ہووے گی | باتین کبھی ہونگی اور کبھی کچھ بات ہوئیگی
مہمان بلاسے غم کو کیا واے گھر تباہ | ایسی کبھی کم کسیکی مدارات ہوئیگی
آئیگا خاک ہوکے بھی دامن تک اُسکا ہاتھ | قسمت تو اپنی ساتھ ہی ہیہات ہوئیگی
برسینگے اشک یونہین جو آنکھون سے متصل | بارہ مہینہ ملک مین برسات ہوئیگی
خط غیر کا چھپایا جو اسنے تو کھل گیا | کچھ خط کے ساتھ اور بھی سوغات ہوئیگی
ہونگے جہان مین یونتو طرحدار اور بھی | لیکن یہ چھب کہان یہ کہان گات ہوئیگی
ہوتی نصیب ہے ہی میسر شب وصال | جب تک نہ دن پھرینگے نہ وہ رات ہوئیگی
نکلینگے خانقاہ سے جس وقت پھر وہی | ہم ہونگے رند ہونگے خرابات ہوئیگی

چھپ چھپ کے رات کا نہین جانا یہ بے سبب
تمنے ظفر لگائی کہین گھات ہووے گی

صلح کی ٹھہرا ہے اب تو لڑائی ہو چکی | ہو چکی صاحب محبت آزمائی ہو چکی
دیدۂ گریہ نے نہ دھویا یار کے دل کا غبار | ہے زیادہ تر کدورت بس صفائی ہو چکی
جسطرح اے دل پھنسا تو جاکے زلف یار مین | تجکو اس دام بلا سے اب رہائی ہو چکی

جو مست سرکشی سے بہکر خراب ہون گے	مستی مین آپ ہی وہ اپنے خراب ہون گے

مطلع ثانی

گرہم فغان جو ہم ہیں پر آب ہون گے	ہو وینگے دشت دریا دریا پایاب ہون گے
گلگون اس تمہارے رخسار آتشین سے	گلشن مین گل ہزارون گل کر گلاب ہون گے
غفلت سے آنکھ تیری جسدم کھلیگی غافل	جتنے ہین یہ تماشے دنیا کے خواب ہون گے
بجھتے یہ سانس ٹھنڈی ہم سا نہ لینگے	گر جانتے وہ ہمپر گرم عتاب ہون گے
ہو سوز عشق سے وہ دل پر بہار گرمی	دیکھین گے گر نمک دل جل کر کباب ہون گے

جب سے ظفر تمہارے سبکی زبان ہی چلتی
جب تم جواب دو گے سب بے جواب ہون گے

اس نگاہ مست سے کچھ ایسی مستی لگ گئی	چھٹ گئی پرہیزگاری مے پرستی لگ گئی
گر پڑے فوارہ سرکش نہ کیونکر کر کے بل	ہے بلندی کے عزیزو ساتھ پستی لگ گئی
آگیا اس ابروے پیوستہ کا جسدم خیال	دل پہ تیرے یکبیک تیغ دو دستی لگ گئی
اک نگہ پر لے لیا ہے مول تونے میرا دل	دیکھو تیرے ہاتھ یہ کیا جنس سستی لگ گئی
کھول دی اسنے عرق افشان جو وہ زلف دراز	کیا زمین سے جھوم کر بدلی برستی لگ گئی
بھاگا مجنون دشت کو طعنہ زنی سے خلق کے	کیا کرے وہ پیچھے اسکے ساری بستی لگ گئی
اسنے ہنس ہنس کر گذاری عمر غفلت مین ظفر	مثل گل جسکو ہوائے باغ ہستی لگ گئی

مارا قاتل نے ہمین کو سب سے پہلے اے ظفر
اسکے سر بازون مین ہارے اپنی عزت رہ گئی

دھیان پر جسکے تیری زلف دوتا چڑھ جائیگی
لہر کالے کی ہے اُسکو ایک بلا چڑھ جائیگی

ہم سوال بوسہ پر چڑھتے نہ منھ گر جانتے
تیوری یون تیری اے کافر ادا چڑھ جائیگی

تو چلے گی دشت وحشت مین ہمارے ساتھ کیا
دو قدم مین سانس تیری اے صبا چڑھ جائیگی

دات اسکے آنے پہ تیرے کیا کرون تکرار مین
ضد تجھے تو اور بھی اے بے لقا چڑھ جائیگی

کھچی سکے نہین ہم خت زر کو دیکھنا
جب وہ قابو پر ہمارے ساقیا چڑھ جائیگی

زخم دل پر میرے ہی زہر کی اے چارہ گر
چڑھ چکی ہے بارہا اور بارہا چڑھ جائیگی

دیکھیو تک اپنے جو آنے کا ظفر وہ شہسوار
بادِ کے گھوڑے پہ خاک اپنی سوا چڑھ جائیگی

بروکی تیرے بات ذرا چل سکے تھم گئی
تلوار آج ہوش رہا چل کے تھم گئی

ہر جہان مین کچھ نہ چلی کشتئ حباب
تھوڑی سی دور یہ تو دلا چل کے تھم گئی

اتل چلی تھی حلق پہ میرے ذرا چھری
تو نے جو ہاتھ تھام لیا چل کے تھم گئی

دلیا چلے گی خاک کہ اندھی تھی میرے ساتھ
دشت جنون مین بادِ صبا چل کے تھم گئی

ی کچھ سبب کہ اب تلک آئی نہین اجل
یا تو ابھی چلی نہین یا چل کے تھم گئی

تن سے نکل چلی تھی مری جان ناتوان
بے بے غصائے آہ رسا چل کے تھم گئی

[illegible]

کیفیت اپنی چشم سیہ مست کی نہ پوچھ | صوفی تمام دیکھکے میخوار بن گئے
ہم نے دیا تھا دل انہیں دلدار جان کر | وہ لیکے میرے دل کو دل آزار بن گئے
اُس گل بغیر رات کو آئی نہ مجکو نیند | بستر کے تار حق میں مرے خار بن گئے
کیسی بنے گی دیکھیے کیونکر چھپے گا راز | غماز میرے دیدۂ خونبار بن گئے
بنا بگڑنا ساتھ بنا ہی زمانہ میں | دو چار گر بگڑ گئے دو چار بن گئے
یہ کیا بلا ہوئی کہ ابھی پیش چشم یار | ہم تندرست آئے تھے بیمار بن گئے
بیٹھا تھا میں سنکے اپنی طرف جنکو یار ہاں | جاتے ہی سب وہ اُسکے طرفدار بن گئے

ہشیار رہنا چاہیے یاروں سے ای ظفر
ہیں یار اس زمانہ کے عیار بن گئے

چشم غفلت اگر راہ تیری اگر کھل جائیگی | جو حقیقت ہی وہ سب ای بیخبر کھل جائیگی

مطلع ثانی

زخم سینہ کی دری ہی اگر کھل جائیگی | بند ہی وہ جو رو خون جگر کھل جائیگی
تو سمجھ دل کی گرہ ہے نہ غنچہ کی گرہ | تجھ سے یہ کس طرح ای باد سحر کھل جائیگی
چشم مہر و ماہ میں ہو جائیگا عالم سیاہ | زلف مشکین جب تیری رخسار پر کھل جائیگی
گر یہی رونا رہا تیرا تو آخر دل کی بات | غیر کی چشموں پہ سب ای چشم تر کھل جائیگی
نامہ بر اسکو نہ لکھتا خط جو میں یہ جانتا | خط کے کھلنے سے خبر وان پیشتر کھل جائیگی

[illegible]

مانگ کیا میٹھا سنو آ کے گلے لگ جا مرے
رات باقی ای بت بے پیر آدھی رہ گئی

آ کے آدھی دور میرے گھر سے کیوں وہ پھر گئے
کیا کشش میں دل کی اب تاثیر آدھی رہ گئی

نامہ بر جلدی میں تیرے وہ جو تھی مطلب کی بات
خط میں آدھی ہو سکی تحریر آدھی رہ گئی

پاس میرے وہ جو آئے تھے تو بعد از نصف شب
نکلی آدھی حسرت ای تقدیر آدھی رہ گئی

دل لگانے کی ساری خرابی سے گیا مجکو ظفر
دان کے جانے میں مری توقیر آدھی رہ گئی

لیا خر و بدخواہ کیا تدبیر دشمن بن گئی
میرے حق میں تو میری تقدیر دشمن بن گئی

پڑ رہے پیر ز ہوتے کیوں اسکے جو لیجاتا یہ خط
میرے قاصد کی مری تحریر دشمن بن گئی

زلف مشکیں باندھتی ہے دل کی مشکیں کس لیے
کیا خطا کیا جرم بے تقصیر دشمن بن گئی

میں اگر یہ جانتا تجھ سے نکرتا دوستی
خلق میری ای بت بے پیر دشمن بن گئی

جانتا ہو نہیں پیے گی یہ مقرر میرا خون
میری ای قاتل تیری شمشیر دشمن بن گئی

ورنہ کہتا حال اپنا کیوں وہ ہوتا خشم ناک
میری ای یارو میری تقدیر دشمن بن گئی

ای ظفر اس وقت میں عزت ہے ذلت کا سبب
صاحب توقیر کی توقیر دشمن بن گئی

کبھی منہ سے نہ انکا نام یارو ہم نکالیں گے
ہم ان سے کام اپنے سب اشارو میں نکالیں گے

نہیں کھلتا دل اپنا صوفیو میں اکدن چل کر
زمیں ہم دل کی اپنے بادہ خوارو میں نکالیں گے

چڑھ جائیں نظر اپنی گر اُسکے دُر دندان — اشکون کی طرح گوہر آنکھون سے گرا دیجے

جب جان سے ساتھ اپنی جائے یہ رفیق اپنا — کیونکر غم جاناں کو پھر دل مین بٹھا دیجے

نرگس کو بہت تمسے ہی دعوی ہم چشمی — یکبار اسے آنکھیں گلشن مین دکھا دیجے

صورت سے دکھانے مین اُٹھتا ہی اگر پردہ — تو پردہ ہی مین اپنی آواز سنا دیجے

پھر کانے سے غیر دل کے تم آگ نہو پھر — گر ہمکو جلاتا ہی تو یون نہین جلا دیجے

زخمون پہ مرے دل کے کیجے نمک افشانی — الفت کا مزا اُسکو ہان کچھ تو چکھا دیجے

تو بھی نہ ہلے ہرگز وہ غیر کے پہلو سے — نالون سے ظفر اپنے گر عرش ہلا دیجے

کب تصور سے تری تصویر بن دیکھے کھچے — پر محبت مین ہی یہ تاثیر بن دیکھے کھچے

کھچتے ہین اُس سے کہ جسکی دیکھنے مین کچھ خطا — مجھ سے کیا جانے وہ کیون تقصیر بن دیکھے کھچے

صورت اپنی وہ جو دکھلادے تو پھر کیا حال ہو — جسپہ یارون مین ہم شمشیر بن دیکھے کھچے

قصر جنت جسکو کہتے ہین وہ ہی ای حور وش — تیرے گھر کے نقشۂ تعمیر بن دیکھے کھچے

دیکھکر اسکو نہو جان کے دینے مین دیر — کچھ کچھ عرصہ تو ای تقدیر بن دیکھے کھچے

صید دل میرا کماندارون نے دیکھا بھی نہین — ہین کمانون مین ہزارون تیر بن دیکھے کھچے

دیکھکر ذلت جو کھینچا ہاتھ دنیا سے تو کیا — ای ظفر کچھ ایسی ہو تدبیر بن دیکھے کھچے

بجنے جہان مین اپنی رسوائی کے نقارے | محبت مین تری نوبت یہ ای بیدادگر پہونچی
ری خاک اُس کو جیمین جو تونے زہنے دی | تجھے تکلیف تھی کیا اُس سے ای باد سحر پہونچی
ھی پہونچانہ جاتا آنسووں سے میرے دامن تک | مدد جانب سے خون دل کی پر ای چشم تر پہونچی
ئی اُس مہروش کو حال سے میرے نہ آگاہی | اگرچہ آسمان پر میری فریاد جگر پہونچی

غم دوری ہی پاس اپنے نشانی اُنکی کافی ہی
نہ چھلا نہ انگوٹھی چاہیے زاہی ظفر پہونچی

کام سے آخر یہ نظر پہلے ہی پہونچی | عقل اپنی جدھر پہونچی اُدھر پہلے ہی پہونچا
کوئی فرشتہ سمجھا اپنا تصور | قاصد بھی نہ پہونچا کہ خبر پہلے ہی پہونچا
ن خاک اُڑائی ہی کہ اس خاک بسر کی | وہان خاک تو ای باد سحر پہلے ہی پہونچی
ل ہی سے اُسکے لب شیرین پہ بنا خال | مکھی یہ سر تنگ شکر پہلے ہی پہونچی
نہ وہ ہی کشش ابھی گلشن مین کہ نرگس | ہاتھون ایک کاسہ تر پہلے ہی پہونچی
نچا ہے ہی اب دیدۂ تر تشنک سے پانی | ہی آتش دل تا بجگر پہلے ہی پہونچی

پہونچے سر منزل جو کئی راہ رو عشق
تقدیر مجھے لیکے ظفر پہلے ہی پہونچی

ل اور ہم اک عمر ہر کہین پہونچے | جہان سے آئے تھے آخر کو پھر وہین پہونچے

مطلع ثانی

مطلع ثانی

[illegible]

تماشا اور ہی کچھ ہمنے دیکھا ساغر دل مین
ظفر کیا دخل کیفیت کو اُسکی جام جم ہو یکے

مکدر ہو جیے کیون اور صفائی سوچکر کیجے
اگر پہلے ہی اُن سے آشنائی سوچکر کیجے

نہو قدرت خدا کی جس مین کوئی بن جانے تپیا
صنم خانہ مین پر سیر خدائی سوچکر کیجے

کیے سیدھے ہزارون تیر ٹیڑھے بانکے چرخ کر کے
اگر کیجے بیان کچھ کج ادائی سوچکر کیجے

کہان پرواز کی طاقت نہین ہین بال و پر ثابت
قفس مین کیا تمنائے رہائی سوچکر کیجے

گرہ زلفون کی اپنی کھولتے مین اُنسے کہتے ہے
مرے دل کی بھی کچھ عقدہ کشائی سوچکر کیجے

لگایا پانو کو جو ہاتھ تو جھنجلا کے یون بولے
کہ ہاتھ اودھر کے بھی ہین ہاتھا پائی سوچکر کیجے

نہین ہی بے تامل خوب کوئی کام دنیا مین
ظفر کیجے بھلائی یا برائی سوچکر کیجے

دل پر بلائے زلف گرہ گیر ڈال دی
تو نے مصیبت ای مری تقدیر ڈال دی

جب و بروہ آئے تو پانے نگاہ مین
موج سرشک چشم نے زنجیر ڈال دی

اپنی بھوین بنا کے دکھائین جو یار نے
شمشیر گر نے ہاتھ سے شمشیر ڈال دی

لکھا جو ہمنے اپنی سر افگندگی کا حال
گردن قلم نے بھی دم تحریر ڈال دی

جب ہم سمجھ گئے کہ ہی تقدیر کیمیا
دریا مین ہمنے جتنی تھی اکسیر ڈال دی

جون مہر و مہ بہم ہو کے ویار گرد و رونا
تو نے جدائی ای فلک پیر ڈال دی

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

[illegible] ڈال دی

[illegible]

دیگر

[illegible]

کم ہوئی جب آتش دل کی بھڑک اُس چشم نے	جنبش مژگاں سے دو پنکھے برابر جھل دیے
توڑ کر زنجیر ہمکو جوش وحشت نے کہا	جا اور رہنے کو تمھارے ہمنے اب جنگل دیے
شعلہ ساں دیں ہیں اسی نے ہمکو بھی بیتابیاں	جسنے مثل برق ہیں اُس شوخ کو چنچل دیے

اب وہ مانگے گا تو کیا دوگے اُسے تم اے ظفر
دین و ایمان جان و دل تو آپ نے اول دیے

چٹک کے غنچہ جو تیرے جواب منھ پر دے	طمانچہ اُسکے صبا اک شتاب منھ پر دے
بُرا بھلا نہ کہے پیٹھ پیچھے ہم خوش ہیں	وہ گالیاں ہمیں گر بے حساب منھ پر دے
چمن میں جل کے سرے شاخ سنبل پیچاں	وہ اپنی زلف کو گر پیچ و تاب منھ پر دے
یہ زندگی ہے تری خواب کیا عجب غافل	سفید ریش جو تعبیر خواب منھ پر دے
کھلے نہ راز محبت جو مہر خاموشی	لگا یہ عاشق پر اضطراب منھ پر دے
لگا دے گر نہ ہمارے منھ سے جام مے ساقی	بلا سے تھوڑی سی پیکا شراب منھ پر دے

ظفر ہو دامن شب پردۂ رخ خورشید
جو کھول اپنی وہ مشکیں نقاب منھ پر دے

تو نے بعد از صلح پھر ہمسے لڑائی ڈال دی	جل کے شاید کچھ کسی نے جلتوائی ڈال دی
وہ صنم سیدھا ہو کیا ہمسے خدا نے شبل [illegible]	ہے طبیعت ہی میں اُسکی کج ادائی ڈال دی
جلتے ہیں اعضا ہمارے سارے بزنگ خار و خس	تو نے کیا چنگاری اے سوز جدائی ڈال دی

دیگر

[illegible] تو دی

دل میں کیا کیا ہیں ارمان [illegible] اے ظفر [illegible]

[illegible]

دیگر

نہیں گرچہ جگر پر نم بھی لیکن اشک غم سے
مدد گریہ کی تو نے چشم تر ہو پہنچا تو یوں بھی دی

نہ لی گو فصد دیوانے نے تیرے پر رگ جاں تک
تری مژگاں نے نوک نیشتر ہو پہنچا تو یوں بھی دی

اگرچہ دم بھی لینا ضعف سے دشوار تھا لیکن
فلک تک ہم نے فریاد جگر ہو پہنچا تو یوں بھی دی

کبھی آیا بھی تو وہ ساتھ اپنے غیر کو لایا
مجھے اُسنے اذیت ای ظفر ہو پہنچا تو یوں بھی دی

چاہِ ذقن میں تیرے کوئی دل ڈبو نہ دے
قسمت جو اُسکو جور شمائل ڈبو نہ دے

ظالم بہت رولا نہ اُسے تو کہ ڈر ہے یہ
عالم کو گریہ سے ترا مائل ڈبو نہ دے

دریائے علم عشق سے جو ہووے آشنا
کیونکر خرد کا دفتر باطل ڈبو نہ دے

دل کو الگ نکال لے تو سینہ چیر کر
ہاتھ اپنا میرے لہو میں قاتل ڈبو نہ دے

غوطے جو دے رہا ہے مجھے بحر غم میں عشق
گردن میں میری باندھ کے کیوں سِل ڈبو نہ دے

ہندو کبھی تمہارے ستارے کا ڈوبنا
جب تک پسینا رخ پہ ترے تِل ڈبو نہ دے

ڈرتا ہوں موج بحر محبت سے ای ظفر
ہاتھ آتے آتے دامن ساحل ڈبو نہ دے

کیا نگاہ مست میں ساقی کی مستی ہے بھری
جسکے دل میں آرزوئے مے پرستی ہے بھری

ہم ہتوں میں دیکھتے ہیں جلوۂ حق ایدل
بت پرستی میں ہماری حق پرستی ہے بھری

سیکڑوں دل اک نگہ پر لیے ہیں اسنے مول
ہو نہ کچھ نفع لیکن جنس سستی ہے بھری

ہ ہی مار سیہ جو اُسکو چھیڑے	اُسے زلف دوتا مارے کہ چھوڑے
ین زلف کی کیون جا پھنسا دل	عری جلنے بلا مارے کہ چھوڑے
یہ مجھے غمزہ ترا ای چشم قاتل	تری مرضی ہی کیا مارے کہ چھوڑے
سے مین سنے نچھوڑا اُسنے مجکو	بہت تیر جفا مارے کہ چھوڑے
رفتاری مین ہون مدت سے مجکو	کہین وہ بیوفا مارے کہ چھوڑے

ظفر چھوڑون گا مین دامن نہ اُسکا
مجھے قاتل مرا مارے کہ چھوڑے

مشہور ہیں جو دوست ہین جو سب مین ہمارے	کرتے ہین عداوت وہی مطلب مین ہمارے
اگیر مین وحشت نے دیا ہمکو جو صحرا	جانا کہ ترقی ہوئی منصب مین ہمارے
رہو بھی گئی رات کوئی وصل کی تو کیا	ارمان نکلتے ہین کب اک شب مین ہمارے
شیرین دہن اب ور بھی ہین پر وہ کہان ہے	جو بات ہی اُس شوخ شکر لب مین ہمارے
یون خال رخ یار پہ مائل ہو تو اتنا	ای دل جو نحوست ہو کوکب مین ہمارے
عکس رخ ساقی ہی کہ خورشید درخشان	ہی جلوہ نما جام لبالب مین ہمارے

دم اُسکی محبت کا بھرے جائینگے ہر دم
جب تک کہ ظفر جان ہی قالب مین ہمارے

عقل سے اپنی کوئی تدبیر جو چاہے کرے	پر ہوے تقدیر کیا تقدیر جو چاہے کرے

دیگر

مخمس

[illegible]

دیگر

[illegible]

مطلع ثانی

کیون زلف کو اُس کا فریب کیش کی چھیڑا	بیشک یہ ہوئی ہمسے خطا مارے کہ چھوڑے
کب چھوڑتے ہین ہاتھ سے ہم دامن قاتل	وہ کھینچ سکے شمشیر جفا مارے کہ چھوڑے
گل تمسے ہو روکش تو رخ گل پہ طپانچہ	گلشن مین کہو باد صبا مارے کہ چھوڑے
مین بس مین ہون صیاد وہ دیکھیے مجکو	پھڑکا کے تہ دام بلا مارے کہ چھوڑے
مین لیے ہی چھوڑونگا ترا بوسہ بلاسے	کوڑے مجھے گیسوے دوتا مارے کہ چھوڑے

اُس کوچے مین چھپ چھپکے جو تم رات کو جاؤ
پھر کوئی ظفر تسکو بلا مارے کہ چھوڑے

خیال شام تک آیا سحر سے دوباری	کہ نکلے شب کو وہ کیون اپنے گھر سے دوباری
ہم اک نظر مین بد و نیک تاڑ لیتے ہین	پھر جائے گذرے جو کوئی نظر سے دوباری
خط اُس سے لیکے مرا وہ خط کو پھر پڑھکے	خفا ہوئے وہ پیر نامہ بر سے دوباری
وہ روز نکلے ہی یون گھر سے عید مین	نکلتے شاہ ہین سب کروفر سے دوباری
دل ایک بار مرا خون ہوا جگر اکبار	بہا لہو جو مری چشم تر سے دوباری
ہمین نہ شوق ہوا ہو تو کیون روانہ ہو	خط ایک بار اُدھر سے ادھر سے دوباری

خفا ہو غیر سے دو چار دن مین تم اکبار
اور اک گھڑی مین ہو برہم ظفر سے دوباری

حضرت دل جبکہ قابو سے شرابی مین پڑے	ہم بھی ہو کر اک خرابی خرابی مین پڑے

مخمس دیوان ظفر

[illegible]

دیگر

[illegible]

ہمارا ساتھ رہا گریہ ہم جدھر کو پھرے
بسان ابر بھر چشم نم جدھر کو پھرے

کبھی تمام خدائی اُدھر کو پھر جاوے
بتوں کی آنکھو خدا کی قسم جدھر کو پھرے

ہوکے کشور دل کس طرح اُدھر تاراج
یہ عشق ساتھ لیے فوج غم جدھر کو پھرے

ادھر ہی قبلہ ہی اپنا کہ دل کا رخ اپنے
مثال قبلہ نما ای صنم جدھر کو پھرے

پھرے جو ناز سے وہ کیوں نہ اپنی آنکھوں کو
اُدھر بچھائیے زیر قدم جدھر کو پھرے

ادھر ہی گلے پر اُدھر سے گردن کے پھر جاے
ذرا تری نظر ای پر ستم جدھر کو پھرے

کوئی زمین ہو اُدھر پھرنے دیجیے اُسکو
ظفر عنان کمیت قلم جدھر کو پھرے

دوست تو بد خو بخود دشمن جو بد خوئی کرے
تو نکوئی کر اگر تجھ سے بدی کوئی کرے

جو گویائی کی خاطر منھ میں انساں کی زبان
پر زبان کس کام کی وہ جو کہ بد گوئی کرے

ہو کے تو سرگرم آرائش قناعت سے اگر
جو وہ شانہ کا کام کرتا ہی یہی روئی کرے

نہ کر اُس زلف سے بل ای دل شامت زدہ
لاکھ کچھ خلقی کرے وہ لاکھ خوش خوئی کرے

انساں سے کیا عجب تیر و تبر کے لیے
اک ستارہ وار تیرا آسمان تولی کرے

ڈالے آب کو شوق خریداری میں مشک
بوسے زلف یار گر دوکان خوشبوئی کرے

حق تو یوں ہے بندۂ حق ہو وہی جو ای ظفر
بندگی لائے بجا حق کی رضا جوئی کرے

ظفر لگے نہ لگے ہاتھ کچھ نصیبوں سے
پر اُن کی چھاتی پہ ہاتھ اپنا دمبدم دھرئیے

حضرت دل جیل جاناں کی شتابی میں پڑے
ہوکے ہم بیتاب ساتھ اُنکے خرابی میں پڑے

محتسب ہی سدّ راہ میکدہ کیونکر نہ مست
لوٹیں انگاروں پہ جو کان کبابی میں پڑے

چاہتا ہی جی کھڑے ہم چپکے چپکے سنیں
غیر سے باتیں کرو تم بے حجابی میں پڑے

کون وہ مہ وش ہی جسکی گزر کے واسطے
نقل انجم یہ فلک کے ہیں رکابی میں پڑے

دیکھتے ہیں سب خدمت عالی میں حاضر بار بار
ہم ہیں دروازہ پہ فکر باریابی میں پڑے

خم ہی کس کام کی ساقی کہ خم ہی سر بمہر
منھ پڑے اپنے اگر جام گلابی میں پڑے

بہ گیا چشموں سے دریا ای ظفر مانند نیل
وہ نظر اس رنگ سے پوشاک آبی میں پڑے

کرتے ہیں تدبیر ہم تدبیر دیکھیں کیا کرے
اور پھر تدبیر سے تقدیر دیکھیں کیا کریں

خط اُنکو بھیجتے ہیں ہم اگرچہ سچ ہی
وہ جواب اسکا ہمیں تحریر دیکھیں کیا کریں

سینہ و دل تو مشبک کر چکے قربان و تیر
کھینچی اُس ابرو نے بھی شمشیر دیکھیں کیا کریں

یاں تو قاصد نے بہت باتیں بنائیں ہمنشیں
جاکے اُسکے روبرو تقریر دیکھیں کیا کریں

سیکڑوں کو قتل کرتا ہی وہ ظالم بے قصور
ہم سے تو سرزد ہوئی تقصیر دیکھیں کیا کریں

ای پری جو سنکے شہرت ہی ترا دیوانہ ہو
دیکھ لے جب وہ تری تصویر دیکھیں کیا کریں

جفاکش اور ستم پرور نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
رہتے عشق کے چرچے نہ پڑتین حسن کی دہومین
نہ چشم تر مین پارہ ہای دل نے اشکون سے
نمایین حضرت دل یون تو دیکھے سیکڑون بسمل
شرار آہ سے کہتے تھے شعلے شبکو نالون کے
جہان مین عاشق و معشوق یون تو اور بھی ہونگے
جلائے عشق کی آتش نے ای پروانو دل سبکے
نگاہ و چشم سے کہتے ہین اسکے عشوہ و غمزہ

بلاکش اور غارت گر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
جہان مین ہوتے پیدا اگر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
نہ ہونگے لعل اور گوہر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
دل بیتاب اور مضطر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
کہ چمکے چرخ پر اختر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
مگر ہوویگی ای دلبر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
ہوئے پر جل کے خاکستر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
کہ ہین دنیا مین جادوگر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

برے ہین یا بھلے ہم تم ظفر لیکن غنیمت ہین
کہ یہان آئینگے پھر پھر کر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے

نکالون بات کوئی سوچکر انوکھی سی
ادھر بھی رونیکا انداز اک نرالا ہی
انوکھی طرح سے آتا ہی میرا قاصد آج
نہین مین تازہ ہی تیرے نقط عجیب و غریب
لہان ہے عالم شام و شفق کہ سرخی پان
ہمیشہ لگے کبھی آتے مجھے خط پہ ایک بار

سناؤن انکو حکایت مگر انوکھی سی
ہنسی کی طرز اگر ہی ادھر انوکھی سی
کوئی وہ لایا ہی شاید خبر انوکھی سی
ہر اک ادا بھی ہی ای عشوہ گر انوکھی سی
تری ہی لعل مسی زیب پر انوکھی سی
عبارت اس نے لکھی نامہ پر انوکھی سی

قطعہ

انکھیون سے
صبح ملک انکا نمونہ تھا بہیر [illegible] اصلا
دیکھا انکھون سے
اتنا ہوا اُسکی صورت کو مثل خوابِ نہین
دیکھا
ساری قضیئی ہونی ہو وہ ہزاری پیار سے دل ان کو
ساری باتین ہر گہڑی ہین بہیاری [illegible]

مطلع ثانی

پردہ غفلت اپنا اُٹھا کر دو دم بین
انکھون سے
ان کے انکھین دیکھنا ہی [illegible] اور
تماشا آنکھون سے
ایک پانی بہا کیا رو رو کے جو اپنا [illegible]

قطعہ

عشق مین ایسی ہوئی ہی مجھکو بے چینی نصیب	ظاہرا ہون گرچہ مین سبکی نظر مین چین سے
اور دل بیچین دس حصہ سوا ہو ہر گہڑی	اک گہڑی گذرے مجھے گردش بہر مین چین سے

گرمی و سردی کا مین ہون یہ چین ہیکہ دونون مکان
تم رہو اگر دل و چشم ظفر مین چین سے

جاوین نکل ہم دشت جنون کو چہوٹین گھر کے قضیے سے
تاکہ مین دم اے ہوش و خرد ہو آٹھو پہر کے قضیے سے
زلف ہی اُسکی شام بلا یا رخ ہی اُسکا صبح صفا
اے دل تجکو مطلب کیا اس شام و سحر کے قضیے سے
الفت مال و زر نہین جنکو اُنکو غرض کیا قضیون سے
سارے قضیے دنیا کے ہین مال و زر کے قضیے سے
جو قضیے دلال ہین وہ سب جمع ہین اُنکی محفل مین
بیٹھے رہتے ہین اُن سے الگ ہم بار و ڈر کے قضیے سے
کرتا ہی جو بازار وفا مین سودا جنس محبت کا
کام نہین سوداگر کو اُس سود و ضرر کے قضیے سے

اے دل ہو مشغول بحق تو ہو کر فارغ دنیا سے	جو ہین اُدھر کے اُنکو نہین ہی کام اِدھر کے قضیے سے

دیوان ظفر [illegible]
[illegible] ان کی [illegible] اپنی کیا کیا
[illegible] آنکھون سے [illegible]
[illegible]

ہو جو تصور آنکھون مین اُس ماہ جبین کے جھومر کا
کیونکہ کہو گر جاے نہ اپنے عقد ثریا آنکھون سے

خانۂ چشم مین وقت گرمی اگر وہ یار آئے ظفر
کیونکہ جھلون مژگان کا نہ اپنی پنکھا آنکھون سے

مر اُڑتا ہی جی مژگان چشم پر تغافل سے — الٰہی تو بچائے رکھیو اُس ہودی کے چنگل سے
یادل کو گرفتار اُسنے جب سر محبت پر — تو مشکین زلف سے باندھین لگے نے کو رکا کل سے
مری آہ و فغان بے مزہ ہو تو نہ ای گلرو — نمک پر جا ہی اک حسن گل مین شور بلبل سے
خیال زلف مین دل کسکی چل کر آہ کرتا ہی — کہ موج دود پیچان کم نہین ہی شاخ سنبل سے
چمن مین نغمۂ بلبل کو سنکر وہ لگے کہنے — لگے آگ اس چمن کو میر اگھبراتا ہی جی غل سے
بر اُڑتی ہی کچھ سنکر صبا سے اُن کے آنیکی — رہا مین سر گوشیان غنچہ کی کیا کیا باغ مین گل سے

ظفر تھوڑے سے ہمنے شعر چھٹ پٹ اس لیے لکھے
نہ تھی ایسی غزل یہ جسکو لکھتے ہم تامل سے

لکھاتے ہین کسیکو زور اپنا گر جہالت سے — سرا سر ڈوب جاتے ہین عرقین ہم خجالت سے
لے خسرو کو شیرین کو بکن ناکام مر جاوے — بھید ای عشق ہی یہ بات انصاف و عدالت سے
سے ہی اختیار ای دل جدھر چاہے وہ لیجاے — نہین ہی کام کچھ ہمکو ہدایت اور ضلالت سے
بانکو کچھ نہین ہی کام اظہار محبت مین — کہ دل آگاہ کر دیتا ہی دل کو اپنی حالت سے

جو گیا سو عدم آیا قیامت ہی کو پھر
شکوہ تھا جب تک کہ تھا پاس محبت کچھ اگر

واقعی یہ راہ ہے گویا قیامت دور کی
جب پاس انکو رہا ہم نے شکایت دور کی

گو کہ ہے دنیا میں وہ لیکن ہے دنیا سے الگ
جب سے دنیا کی ظفر دل سے محبت دور کی

ہمکو جہان سے کر انکو رخصت آئے جو پاس و غم ملے
رہ گئے تھے اک اک سے اُسد عم آگئے سے ہم ملے

آخر تو ہے رنج جدائی اُسکو غنیمت جانو تم
گذرے عیش و عشرت سے جو یار دو کوئی ہم ملے

دیکھیے کیونکہ چھوٹیگا دل یار کی زلف شکن سے
باندھے اُسکی مشکین یون دونون اُسکے پیچ و غم ملے

دیکھو کرامت اشکون کو تو اپنے دست مژگان سے
ہوتے ہیں سے آب گوہر یہ خاک مین چشم نم ملے

آہ و فغان کے ساتھ جو میری جاتی ہے نکلی جان حزین
کیا جانے کیا دیتے ہیں یارب دونون اُسکو دم ملے

برسون پھر ایا ہجر میں تونے ہمکو ملکے پھر سے
بیٹھے اگر اک لحظہ کبھی اس راہ لقا سے ہم ملکے

اب جو کیا ہے تمنے ارادہ اُس سے ظفر پھر ملنے کا
آگے کیا سو آجہان کچھ آپ ہوئے تھے کم سے کے

دیکھ کے ترے توسن پرای شک چمن گل مہندی کے
ہوتے ہیں شرمندہ چمن میں تختے سب گل مہندی کے

رنگ لگی ہے پانو میں مہندی آنا ہو یاں منظور نہیں
ہم یہ بہانے جانتے ہیں ای سست تغافل مہندی کے

جسکو کیا ہے تونے کشتہ اپنے دست حنائی سے
گو یہ اُسکے پھول ہون جا سوسن و سنبل مہندی کے

شادی طفل اشک کی ہے منظور تجھے کیا اے تو
خون جگر سے گرتے ہیں مژگان پہ جو گل مہندی کے

[illegible]

...ورش دل نے ہر بن موسے	ایک پیدا صداے نی سی کی
...ری موج تبسم لب نے	کی نمایش تو موج می سی کی
...پا کہیں کیا بشر کے قالب میں	ہم نے معلوم ایک شی سی کی
...ا برائی تو مجھ سے آنکھوں نے	دل نے کیا اس سے ایسی تیسی کی

دیکھو ہو گا وہ برہم اور ظفر
بات گر تم نے ایسی ویسی کی

...تمدر سے سختی بت کافر کے جگر کی	کچھ بھی نہ حقیقت رہی پتھر کے جگر کی
...ڑکے ہی پڑا طائر بسمل کی طرح دیکھو	حالت ہی عجب عاشق مضطر کے جگر کی
...یرا رخ روشن ہوا گر روشنی افزا	اڑ جا سیاہی مہ انور کے جگر کی
...غ نگہ یار پڑی فکر میں دل کے	فارغ ہوئی تدبیر جو وہ کرکے جگر کی
...فلس کا جگر کیا کہ نہیں آہ جگر پر	قوت کو وہ کیا پہونچے تونگر کے جگر کی
...یختی یہ ہزار اپنی ہو نازان دل فولاد	پر کھائے قسم مرد دلاور کے جگر کی

ٹپکا نا ظفر خون نہیں آنکھوں سے غم یار
طاقت یہ نچوڑے ہی وہ دھو دھو کے جگر کی

...م اس گردن پہ اور اس چشم پر منہ یار دھو کے	کبھی لیتے صراحی ہیں بوسہ گاہ ساغر کے
...ا کر دل کو ہم اس سنگدل سے کیوں نہ پچتائیں	کہ رکھتا ہی بھلا کوئی بھی شیشہ پاس پتھر کے

[illegible]

قطعہ

[illegible]

دیگر

[illegible]

ایا ہی یہ کہہ یہ چمن جاے می کشی	ہر گل دکھاتا آنکھ ہی مانند جام کی
آیا ہی پوچھنے کو وہ ظالم مرا مزاج	طاقت بھی جنبِ زبان کو نہین ہی کلام کی
اتنے قیام پر تو ہین اتنی قیامتین	کیا جانے کیا ہو گر یہ جگہ ہو قیام کی

مشکل ہی کار عشق و جنون لیکن آگہی
مجنون کو عقل ہی ظفر اس انصرام کی

میان مجنون کو تو سنتے ہو تم دیوانے برسونکے	کرین آباد کل پرسو نہین ہم ویرانے برسون کے

مطلع ثانی

پری رو ہم تری صورت کے ہین دیوانے برسونکے	اور ان مستی بھری آنکھون کے ہین مستانے برسون کے
کسی ٹوٹے ہوئے دل کو سنوارو ورنہ کیا حاصل	بنائین مسجدین ڈھا ڈھا کے گر بتخانے برسون کے
سپند آتش پہ کب ٹھہرے ہی پروانہ عارض کے	پڑے ہین جس کے شعلہ پہ کاشانے برسون کے
برا ہو محتسب کا ایک دن مین کردئے ویران	وہ جو آباد تھے اس شہر مین میخانے برسون کے
گلے سے آؤ لگ جاؤ وہ گلے قصے جانے دو	گلے شکوے زبان پر کیون لگے تم لانے برسون کے
کرین ہین سینہ کوبی ہم تری الفت مین مدت سے	و در دل پر ہمارے ہین یہ نوبتخانے برسون کے
لگی کرتی ہی کیون ای چشم تر آنسون بہانے مین	ابھی تو تجھسے داغ سینہ ہین دھلوانے برسون کے

مرا کاتب لگا گھبرانے دو باتون کے لکھنے مین
ابھی دفتر پڑے ہین ای ظفر لکھوانے برسون کے

اس زمانہ مین ظفر ایسے کہان وہ آشنا
چاہتا دل مین ہو جو ایک خواری ایک کی

تب عشق مین ہنگام شروع سبقے
لمہ شبنم و گل پہ ہی رولاتی مجھکو
نے بیمار کی آئے وہ عیادت کے لیے
س گلستان مین شگفتہ بھی اگر مین ہون تو کیا
بجھو عوض دل کے وہ تکرار سے دیتا ہی تو کیا
خ گلگون یہ ہی اُس گل کے نشکی سرخی

پہلے مجموعۂ دل کے ہون پریشان ورقے
دم گلگشت چمن یاد رخ پڑھو سقے
جب یہ جانا کہ ہو جان آہین تو شاید رقے
روش گل ہون جگر خون شدہ وسینہ شقے
اُلٹے بر اُلٹے یا قلقے بر قلقے
جلوۂ صبح بہاران و بہار شفقے

ای ظفر تمکو ہی منظور اگر ردّ حسود
تو پڑھا کیجیے قل اعوذ برب الفلق

ر دل کیا دل اُنکے پیچین آئے تھے بہتون کے
اِ تیر خدنگ ناز کا سایہ بنا یا تھا
راز کھلا دیا تمھارے آشناک جو اُسنے
وا پھر اسکو شوقِ تیغ بازی دیکھیے کیا ہو
ہی سے حضرت دل کیا نہ اُسنے یہ سنا ہو گا
کھائی بھی نہ تھی اُس فتنہ خو نے چشم کی گردش

دکھا کر زلف وہ سر پر بلا لاتے تھے بہتون کے
اگرچہ تیر ہنسنے ہاتھ سے کھاتے تھے بہتون کے
تو شعلہ آگ کے سینو نمین بھڑکاتے تھے بہتون کے
اُنھین کھیلون نے سر پہلے بھی کٹوائے تھے بہتون کے
کہ تم بیتاب ہو کر آگے جلاتے تھے بہتون کے
کہ اول ہی یہان تو ہوش جگر اُلٹے تھے بہتون کے

[illegible] نگار آئے تو کیونکر آئے

ای ظفر اب وہ نگار آئے تو کیونکر آئے

دیگر

[illegible] نامہ بر دو دن کے بعد آئی

[illegible] دو دن کے بعد آئی

[illegible] دو دن کے بعد آئی

[illegible] دو دن کے بعد آئی

[illegible] نظر دو دن کے بعد آئی

[illegible] دو دن کے بعد آئی

گر لگے دنیائے دون دامن سے اُنکے ای ظفر
پھینک دین مانند گرد اہل تغافل جھاڑ کے

ڈر ہی کہ کچھ زبان سے تیری نکل نجائے
ہی خوش غلاف یہ تو تلوار اُٹھ نکل نجائے

یون آپ کون جائے قاتل تری گلی مین
جب تک کہ سے نجائے اُسکو اجل نجائے

حیران سے دیکھتے ہو تم کیا مریض غم کو
یہ رنج ہون تو کیونکر صورت بدل نجائے

دیکھے جو شمع تیرے رخسار آتشین کو
محفل مین رشک سے وہ کسو جیہ جل نجائے

جب صاف صاف ایسے رخسار ہون تمھارے
پائے نگاہ اُنپر کیونکر پھسل نجائے

تو پیچ و تاب نکلے دل سے نہ آہ سوزان
رسی جلے بلا سے پر اُسکا بل نجائے

ان روزون اُس گلی مین جاسوس جابجا ہین
کہدے کوئی ظفر سے وہان آج کل نجائے

مین ہون اس فکر مین یار آئے تو کیونکر آئے
مجکو اس بن جو قرار آئے تو کیونکر آئے

میری جانب سے اگر غیر مکدر کر دے
دل مین پھر اُسکے غبار آئے تو کیونکر آئے

ساتھ تیرے نہین گلگشت مین وہ شاخ چمن
خوش مجھے باغ و بہار آئے تو کیونکر آئے

تو لگاتا ہی نہین دل پہ کبھی تیر نگاہ
ہاتھ تیرے یہ شکار آئے تو کیونکر آئے

گو ترا وصل میسر ہو مگر اُسکا مزا
مجھے بے بوس و کنار آئے تو کیونکر آئے

نہ تلطف نہ دلاسا نہ محبت نہ وفا
کوئی ہونیکو نثار آئے تو کیونکر آئے

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible] دو دن کے بعد آئی

[illegible] دو دن کے بعد آئی

دیگر

[illegible] تو یہ بلا ہے

[illegible] تو یہ بلا ہے

[illegible] تو یہ بلا ہے

نہین جانی کی جیتے جی تو حسرت وصل جانان کی
مگر ہان بعد مردن ہی اجل جلدے تو یہ جانے

نجانے اُس گلی مین پانون کیا بل کھد قاصد سے
اگر میری طرح سے سر کے بل جائے تو یہ جانے

نہین جائیگا اپنی جا سے قانع کہین اُٹھ کر
اگر اپنے قناعت ہی سے بس جائے تو یہ جانے

کوئی جاتا ہی لیکا مجھ سے اُس کوچے کے جانیکا
وہ دل بیتاب ہی میرا سنبھل جائے تو یہ جانے

ظفر کیا کیا کہین ہین شعر اسمین واہ وا تو نے
سخن فہمون کی محفل مین غزل جائے تو یہ جانے

مجھے ایذا جو تو نے اور ترے یارون نے پہونچائی
خبر ای بیخبر کچھ تو خبر دارون نے پہونچائی

یہ ہین جو درد و غم یاس و الم چار آشنا میرے
محبت ہی ہم تجھ سے انھین چارون نے پہونچائی

مدد یکھا کوئی ہووے کام جز تائید حق ہم نے
مدد سو سو طرح سے وہ مددگارون نے پہونچائی

اگر مین جانتا ایسا نہ دیتا دل کہ دل لیکر
مجھے تکلیف کیا کیا اُن دل آزارون نے پہونچائی

لیا کیا خاک حاصل کوچہ گردی سے جو خاک اپنی
نہ کوچہ تک بھی میری تیرے آوارون نے پہونچائی

ہجوم داغ پر بھی آہ ابتک سردی دل مین
ذرا گرمی نہ مجھکو اتنی انگارون نے پہونچائی

ظفر اکبار بھی کانون تک اُس کان ملاحت کے
ہماری داستان غم نہ غمخوارون نے پہونچائی

نہ دل دون گر جفا وہ یار ہو جائے تو ہو جائے
بلا سے ترک چھوٹا پیار ہو جائے تو ہو جائے

مگر منظور آنکھین ہی دکھانی ہین دکھاؤ تم
ہمین کیا گر کوئی بیمار ہو جائے تو ہو جائے

باتین تو بناتے ہو ظفر سامنے ان کے
کیسی بنے تقدیر اگر بن کے بگڑ جائے

و یضاً

[illegible]

جو کرے یاد تجھے مصحف رخسار کو روز	گرچہ ناخواندہ ہو وہ حافظ قرآن بن جائے
گر خوش آئے تجھے ای یار تو آئے بلبل	دل نالان بھی میرا مرغ خوش الحان بن جائے
صورت اُس عالم تصویر کی جو صورت گر	دیکھے خود صورت تصویر وہ حیران بن جائے
آوین کس طرح سے ہم بیٹھ کے ہمچشم ان این	کہ یہ رونا ہی کوئی اور نہ طوفان بن جائے
زلف تیری ہی عجب لام جمال پر نور	دیکھے اس لام کو کافر تو مسلمان بن جائے
دیکھے آئینہ مین گر وہ گل رخسار اپنے	روبرو وہ اور گلستان کے گلستان بن جائے

بات کرنے مین جو حیوان ہو مطلق وہ بھی
ای ظفر فیض سخن سے ترے انسان بن جائے

بن سکتی ہی تدبیر اگر بن کے بگڑ جائے	کیا بن سکے تقدیر اگر بن کے بگڑ جائے
ہی میری تمنا کہ مین ہون خاک در یار	پروا نہیں اکسیر اگر بن کے بگڑ جائے
شمشیر گردن ہے ترے ابرو کے مقابل	بتوا ہے شمشیر اگر بن کے بگڑ جائے
ہی شرح محبت کو قلم آہ کی کافی	خامہ دم تحریر اگر بن کے بگڑ جائے
بگڑا ہوا یہ حال ہی میرا کہ مصور	کھینچے میری تصویر اگر بن کے بگڑ جائے
افسوس صد افسوس محبت مین جرا کام	ای آہ کی تاثیر اگر بن کے بگڑ جائے
بکھری ہوئی وہ زلف جو دیکھے تو عجب کیا	حداد سے زنجیر اگر بن کے بگڑ جائے
بگڑی ہوئی کچھ صید محبت کی ہی قسمت	یہ جان ترا تیر اگر بن کے بگڑ جائے

[illegible]

[illegible]

ویضاً

[illegible]

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

خواہ مسجد مین خواہ بتکدہ مین
مدعا سجدہ ہی کہین ہو جاے

یا نہو وہ مری نظر سے دور
یا مری آنکھ دور بین ہو جاے

پاے اُس خال رخ کا جو نکتہ
نکتہ دانون پہ نکتہ چین ہو جاے

ہو اگر دور بھی تو ہو نزدیک
یار دل سے اگر قرین ہو جاے

شب کو آنا جو ہو تو ہان کر لو
اور نہین تو ابھی نہین ہو جاے

یاد گیسو مین آنسوون کا تار
کیا عجب مار آستین ہو جاے

کیسا محشر اگر وہ آجاے
حشر برپا ابھی یہین ہو جاے

کیا خطر اُسکو راہ دین مین ظفر
رہنما جسکا فخر دین ہو جاے

ہزار ہو بھی مرے دل کے مال پر چڑھ جاے
وہ صفت سے اگر اُسکے خیال پر چڑھ جاے

سوال بوسہ کرین کیا ہمین تو یہ ڈر ہی
کہ ضد نہ اُسکو ہمارے سوال پر چڑھ جاے

چڑھے نہ پھر کے جوانی خضاب سے ای شیخ
اگرچہ رنگ ترے بال بال پر چڑھ جاے

پڑی ہی پشت پہ اُس سرو قد کے یون چوٹی
کہ جس طرح کوئی ناگن نہال پر چڑھ جاے

وفور گریہ سے میری اگر چڑھے دریا
تو ایک آن مین پانی جبال پر چڑھ جاے

جنون مین عشق مین نامی بلا سے یہ تو ہو
کہ نام دفتر رنج و ملال پر چڑھ جاے

کمال کو ہی زوال ای ظفر گرے ہی گرے
زیادہ کوئی جو زور کمال پر چڑھ جاے

ملحقہ دیوان پنجم

چارہ زخم دل عاشق اگر منظور ہی

[illegible]

ہو اریخ اسکے دل کو جس سے حال دل کہا کیجیے	اکسکے سامنے پھر ایسے افسانہ کو کیا کیجیے

ظفر وہ حور وش گھر میں ہمارے جلوہ افزا ہو
سوائے قصر جنت اپنے کاشانہ کو کیا کیجیے

کیا مصور یار کی تصویر قامت کھینچیے	کھنچ نسکتی ان سے وہ گر تا قیامت کھینچیے

مطلع ثانی

ہم جو انکو باعث جذبہ محبت کھینچیے	دور ہم سے آپ کو کیوں ماہ طلعت کھینچیے
کھینچتے ہیں غیر انکو اپنی جب آغوش میں	دل سے ہم میں نالۂ پر درد حسرت کھینچیے
دیکھے دل ناحق بلا میں ہمنے ڈالا آپ کو	گر نہ دیتے دل کو کیوں رنج و مصیبت کھینچیے
کھینچیے گر حضرت یوسف کی صورت گر شبیہ	تیری صورت دیکھکر وہ انکی صورت کھینچیے
حق کہا جو کچھ کہا منصور نے ناحق اسے	دار پر میں مردمان بے حقیقت کھینچیے
سرکشی کرکے گر آوارہ آخر سر کے بل	جو کہ میں سر کھینچیے آخر خجالت کھینچیے
کھینچتا ہوں وادی پر خار سے جس میں قدم	خار میں دامن مرا اے جوش وحشت کھینچیے

مائل ابروئے خوبان گر نہوتا میں ظفر
تجھپہ تلواریں یہ کیوں پھر مروت کھینچیے

عدم سے آگئے ہم یاں جو ہم نہ ہوتے تو کیا کرتے	ہوئے تو کیا کیا ہمنے نہیں ہوتے تو کیا کرتے
بلائے عشق میں کھو بیٹھے ہم دنیا و دیں دونو	ہمارے پاس گر دنیا و دیں ہوتے تو کیا کرتے

[illegible]

جواب کوئی اگر ای نگار پا جاتے نجات اُس سے اگر آب کی بار پا جاتے تو ہین نظر ہی ہے ہم جان نثار پا جاتے اذیتین ترے ہاتھون سے یار پا جاتے	نام کرتے نہ یون رو بدو حسد و حسے بان سے نام بھی لیتے نہ ہم محبت کا سی کا قتل جو ہونا ہی اُنکو مد نظر ر زندہ رہتے محبت مین ہم تو اور بھی کچھ

عوض بدی کا نہین گرتے ہم کسی سے ظفر
مگر ہین اپنا کیا بد شعار پا جاتے

دیتے ہو جو بوسہ تو ہوا احسان جتاتے تم اپنا ہو یہ حال پریشان جتاتے لیکن ہین مرے دیدۂ گریان جتاتے ہم آپ کو ہین تابع فرمان جتاتے جو آپ کو ہین صاحب ایمان جتاتے	م بیمار ہو کیا مجھکو مریجان جتاتے و ذکر کرون زلف کا اُسکی وہ کہے ہی ین راز دل اپنا نہ جتاؤن کبھی اُنکو ور انکھین کہے ہے ہی گو لاکھ طرح سے س دشمن ایمان کو دکھاؤ انکھین کیبار

ہر آن وادا اُسکی بلائے دل و جان ہے
تم دیکھو ظفر تکو ہین ہر آن جتاتے

کہ بچتے دیکھے نہ اس کالے مار کے کاٹے جو تو نے کوچے ہی اس خاکسار کے کاٹے اُکھاڑے چار کے پر اور چار کے کاٹے	عم دمیان ہین دل زلف یار کے کاٹے اُڑ کے آئیگا کوچے مین تیرے خاک کی طرح ہا ہو اجو ہیں ان دام پر صیاد

[illegible]

دیگر

[illegible]

دم جنبش تری زلفوں سے ٹپکتا ہی عرق
پاکہ ہیں مار سیہ زہر اگلتے پھرتے

شمع رو جب سے ہوا تو مرا زیب محفل
مثل پروانہ عدو جی ہیں ہیں جلتے پھرتے

غافلو عالم پیری ہی کوئی دم بیٹھو
دیکھو لڑکوں کی طرح کیوں ہو اچھلتے پھرتے

شعلہ خویوں کا ہیں جو کا ہو اخواہ دلا
جو کبھی نکلے انھیں گرمی میں ہیں پا جلتے پھرتے

اپنے کوچے میں جو پھرتے ہیں اس ناز سے وہ
پانوں تلے ہیں دل عشاق مسلتے پھرتے

تیری مرضی ہو تو لوں اٹھ کے ابھی ہیں بیٹھے
تیوری مجھ سے ہیں جو لوگ بدلتے پھرتے

گر کے اس کوچے میں پھر ہم سے تو سنبھلا نہ گیا
کیونکہ ہم پھر نے وہاں سے جو سنبھلتے پھرتے

ای ظفر روز تو جاتے ہیں وہ گھر غیر کے
آنکلتے ہیں ادھر بھی کبھی چلتے پھرتے

جسکے دل میں کہ ستمگار ترا اڑ بیٹھے
وہ ترے کوچے میں آرام سے کیونکر بیٹھے

اس ستم کیش نے مژگاں کو جو دی آب خنجر
تیر کتنے ہی مرے دل میں برابر بیٹھے

درد کیونکر نہ اٹھے آہ مرے پہلو سے
جا کے پہلو میں جو غیر کے وہ دلبر بیٹھے

بیٹھے جس گھر میں ترا شیفتہ با چشم پر آب
کیا عجب گریہ سے سیلاب بنے وہ گھر بیٹھے

بستر غم پہ رہے ہی ترا بیمار پڑا
اتنی طاقت نہیں ہیں کہ وہ اٹھ کر بیٹھے

دیکھے اس شوخ ستمگار کو ہم دل اپنا
جی میں پچھتاتے ہیں اپنے کہ یہ کیا کر بیٹھے

مر مٹیں گے نہ اٹھیں گے روش نقش قدم
ای ظفر خاک در یار پہ ہم گر بیٹھے

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

الٰہی خیر ہو پھر چشم میں نا تجسر پر سر ہے
سپاہ ناز و غمزہ کی کمر بندی لگی ہونے

یہاں عاشق نے چشم تر سے باندھا تار اشکون کا
وہاں کانون کے بالون پر گہر بندی لگی ہونے

جگر کو نکڑے نکڑے کرکے طفل اشک نکلے ہے
ہمیں معلوم اب اسکی جگر بندی لگی ہونے

کمینے بھی لگے اب شعر کہنے کیا تماشا ہے
کہ مضمون بندی ان بے زرون چھپر بندی کی ہونے

کہان مرغ نظر اس گلشن رخسار تک پہونچے
کہ تار اشک سے پہلے ہی پر بندی لگی ہونے

کسیسے کچھ نہ کچھ بہتان باندھا کھل گیا ہم پر
جو اپنی اُنکے کوچے مین ظفر بندی لگی ہونے

ہجوم اشک سے مژگان اگر اونچی نہین ہوتی
تعجب کیا کہ شاخ پر ثمر اونچی نہین ہوتی

دکھانا اپنا ای پردہ نشین منظور ہے جسکو
جواب دیوار پردہ پیش رو اونچی نہین ہوتی

نظر پہ چڑھ گئین ایسی بھوین اُس ماہ طلعت کی
کہ جسکے ماہ نو اپنی نظر اونچی نہین ہوتی

[illegible] اوصاف بالا ہی جو اپنا بول بالا ہی
کسیکی بات اپنی بات پر اونچی نہین ہوتی

ہوئی ہے شیرگین گلشن مین کسکی چشم فتان سے
کہ چشم نرگس ای باد سحر اونچی نہین ہوتی

[illegible]گایا جب سے دل رہتے ہین ہم ایسے تفکر مین
کہ گردن اپنی اب دو دو پہر اونچی نہین ہوتی

[illegible]یا کرتے تھے آگے تو ہمکو وہ اشارون سے
اب انگشت اشارت بھی ادھر اونچی نہین ہوتی

[illegible] تری تیغ نگہ کا کون روکے وار کیا طاقت
کہ رستم بھی گر شمشیر سپر اونچی نہین ہوتی

[illegible]م اُس غرفہ نشین کو آنکھ اُٹھا کر کسطرح دیکھیں
کہ چلمن اُسکے در کی ای ظفر اونچی نہین ہوتی

رکھا کیون عشق زاہد کو خنک دل تجھے علام یزدان
اسے کچھ گرمئے سوز جگر پہونچا تو دی ہوتی

بلا سے خاک عاشق کی اگر برباد ہو جاتی
پر اس کوچے مین ای باد سحر پہونچا تو دی ہوتی

بہت کرتا تھا دعوے عشق کا یہ آپکے تونے
اذیت خوب ای بیداد گر پہونچا تو دی ہوتی

لکھا تھا مین نے خط مین اسکو مضمون آنکھ کا
نمی کاغذ کو کچھ ای چشم تر پہونچا تو دی ہوتی

مرے احوال سے وہ بیخبر اب تک نہین واقف
کوئی بات اسکے کانون تک ظفر پہونچا تو دی ہوتی

ہم یہ تو نہین کہتے کہ غم کہہ نہین سکتے
پر جو سبب غم ہی وہ ہم کہہ نہین سکتے

ہم دیکھتے ہین تم مین خدا جانے بتو کیا
اس بھید کو اللہ کی قسم کہہ نہین سکتے

رسوائے جہان کرتا ہی رو رو کے ہمین تو
ہم کچھ تجھے ای دیدۂ نم کہہ نہین سکتے

کیا پوچھتا ہی ہمسے تو ای شوخ ستمگر
جو تو نے کیے ہم پہ ستم کہہ نہین سکتے

ہی صبر جنہین تلخ کلامی کو تمہاری
شربت ہی بتاتے ہین وہ سم کہہ نہین سکتے

جب کہتے ہین کچھ بات رکاوٹ کی تری ہم
رک جاتا ہی یہ سینہ مین دم کہہ نہین سکتے

اللہ رے ترا رعب کے احوال دل اپنا
دے دیتے ہین ہم کرکے رقم کہہ نہین سکتے

طوبائے بہشتی ہی تمہارا قد رعنا
ہم کیونکہ کہین سرو ارم کہہ نہین سکتے

جو ہمپہ شب ہجر مین اسس ماہ لقا کے
گذرے ہین ظفر رنج و الم کہہ نہین سکتے

[illegible]

ہم رو دیوان ظفر

[illegible]

مطلع ثانی

[illegible]

مطلع ثالث

[illegible]

[illegible]

قیمت نہیں دل اپنی لہو ن کیا مین سستی	پوچھو کیا دیتے ہین بازار محبت والے
نہین آنسو ہوے رحمت کے فرشتہ نازل	پاک بالکل ہین گناہون سے ندامت والے
شمع رو پردہ اُٹھا منہ سے نہ تو بزم مین دیکھ	مثل پروانہ جلے جاتے ہین غیرت والے
عاشقون کو نہین کچھ کافر و دیندار سے کام	آگ سے ملتے ہین جو ہین عشق کی ملت والے
نہ شمشیر ستم رکھو ہی دیا سر اپنا	ہم بھی ہین عاشق نہین کیا کم جرات والے
ہمنے اُس بت مین جو دیکھا ہی نہین کہہ سکتے	کہ مبادا کہین سن پائین شریعت والے
وسعت ملک سلیمان کو سمجھتے کیا ہین	سامنے گنج قناعت کے قناعت والے

اس ستم پر تو ظفر دیتے ہو تم دم اُنپر
کیا ستم ہو جو وہ ہون مہر و مروت والے

دیر کیون کر رہے تھے وہ تو شتابی والے	اب تلک ہین اُسی محفل مین خرابی والے

مطلع ثانی

ہین جو محفل مین ترے جام و گلابی والے	انکو تو منہ نہ لگا ہین یہ خرابی والے
نہین معلوم پڑھا جاتے ہین کیا کیا آکر	میرے دشمن تجھے اور یہ کتابی والے
گو زر و سیم کے رکھتے ہین طبق شمس و قمر	پر ہین دونون ترے صدقہ کے رکابی والے
تھے تو ہم صوفیون کے یار پر اب ہین مشہور	اے شرابی تری صحبت مین شرابی والے
دل بریان کو مرے دیکھ کے ہوتے ہین کباب	آتش رشک سے دوکان کبابی والے

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

ضمیمہ دوم دیوان ظفر

کہاں ہیں وہ اگلے ملاقات والے	عنایات والے مدارات والے

مطلع ثانی

خوشش اوقات دیکھے خرابات والے	ہمیشہ رہے خوش اہل اوقات والے
جو دل میں تمہارے وہ انکی زبان پر	تمہارے ہیں عاشق کرامات والے
جو دیں ایک گالی بھی سو منتوں سے	ملیں ہیں وہ ہمکو عنایات والے
رہے گریہ سے اپنے بارہ مہینے	گذرتے مہینے ہیں برسات والے
ہم اک روز دل تحفہ دے آئے انکو	وہاں چاہیں روز سوغات والے
سنو تم جو انکی نہ طومار باندھیں	کہ ہیں ہم تو دو بول اکبات والے
ہم اسکو سمجھتے ہیں جو منہ سے کہدو	اشارات جانیں اشارات والے

قیامت یہ کرتے تھے برپا قیامت
ظفر مانے وہ ہجر کی رات والے

پہونچ جائیں جو ان تک صبحدم پہلے سے ہم پہلے	تو جھک کر چوم لیں انکے قدم پہلے سے ہم پہلے
ہوا پہلے نہ ہمسے قتل کوئی اسکے ہاتھوں سے	کہ جا بیٹھے تہ تیغ ستم پہلے سے ہم پہلے
نہیں شکوہ پریشانی کا ہمکو تیری زلفوں سے	پریشان تھے ترے سر کی قسم پہلے سے ہم پہلے
اگر ٹوٹے نہ امید اس مسیحا دم کے آنیکی	تو کیوں توڑیں تڑپ کر اپنا دم پہلے سے ہم پہلے
نہیں آیا زبان پر اپنی تو اک حرف بھی اسکا	زبان کٹوا چکے مثل قلم پہلے سے ہم پہلے

[illegible]

[illegible]

نہ جگر مین آہ نہ آنکھون مین اشک
کام اپنا عشق مین کیونکر چلے

دم نہ مارا تیرے سر بازون نے آہ
سر پہ آرے حلق پر خنجر چلے

ذکر جب خانہ خرابی کا مرے
بزم مین آیا وہ اپنے گھر چلے

جو کیا سو ای ظفر ہمنے بجا
کیا کہین دنیا مین ہم کیا کر چلے

بارے آنسو تیرے ای دیدۂ تر چل نکلے
پانون چل سکتے نہین لڑکے یہ پر چل نکلے

مطلع ثانی

چاہیے حد سے زیادہ نہ بشر چل نکلے
چلیے چال ایسی کہ کچھ کام ظفر چل نکلے

قدردان جب کہ ہنر کا نہ جہان مین دیکھا
بے ہنر رہ گئے اور اہل ہنر چل نکلے

ای جنون تونے یہ کی خانہ خرابی ہماری
جانب دشت جو ہم چھوڑ کے گھر چل نکلے

انکو رخسار پر انوار دکھا دے اپنے
کہ فلک پر مین بہت شمس و قمر چل نکلے

دم بھی چلنے کو ہی ہمراہ یہ قاصد نے کہا
کہ کہین باندھ کے جلدی سے کمر چل نکلے

کیا کہین تجھسے کدھر ہم گئے وحشت مین نکل
کہ جدھر لیگئی تقدیر ادھر چل نکلے

دیکھو رنگ عرق آلودہ کو سے جان سفر
چھانو تارون کی یہ بہتر ہی اگر چل نکلے

بوسہ مانگا تو کہا بس چلو یان سے نکلو
منھ لگایا تمھین کیا تم تو ظفر چل نکلے

مجموعہ دواوین ظفر

دیگر

رہی تو نشہ پر اُسکو فرشتے بھی اے ظفر
گردون سے جھانکتے ہین جگر تھام کے ستارے

عرق آلودہ زلف اس رخ پہ اک معجز نمائی ہے ۔ شب تار اُسنے اک روز روشن بھی دکھائی ہے

مطلع ثانی

گل رنگین ہے کوئی یا ترا دست حنائی ہے ۔ کوئی یہ شاخ گل ہے یا تری نازک کلائی ہے
خط سبز اُس رخ روشن پہ ہے یہ رنگ کیا لایا ۔ دکھاتا چشمۂ خورشید تابان مین بھی کائی ہے
دھوان دل کا گھٹا یہ سینۂ افگار مین میرے ۔ کہ گویا لب پہ ہر اک زخم نے مسی لگائی ہے
گیا جو عاشق جانباز تیرا تیرے کوچہ مین ۔ نہین آیا وہ پھر کر قاتل اُسکی لاش آئی ہے
ہماری ہے الف بے خار صحرا و خراش پا ۔ کہ ہمنے پہلے وحشت مین یہی تعلیم پائی ہے

بہایا اشک خون سے رات گو مین نے ظفر دریا
نہین سرخی شفق کی صبح لوہو مین نہائی ہے

خدا جانے صنم مین تیرے صورت کسکی ملتی ہے ۔ وگرنہ ایسے کافر سے طبیعت کسکی ملتی ہے
شرر پوچھو شعلہ مین یہ کیسکی گرمی پائی جاتی ہے ۔ نہ پوچھو یہ شرارہ مین شرارت کسکی ملتی ہے
بکر نے کیون ہو لکھو کر نامہ بر حاضر ہے دیکھو تو ۔ کہ خط ملتا ہے کسکا اور عبارت کسکی ملتی ہے
مزا ہے جو محبت مین نہین ہے وہ کسی شے مین ۔ کسیکو کیا بتاؤن ہمین لذت کسکی ملتی ہے
نہ ہو رسوا جلا کر مجھکو میری خاک اُڑنے سے ۔ یہ سوچو خاک مین ہر روز عزت کسکی ملتی ہے

…ب ردیون سے کیا اُمید وفا	کبھی کی بھی وفا کسی نے ہی

ای ظفر رو دیا ہی جب میرا
کچھ سنا ماجرا کسی نے ہی

…ل ہے پھر جا تری چشم تو وہان چاہیے ہی	ہی یہ بیمار اسے نقل مکان چاہیے ہی
…وکمانہ ازہر تیر کا پیکان نکانی	دہن زخم مین کیا ہی زبان چاہیے ہی
…ایک دو جام سے کیا ہوگا کہ ہی جوش بہار	اب تو کوئی خم می بادہ کشان چاہیے ہی
…ل بچے جاتی ہی کوئی اُٹھنے لونگی الفت	رکھنا چھاتی پہ کوئی سنگ گران چاہیے ہی
…س موجود ہین یہ تیرے نگاہ و ابرو	ناوک افگن تجھے کیا تیر و کمان چاہیے ہی
…تش دل کا مری گر ہی بجھانا منظور	ہونا آنکھون کو مرے اشک فشان چاہیے ہی
…امین ہم خلد کو کیون چھوڑ کے کوچہ ترا	خاکسارون کو ترے رہنمایان چاہیے ہی
…خ روشن کے ترے سامنے ای ماہ لقا	مہینۂ چاک مرا اشل کتان چاہیے ہی

کرتا ہی ابروے پر خم سے تجھے قتل وہ شوخ
ای ظفر کیا اسے تیغ صفہان چاہیے ہی

…ج اٹھا جو صحرا مین غبار اور نیا ہی	کیا توسن وحشت پہ سوار اور نیا ہی
…ین ہوتا ہی تازہ ترے کوچے مین ہمیشہ	بنتا وہان روز ایک مزار اور نیا ہی
…آنسوون کا قطرۂ خون سے مرے ہر دم	سے لیے اک پھولون کا ہار اور نیا ہی

دیگر

ارادہ جب ہوا مژگونکی کا دل کو ہے ہیں غیر غمین ۔ تو پینا پڑتا یہاں خون جگر پہلے سے ہمکو ہے
لگا پہلے بھی تھا دل میں نظر کا تیر ابکی ۔ نظر آتا زیادہ کارگر پہلے سے ہمکو ہے
ابھی اخبار کا دہ ابکے کوئی آیا نہیں پرچہ ۔ کہ دل نے دی ہمارے یہاں خبر پہلے سے ہمکو ہے

کرینگی ایک دن دل سے خلش اُس شوخ کی مژگان
کہ کھٹکا ہوگیا یہ ای ظفر پہلے سے ہمکو ہے

ترا سرمہ سے اشک چشم ای پرفن ٹپکتا ہے ۔ تماشا ہے کہ یون بادام سے روغن ٹپکتا ہے
گلاب آگے ہی اُسکے پانی پانی اسقدر خوشبو ۔ عرق رخ سے ترے ای غیرت گلشن ٹپکتا ہے
ٹپکتے ہیں مکان برساتین پر جوش گریہ سے ۔ ہمیشہ خانۂ چشم اپنا بے ساون ٹپکتا ہے
ترے بھیگے ہوئے گیسو سے یہ بوندین نہین جھڑتین ۔ دہان مار سے زہر اب جانِ من ٹپکتا ہے
نظر میں ہے ہمارے لالہ سیراب سے بہتر ۔ یہ اشک خون جو مژگان سے سر دامن ٹپکتا ہے
کیا ہے قتل جرم دوستی پر اُسکے تونے ۔ تری تلوار سے لوہو جو ای دشمن ٹپکتا ہے

جگر کی آگ دونی ای ظفر ہوتی ہے رونے سے
ٹپکتے یہ مرے آنسو نہین روغن ٹپکتا ہے

ایک تو آفت تری گوری کلائی گول ہے ۔ اور پھر اُسمین غضب چوڑی طلائی گول ہے
قطرہ آنسو کا نہین یہ دیکھو مژگان چشم تر ۔ خوب موتی تیرے دکھلانے کو لائی گول ہے
کیا ہو ویسا کیجے اُن سے آشنائی بات کا ۔ ہمسے وہ کرتا کلام آشنائی گول ہے

دیگر

مطلع ثانی

ہم اپنی وحشت اگر دکھائیں تو پھر یقین ہے کہ بھول جائیں
جو کہتے مجنون کی ہیں کہانی ہمارے ہمدم سنی سنائی

وہ دل ہیں کیفیت اپنے دیکھی سنی تھی جو جام جم ہیں لیکن
زیادہ ہم جانتے ہیں دیکھی سمجھتے ہیں کم سنی سنائی

دکھاوے گریہ کا اپنی عالم جو آنکھوں سے دیکھیں اپنی بیگھ
کہ باتیں طوفان نوح کی تو ہیں چشم پرنم سنی سنائی

کرے نہ اقرار وصل جب تک وہ اپنے منھ سے نہ آوے باور
کوئی سنائے خبر یہ ہمکو ہزار ہمدم سنی سنائی

لعون جو خوبی حسن یوسف کہے وہ برقع اٹھا کے منھ سے
کہ یون دکھاوے کوئی تو جانین سنین ہین کب ہم سنی سنائی

جو محرم دل ہے جانتا ہے وہ دل کی حالت کو فی الحقیقت
وگرنہ کہتے ہین ای ظفر سب سوائے محرم سنی سنائی

دل کو اُن زلفون کے سودے مین پریشانی سی ہے
اور جان وحشت مین اُن آنکھون کے دیوانی سی ہے

چشم ہے پر نور اپنی دیدۂ خورشید وار
خواب مین دیکھی شب ایسی شکل نورانی سی ہے

دیگر

دل کی شامت ہی لیگئی دل کو
ظفر اُس زلف عنبرین تک ہی

زخمون پہ باندھو ہی جراح دیکھ بھالے — دریا بہیگا خون کا جبدم یہ سرکے بھالے
اتنے ہین زخم دل کے پور پھوڑین اُنپر — گر خیمۂ فلک کے کیجے کتر کے پھالے
تیزاب بن نہ ہرگز زخمون پہ اپنے رکھین — مجروح یار تیرے تیغ نظر کے بھالے
بلبل کے زخم دل پر مرہم ہو شبنم گل — اور اُسپہ چاہیے پھر گلبرگ تر کے پھالے
جون آگ پر توے ہون ہین گرم اسطرح سے — زخم جگر پہ باعث سوز جگر کے پھالے
خورشید و ماہ بنکر سر پر چڑھے فلک کے — زخمون سے دو گرے تھے تیر اُتر کے پھالے

جو تیغ عشق کے ہین زخمی ظفر جہان مین
ہو سود مند اُن کو کیا چارہ گر کے پھالے

تو حسین جتنا ہی کا ہیکو پری آتی ہی — حسن کبھی کچھ ہی تو کب عشوہ گری آتی ہی
تجھے کہاں آئے کہاں جائینگے پھر یا کہاں — کچھ خبر ہمکو نہین بے خبری آتی ہی
ہم تو چاہیں ابھی اُڑ کے وہا پہنچیں ہمکو — دیتی رخصت نہین بے بال و پری آتی ہی
نہ ہو نالۂ شب اتا گرے اُسکو ہنر — اور نہ تاثیر مین آہ سحری آتی ہی
دیکھنے کی نہین خورشید جہانتاب کو تاب — رخ روشن کی ترے جلوہ گری آتی ہی
باعث دریا کا خجالت سے ہی پانی پانی — آنسو وان سے مرے دامن مین تری آتی ہی

آنکھ کی گردش سے کیا چرخ بریں چکر میں ہے
پھونکے بھی بھونچال سے ساری زمین چکر میں ہے

صبح سے تا شام پھرتا ہی رہے ہی آفتاب
جیسے دیکھا تیرا روے آتشیں چکر میں ہے

ہی علاج درد دل سے کیا حیران طبیب
بلکہ عقل عیسی گردون نشین چکر میں ہے

پھرتا ہی سر ل منزل جو ہمیشہ ڈھونڈھتا
کون ہی جسکے لیے ماہ مبین چکر میں ہے

روح مجنون رقص کرتی ہی مری وحشت کو دیکھ
جانب صحرا بگولا یہ نہیں چکر میں ہے

جسکی قسمت میں ہی گردش صورت جام شراب
بزم عشرت میں بھی ہی ہمنشین چکر میں ہے

ہی جو یاد حلقۂ زلف اُسکی گرداب بلا
ای ظفر میرا دل اندوہگین چکر میں ہے

حقیقت کچھ نہ تھی اُدھر اڑتی سی پہونچی ہی
کہیں جاسوس کی انکو خبر اڑتی سی پہونچی ہی

نہیں پہونچا اسیران قفس تک گل تو گلشن سے
مگر بوے گل ای باد سحر اڑتی سی پہونچی ہی

نہیں خال لب شیرین پہ منہ کو کھول کر اپنے
کوئی مکھی سر قند و شکر اڑتی سی پہونچی ہی

جہنم میں کہاں تھی آگ شاید آتش دل کی
کوئی چنگاری ای باد سحر اڑتی سی پہونچی ہی

غبار خط کہاں ہی یار کے روے مصفا پر
مگر کچھ گرد آئینہ پر اڑتی سی پہونچی ہی

نہ دامن تک ترے اس ناتوان کی گرد پہنچے گی
کہ در تک بھی قریب، نگہ اڑتی سی پہونچی ہی

کہی ہی غیر سے جو بات اُس گل نے ملاحت سے
وہ میرے کان تک بھی ای ظفر اڑتی سی پہونچی ہی

یون تو آتی ہین ظفر روز ہزارون اخبار
جان سپاری کی جو آئی خبر اور ہی تھی

دیگر

عشق نے جو حق ہمارے کر دیا مجھے منظور رہی
آہ میری دار ہی اور دم مرا منصور رہی

ہر رخ بھی ہی دوربین اُس بت کی تو شکل ہرن
اور ماتھے پر شفق سے قشقہ سیندور رہی

اے تصور مجھکو پہونچا دے سوے جانان تلک
میں ضعیف و ناتوان ہون اور جانا دور رہی

ہی جہان میں نور و ظلمت روے و زلف یار سے
ایکروز روشن انہین اک شب دیجور رہی

سوز فرقت داغ جگر میری سینہ میں ہو نہ کم
کیون لگاتا چارہ گر تو مرہم کافور رہی

تیر تھا کیا زہر آلودہ ترا ناوک فگن
زخم ہی جو میرے سینہ میں سو وہ ناسور رہی

یہ جو دو ٹکڑے ہین میرے دل کے اے جوہر شناس
ایک کوہ نور ہی اور ایک کوہ طور رہی

ہم جہان بیٹھے جائینگے دل پر آبلہ
اپنا توشہ تو یہی اک خوشۂ انگور رہی

جانتا سارا زمانہ ہی ظفر کو عشق مین
وہ ترا دیوانہ مجنون سے سوا مشہور ہی

جسنے لکھکر انہین بھجوائی خبر اور ہی تھی
خبر ان تک وہان پہونچائی خبر اور ہی تھی

جی مین آتا ہی قلم ہاتھ کرون کاتب کے
کہ لکھی اور ہی لکھوائی خبر اور ہی تھی

شکر اے نامہ بر آیا تو سلامت ورنہ
پہلے آنے سے ترے آئی خبر اور ہی تھی

تجھے نے دی خوش خبری کب ہین ہیار کے بعد
ہر خبر مین تری جو بھائی خبر اور ہی تھی

پھولے جامہ مین سماتے تھے نہ گلہاے چمن
آج کچھ باد صبا لائی خبر اور ہی تھی

پانون پر رکھتے ہوئے اُس گلچہرے مین ہوش اُڑے تھے
ہمنے اُڑتی سی جو سن پائی خبر اور ہی تھی

...نہ کرنا حق پرستی بت پرستی ہو نہیں سکتی اگرچہ ناتوان ہوں بیقدر دم کھینچ نہیں سکتا	اگر ہو رہنما عشق بتان ہو سکتا سب کچھ ہی پر اب بھی نالہ شور و فغان ہو سکتا کچھ ہی

ظفر دشوار ہی ہر چند اہل معرفت ہونا
مگر صدقے سے فخر الدین کے آسان ہو سکتا سب کچھ ہی

ناصح بیدرد کب درد آشنائے عشق ہی	اس سے واقف ہو وہی جو مبتلائے عشق ہی
ہی جنہیں سے کام کیا انکو کہ جنکے سینہ میں	رشک صد گلشن ہجوم داغ ہائے عشق ہی
ہر مرض کے واسطے وارد ہی گر ڈھونڈھیے کوئی	پر نہیں پیدا دوا جز اک دوائے عشق ہی
کیونکہ عاشق ہو نہ سیراب حیات جاودان	تیغ بران چشمہ آب بقائے عشق ہی
خاک جو اڑتی ہی میری کوچہ دلدار سے	گر رہی برباد مجھکو یہ ہوائے عشق ہی
زلف جبدن سے ہی کافر تری زنجیر وار	دل اسی دن سے گرفتار بلائے عشق ہی
زر سے رخسار کی دولت سے ہی زردار وہ	اے ہوس ہاں جسکے کیمیائے عشق ہی
آدم خاکی ہوا اشرف جو مخلوقات سے	اسکا باعث ہی یہی وہ خاکپائے عشق ہی

ہو گیا ہی ابتدا ہی سے ظفر تیرا یہ حال
دیکھیے کیا ہو ابھی دور انتہائے عشق ہی

کیا دل نے عداوت سے مری مسکن بغل میں ہی کہوں کیا زلف کو ہندو کہ تیرے مصحف رخ سے	مجھے ڈر ہی اسی دشمن کا یہ دشمن بغل میں ہی ہمیشہ اسکے قرآن ای بت برہمن بغل میں ہی

تو در وفا کماری چو من ہنوز اسما
تو در ناز و تمکین چو او بادشاہ سما
تو در دیدہ آن نخچیر عشق او از پی من
قلندر از سر لطف آن شہ درسینہ آسما
ظفر بین سبہ بضاعت نگاہ بان خوبان

دیکھو

محبت اس صنم کی خاص ایمانی کا تقاضا ہی
پریشان ہونا سنبل کا پریشانی کا تقاضا ہی
خیال زلف جانان کی پریشانی کا تقاضا ہی

کمند ایسا ہو مارے جان دل عاشق کے	کہ تیری ناف پر سیلی بلا جادو کی سیلی ہی
لیا ہی بوسہ عارض کا اُسکے قصد جب دل سے	تو کھائی منہ پہ لپنے جنبش گیسو کی سیلی ہی

ظفر رکھتا ہی الفت مین تری وضع فقیرانہ
بنائی آہ کی اُسنے چھڑی آنسو کی سیلی ہی

اُس نگاہ مست کے مستون کی مستی اور ہی	اور می ہی اور اُنکی می پرستی اور ہی
ابر مژگان سے بندھے جس طرح اشکون کی جھڑیا	اس طرح سے کب گھٹا کوئی برستی اور ہی
نیم غمزہ پر ترے ہم بیچتے ہین اپنا دل	اس سے بھی کوئی زیادہ جنس سستی اور ہی
غنچہ کی مٹھی مین زر ہی پر نہین ہستی کرم	تنگی دل اور ہی او تنگدستی اور ہی
جو بلندی چاہتا ہی اپنی مثل گردباد	چرخ کی گردش میں کھاتی اُسکو پستی اور ہی
ہستی یکدم پہ اپنی تو جو ہنستا ہی شرر	تیری اس غفلت پہ ہنستی تیری ہستی اور ہی

ای ظفر بستی ہین دل مین رنج و غم درد والم
ابتو کچھ اس خانہ ویران مین بستی اور ہی

ستے سرکشے کا فرے کج کلاہی	بحسن آفتابے بر خسار ماہے
معطر کن مغز جان دو عالم	بعنبر فشانی زلف سیاہے
مسخر بیک غمزہ سازد جہان را	کند چون ز مژگان صف آرا سپاہے
بہر گام در راہ مہر و محبت	دو دیدہ بدنبال او رداد خواہے

[illegible]

[illegible]

خاکساری کیمیا ہی جو ہوا اس میں خاک | ایک بار اسکو بہم اکسیر پھر پہونچی تو ہی
جب وہ بارا پھر اشارہ اسکے ابرو کا ہوا | انجمن میں نوبت شمشیر پھر پہونچی تو ہی
دل میں میں اسطرح سے ڈر دیکھیے ہوتا ہی کیا | لیکے دل ان مجھکو میری تقدیر پھر پہونچی تو ہی
سینۂ افلاک میں ہوں کتنے روزن دیکھیے | میری ہر اک آہ مثل تیر پھر پہونچی تو ہی

رحم آگے یا نہ آئے لیکن اسکے تا بگوش
ای ظفر فریاد سے تاثیر پھر پہونچی تو ہی

گر آئے دل میں وہ دو دو پیچ جانانہ واجب ہی | کرے غم تنہائی اس گھر میں کوئی مہمانہ واجب ہی
بھرے ہی دامن اپنا ہر چمن پھولوں سے ایساقی | تجھے بھی ہی سے بھر شیشہ و پیمانہ واجب ہی
اٹھائے تو جو منہ سے برقع فانوس محفل میں | جلے ای شمع غیرت سے اگر پروانہ واجب ہی
بہت کرتا ہی دعوی زاہد اپنی پارسائی کا | تجھے دکھلانا اسکو جلوۂ مستانہ واجب ہی
خبر لے ہم اسیروں کی کہاں صیاد بے پروا | سمجھنا اپنے آنسو ہی کو آب و دانہ واجب ہی
اگرچہ درد سری سر بسر ہو مہربانی سے | ذرا سن لینا میرے درد کا افسانہ واجب ہی
مجھے آرایش ان زلفوں کی ہی منظور اتنی سے | بنا دوں پنجۂ مژگان کو گر میں شانہ واجب ہی
محبت ہی مجھے ساقی سے باقی بعد مردن بھی | بنانا خاک سے میری خم و خمخانہ واجب ہی

ظفر جوش بہار حسن سے اس رشک گلشن کا
زیادہ دل کو ہوتا اندنوں دیوانہ واجب ہی

دیگر

[illegible]

دیگر

[illegible]

غزل

بعد مرنا کی نہ ہم اس نقرہ و محل کی ہی بنا یا پار

تقریر سنی تھی پری تجھکو یہان تصویر ہو گی اور ہی

اے دل شامت زدہ تقصیر ہو گی اور ہی

کشتہ کیا سیماب کو کرتا ہی اپنے دل کو مار

کام ملی اک سیما ای ظفر اکسیر ہو گی اور ہی

دیگر

ہین سبب دو وجہ منہ کی زرد رنگت پائی جاتی ہی

اگر تو غور سے دیکھے علامت پائی جاتی ہی

طبیب عشق ہو گر جو وہی پہچانے اس کو

جو دیکھو تو صفائی منہ پہ وہ آئینہ رو

دیکھ دل مین صاف اسکا کدورت پائی جاتی ہی

کہ ہر صورت مین یان اک در صورت پائی جاتی ہی

خاک اڑاتا کونسا دیوانہ ناشاد ہی	گرد باد دن ہیں جو صحرا آج گردا باد ہی
اب تو نی مجنون ہی نی وامق ہی نی فرہاد ہی	اپنے دم سے کشور عشق و جنون آباد ہی
لکھو نہ لکھ خط شکستہ سے خط ای بیان شکن	تیری زلف پر شکن بھولے نہیں ہم یاد ہی
تو نے مارا ہی جسے دکھلا کے یہ بوٹا سا قد	نخل اُسکی گور پر یا سرو یا شمشاد ہی
کیا ستم ہی دیکھ تو تیرے ہوا ے شوق مین	خاکساری خاکساروں کی ہوئی برباد ہی
دیکھ تو کیا ضبط ہی دم بھی نہیں ہم مارتے	ورنہ ہر اک استخوان مین مثل نی فریاد ہی
قتل کرتا ہی ہمین لعل لب جان بخش یار	تو مسیحا بھی ہمارے واسطے جلاد ہی
تیرے مجنون مین کہان لہو ہو جو کوئی فصد لے	ورنہ ہر اک غدہ صحرا نشتر فصاد ہی

کردیا آگاہ اسرار دو عالم سے ظفر
عشق ہی مرشد ہی پیر عشق ہی استاد ہی

ای پری خط مین جو ان تحریر ہو گی اور ہی	مین پڑھا جن ہون بیان تحریر ہو گی اور ہی
دیکھ زخم دل ہلال آسا کہا جراح نی	زخم یہ جسکا ہی وہ شمشیر ہو گی اور ہی
نی نوازون کی صدائی مین ہو تاثیر اور	نالۂ دل کی مرے تاثیر ہو گی اور ہی
ہمنشین بیٹھے باتین یہ بتاتی ہو ہمین	جب یہان جاؤ گے تم تقریر ہو گی اور ہی
جو تری زلفون کے سودائی ہین انکے واسطے	طوق ہوگا اور ہی زنجیر ہو گی اور ہی
ہوگئے جنکے یار تم ہو گئے نہ مجھسے بد نصیب	مہربان انکی تو کچھ تقدیر ہو گی اور ہی

جلد دوم دیوان ظفر

دیگر

[illegible]

[illegible]

ہون مین نرگس جادو ہی کیا بلا تیری	کہ سحر و ساغر سحر آفرین یہی تو ہی
وہ پوچھتا ہی مجھے اور سامنے ہون مین	یہ انتہا کوئی بھی کہتا نہین یہی تو ہی
صفا ہو دل تو وہ دوری مین بھی ہو پیش نظر	کہ اُسکے دیکھنے کی دوربین یہی تو ہی
گلی سے یار کی جائین کہان ہم اے واعظ	کہے ہی تو جسے خلد برین یہی تو ہی

کرے وہ کندہ ظفر دل پہ میرے اپنا نام
کہ اُسکے نام کو زیبا نگین یہی تو ہی

تمہارے بیمار ہجران کی جو حالت کل سے اور ہی ہی	نہین پہچانی جاتی اُسکی صورت کل سے اور ہی ہی
سمجھ رکھا تو ہر سون بھی مرا آئینہ رو مجھ سے	و لیکن دیکھتا ہون کچھ کدورت کل سے ہونے لگی ہی
الٰہی خواب مین دیکھا تھا کل کس آفت جان کو	کہ رہتی جان غمگین پر اک آفت کل سے اور ہی ہی
لیا تم نے جو کل کی بات وعدہ کل کے آنے کا	تو دل بیکل مرا اے ماہ طلعت کل سے اور ہی ہی
خدا جانے کہ کس وحشی نگہ نے کل مجھے دیکھا	کہ مین جو دیکھتا ہون مجھکو وحشت کل سے بڑھی ہی
ہمیشہ عشق مین مجھکو نیا اک رنج رہتا ہی	کہ ہر سو اور تھی مجھ پر مصیبت کل سے آئی ہی
اگر رونا رہا میرا یہی آجائے گا طوفان	الٰہی خیر ہو گریہ کی شدت کل سے اور ہی ہی
مگر واعظ یہ کل کل مجھسے فردائے قیامت کی	جدائی مین کسیکی یان قیامت کل سے ہو رہی ہی

ظفر سنتا ہون مین اُنسے نئے اپنے گلے شکوے
کہ کل تک اور تھی اُنکو شکایت کل سے اور ہی ہی

مطلع ثانی

خیال زلف مین کیون دل کا داغ جلتا ہی

[illegible]

[illegible]

محبت باندھی اک الجھی کی ہمنے پہلے ہی	الٰہی دیکھیے کیا ہونیہ پلٹے ہو نہ غلطے ہی
نہین ہی وادی وحشت مین بیٹھا تیرا دیوانہ	لیے پھرتا غم و حسرت کے ساتھ اپنے دھوتے ہی
نگارا یہ اشارہ ہی کہ گل کھلا نپے ہاتھون سے	جو دل چھین لیکے دیا تو مجھے ہاتھوں کے ملتے ہی
اگر دل قلعہ روئین بھی ہوگا ٹوٹ جائیگا	کہ کرتی اسپہ سو سو فوج غم ہر روز ہلّے ہی
کرے کلّا عدو مجھسے تو کلّے چیر ڈالون مین	پر اُسن پردے مین تو دکھلاتا اپنے کلّے ٹھلے ہی
بلائین جو بلاکش ہین بلا خوف اسکی لیلیتے	تو اسکے بالعوض نام انکا وہ رکھتا بلّے ہی
ابھی وہ کافر بد کیش آتا ہی جو مسجد مین	بھلا دیتا ہی تسبیحین اُٹھا دیتا مصلے ہی
وہ وہ برہم ہوکے الجھے ہی یہ کرتا ہی نمود اپنی	اڑائی زلف خط مین رات دن کچھ بہ کلے ہی
نکالے حسن مین کیا کوئی شتاق جمال اپنی	کہ تو نکلے ہو اپنے گھر سے جب یا دم نکل جاتی
اگر سیلاب گریہ آگئے ہی خانہ خرابی پر	تو بل مین صاف کر دیتا محلّے کے محلّے ہی

ظفر ان قافیون مین کہہ نہین سکتا غزل کوئی
اگر کہتا بھی ہی تو تجھ سے اصلاح غزل لے ہی

بندہ خدا کا کون وہ خاص آفریدہ ہی	پشت فلک سلام کو جسکے خمیدہ ہی

مطلع ثانی

ابرو کے یار جب سے کہ خنجر کشیدہ ہی	دل اک جہان کا بسمل و رخون طپیدہ ہی

مطلع ثالث

[illegible]

[illegible] صورت آدم ہویدا ہی

ی

[illegible]

وہ دیکھتا ہی تجھے دیدۂ تصور سے
ہزار پردے مین بھی تو ظفر کے سامنے ہی

الٰہی دل وارستہ کیون حرص و ہوس مین بندہی
شعلہ ہو سکتا کہین بھی خار و خس مین بندہی

یہ ہوئی برسات اب کی جوش گریہ سے مری
قافلونکو آمد و رفت اس برس مین بندہی

جیسے وہ نالے مین دم مارے گرانکے آگے سے
دم ابھی ہوجاتا اسکا اک برس مین بندہی

جائیگا اڑکر کہان صیاد یہ مرغ اسیر
ایک تو پر بند ہی اُسپر قفس مین بندہی

پھرتا تھا چھوٹا ہوا سیرا دل وحشت زدہ
آگیا جس دن سے ظالم تیرے بس مین بندہی

عقل کے کوچے مین کیا اندیشۂ فاسد کا کام
آمد و شد دزد کی راہ عسس مین بندہی

آگے پیچھے پھرتے ہین غماز کیا تجھ سے ظفر
ہوگیا دل اپنا فکر پیش و پس مین بندہی

گذرتی ہی جو دل پر تجھ سے چشم نم ہویدا ہی
کہین گو ہم نہ منہ سے ایک منہ پر غم ہویدا ہی

غم و شادی ہین باہم دونون اس گلزار ہستی مین
رخ خندان گل پر گریۂ شبنم ہویدا ہی

چھپائین کس طرح سے ہم دل مین شور محبت کو
کہ آہ آتشین سے وہ نوای ہمدم ہویدا ہی

ذرا غفلت سے کھول آنکھین کہ تیرے روبرو سارا
تماشائے جہان مانند جام جم ہویدا ہی

نہ سمجھو اسکو ماہ نو فلک کے آئینہ مین یہ
کسی مہوش کا عکس ابروی پرخم ہویدا ہی

نہین ہی خرد کوئی فیض سے خالی بزرگون کے
کہ ہر ذرہ مین نور نیر اعظم ہویدا ہی

[illegible]

انسانشہ ایکا او گل باعث دیوانگی
جو گلستان مین ہی عالم وہی خارستان مین ہی

[illegible] کرتی دعا [illegible]
وقت جوش رحمت باری ظفر باران مین ہی

[illegible] نہین تو کون ہی

دیکھتا وحشت مین دامن بھی نہین تو کون ہی

پیا جو ڈھونڈھو سکا سارا جہان پایا ہی
کسی بن بھی کہیں کا نشان پایا ہی

مطلع ثانی

ہمیشہ جو نا مہربان پایا
[illegible] کی جان پایا ہی
[illegible] آسمان پایا ہی

[illegible] امتحان پایا ہی
[illegible] زبان پایا ہی
[illegible] ناتوان پایا ہی
[illegible] مکان پایا ہی

طرح دوم دیوان ظفر

اے نگین اس روسیاہی کو سمجھو اپنا فروغ	دیکھ کر تو نام روشن یہ نہین تو کون ہی
زلف نے کافر مجھے مارا ہی راہ وفا	میرے حق مین مار ہی زن یہ نہین تو کون ہی

بت کدہ مین جب گیا مین کھینچکر قشقہ **ظفر**
بول اٹھا وہ بت برہمن یہ نہین تو کون ہی

ہوئی تپ دل کو شکون کی تراو ش ہونیوالی ہی	کہ گریا ہوا ہی خوب بارش ہونیوالی ہی
بھبھوکا یاسکی جلنا ہوا ہی یگا دل میرا	کہ اس بھبھوکا سے اس گھر کو لرزش ہونیوالی ہی
جو مثل نقش پا بیٹھے ہین جا کر تیرے کوچہ مین	کوئی اٹھے ہین وہ کب انکو جنبش ہونیوالی ہی
کرے ہی بلہوس اس پہ جا عشق کا دعوے	مگر اک وقت اسکی آزمایش ہونیوالی ہی
بہایا آنسوؤنکا چشم نے دریا تو کیا حاصل	فرو کب اس سے تیرے دل کی سوزش ہونیوالی ہی
نہ بدخواہون سے کچھ ہوگا نہو گا خیر خواہونسے	جو کچھ تقدیر کی ہی اپنے خواہش ہونیوالی ہی
ہاگر شور ہو اپنے دل شوریدہ کا یونہین	تو اک دن مثل شور حشر شورش ہونیوالی ہی
کیا آرام وحشت سے اے فلک تو نے جدا ہمکو	نہ تھے واقف کہ تیری یون بھی گردش ہونیوالی ہی
مزاج اپنا اسی باعث سے کچھ نا ساز ہستا ہی	سنا ہی یہ تری غیرون سے سازش ہونیوالی ہی
نگین بے سینہ کا وی بامو ہو یہ نہین ممکن	تجھے گر نام کی خواہش ہی کاہش ہونیوالی ہی

ظفر روتا ہی جو اپنے گناہون کی ندامت سے
وہ بے کیسا ہی عاصی اسکی بخشش ہونیوالی ہی

[illegible]

عشق کی گرمی سے دل میں ایسی جلتی آگ ہے
سانس ٹھنڈی بھی جو بھریے تو نکلتے آگ ہے

اسے سوزِ دل سے چشم میں کیا اشک خوں ہیں سوزناک
جانے آیا اس چشمہ سے دیکھو نکلتی آگ ہے

سرخ ہو رنگِ حنا سے وہ ان کفِ پا نگار
حسرت پابوس یاں ان کے لبوں سے لگتی آگ ہے

آہ کے ہمراہ سینہ سے نکلتے ہیں شرار
واہ کیا مشعل کے اندر سے نکلتی آگ ہے

خاک پر دل تفتگان کی جب گرے رتی گرد شتا
برق کے دامن میں لیے گرد ان جلتی آگ ہے

سوزِ الفت سے نہ جب تک جل کے خاکستر ہوئے
سینۂ سوزاں سے میرے کوئی جاتی آگ ہے

پھول جھڑتے ہیں چراغوں سے جو تم ہو اے ظفر
میری نظر دشمن وہ انگارے اگلتی آگ ہے

اس لیے ان سے طبیعت ہو گئی بند اپنی ہے
کہ پسند ان کی نہیں وہ جو پسند اپنی ہے

سب نے پر و بال ہو بھجتا ہے جہاں پر اخیال
بھول جاتا وہاں پرواز پرند اپنی ہے

گردنِ دل میں مرے ناز نظر سے ڈالی
غضب اس چشمِ سیہ مفتن نے کمند اپنی ہے

پردۂ گوش فرشتوں کے پھٹے جاتے ہیں
میرا نالہ جو صدا کبر تا بلند اپنی ہے

آنکھ کی سامنے اسکے لبِ شیریں کی نبات
کیوں جتاتا یہ حلاوت کو قند اپنی ہے

ہوتی اک بوسہ لب سے نہیں اپنی سیری
بلکہ ہو جاتی طلب اور دو چند اپنی ہے

دیکھئے خاک ہو برباد ظفر کس کس کی
آج دکھلاتا وہ رفتار سمند اپنی ہے

دیگر

دیگر

چارہ گر اور لگا اُنپہ کتر کے پھاہے
یہ تو سب خون مین ہین زخم جگر کے پھاہے

سب پہ کھل جائیگا یہ دلِ مجروح کا حال
دل کے زخمون سے ذرا بھی جو یہ سرکے پھاہے

جب تلک زہر مین آلودہ نکرے نہ لگا
زخم پہ نسخۂ شمشیرِ نظر کے پھاہے

چارہ گر آگ سی نکلے ہی مرے زخمون سے
ہاتھ اپنا نہ جلا ہاتھ سے دھر کے پھاہے

بھر کے زخمون مین مرے پیس کے تھوڑا سا نمک
گر لگانا نہین تیزاب مین بھر کے پھاہے

ایک خورشید بھی اُنمین سے ہے جتنے داغ جگر
کئی داغِ دل سوزان سے اُتر کے پھاہے

دیکھ کیا سرخئ خون سے ہین برنگ گل رخ
خوشنما سینۂ زخمی پہ **ظفر** کے پھاہے

دل اُسکی زلف مین ڈھونڈے جو داغ کو ڈھونڈھے
کہ شب کو گم ہو اگر کچھ چراغ سے ڈھونڈھے

بنائے کوئی جو اُس رخ پہ خال کا جل کا
نمونہ پہلے وہ اک چشمِ زاغ سے ڈھونڈھے

مرے قفس کے بھی رکھنے کو جا ہی صیاد
بڑا ستم ہی کہ تو دور باغ سے ڈھونڈھے

پھرا ہی ڈھونڈھتا دیر و حرم مین کیا غافل
کہو کہ بیٹھ کے یکجا فراغ سے ڈھونڈھے

جو کوئی آپ کو پائے تو اسکو بھی پائے
سراغ یار کا اپنے سراغ سے ڈھونڈھے

ہمارے دل کو وہ گم کرکے ہاتھ سے اپنے
اگرچہ ڈھونڈھے کبھی تو اک داغ سے ڈھونڈھے

شراب پائے نہ اس چشم کی سی کیفیت
ظفر ہزار وہ چشمِ ایاغ سے ڈھونڈھے

نکر شکوہ ظفرؔ گر دوستی مین زہ بھجے دشمن
کبھی حاصل بھلائی مین برائی یون بھی ہوتی ہی

ہوا اُس رخ پہ جب پیدا خطِ عنبر فام پیدا ہی — اُسی دن سے ہوئی ہر صبح ہر اک شام پیدا ہی
اسی کا نام ہی دُنیا کہ سبکو نام دھرتے ہین — کیا عالم مین دنیا نے اسی سے نام پیدا ہی
زیادہ ماہیٔ بے آب و مرغ نیم بسمل سے — ہمارا دل ہوا بیتاب بے آرام پیدا ہی
تمھارے کشتگان چشم و لب کی خاک مدفن ہی — ہمیشہ ہوتا نخل پستہ او بادام پیدا ہی
پیا کرتا ہون بھر بھر کر دل کا خون مین دیدۂ تر مین — ہوا میرے لیئے یہ شیشہ اور یہ جام پیدا ہی
کرے وہ چشم کافر کیون نہ غارت دین و ایمان کو — کیا اُسکو خدا نے رہزن اسلام پیدا ہی

ظفرؔ وہ کامیاب وصل جانان ہو تو کیونکر ہو
کہ جو عاشق ازل ہی سے ہوا ناکام پیدا ہی

مجھے جو یار میرے آئے ہین سمجھانے کیا سوجھی
جو مجھکو عشق مین سوجھی کوئی کیا جانے کیا سوجھی

تماشا ہی کہ وہ سودا زدون سے اپنے پوچھے ہی
کہ مجھکو دیکھ کر تم جو ہوئے دیوانے کیا سوجھی

وہ سب دنیا مین ہین جتنے مزے ہین زندگانی کے
خدا جانے کیا کیون ترک اُسے دانا نے کیا سوجھی

دیگر

جو عشق مین ہین دیکھے تماشا بس [illegible] مجھے
وہ مرے سامنے جو صلے [illegible] ہین شاباش مجھے
بنا ہے اس تنگ محل مین ہین یہ سب نقش و نگار مجھے
نقشہ دکھلائے ذرا اپنا وہ نقاش مجھے
خاک صحرا ہو تو وحشت مین کیا حاجت فرش مجھے
باد صحرا ہی تو کیا چاہیئے فراش مجھے
جلوہ دکھلائے [illegible]
[illegible] صحبت او باش مجھے
[illegible] بر عشق مین [illegible]
زخم شمشیر تبسم [illegible] نمک پاش مجھے
[illegible] عیش کا سامان [illegible]
ای دل [illegible] وہ کیون عیش [illegible]
محفل عیش مین [illegible]
بوالہوس [illegible] دیکھے بشاش مجھے
ای ظفرؔ کیون نکرون [illegible]
منظور نہین راز درون فاش مجھے

طلب

کل تجر اور کسی کی آج تجر اور ہی ہی

ہان جفا ہان اور وہان منظور اور ہی ہی

کیا کہون ہین ترسا ہمارا الم کا احوال

شام کو اور ہی تو وقت سحر اور ہی ہی

دیکھون خوبان پر کیا چہرہ کا ہی کیا تصویر

جسکا ہی مجھکو تصور وہ بشر اور ہی ہی

سمجھو اس منزل فانی کو نہ گھر ای غافل

طلب بوسہ پہ بولے نہ وہ دم کھا بیٹھے
کیا کہین تجھسے غذا اپنی ترے عشق مین ہم

مجھ پہ بیگا جو تو بخیر و یقین تو پھر حیرت سے
دشمنون کا ہو جگر خون کہین ایدر کرے

کیا عجب دیکھ کے تیرے گل عارض کی بہار
طفل اشک اپنا اٹھا بیٹھ بفر کان سے کوئی

تو جو ہو صید فگن ہاتھ سے تیرے کافر
نکرے فائدہ جب کوئی دوا تو ناچار

جب سوال اور کیا کچھ تو قسم کھا بیٹھے
داغ کھا بیٹھے کبھی اور کبھی غم کھا بیٹھے

ایکدم دیکھیو فیضون ہی ہم کھا بیٹھے
ہاتھ سے پان ہمارے وہ صنم کھا بیٹھے

گل اگر سینہ پہ گلزار ارم کھا بیٹھے
یہ طبانچہ نہ ابھی دیدۂ نم کھا بیٹھے

کیا عجب تیر اگر صید حرم کھا بیٹھے
زہر کیجیۓ فکر نہ یہ بیمار الم کھا بیٹھے

ای ظفر دیکے دل اس شوخ ستمگار کو ہم
زخم شمشیر ستم ہاے ستم کھا بیٹھے

شاخ سنبل کیون پریشان حال ہمسی ہو گئی
خاک اڑاتی کیون عالم مین یکجہ باد صبا

پائی اس پاۓ نگارین تک جو تو نے دسترس
کیا کریگی چھوٹ کر قید قفس سے عندلیب

کہتے ہین ہنسکر وہ لعل لب کے دیکھو بہار
ہر گھڑی ہی سینہ کوبی ہر گھڑی فریاد ہی

دیکھکر زلفون کے کیسلے بال ہمسی ہو گئی
ہی اثر اگر یہ ہماری چال ہمسی ہو گئی

ای حنا تو بھی کہین پامال ہمسی ہو گئی
اب تو ہی وہ بھی شکستہ بال ہمسی ہو گئی

پنکھڑی گل کی بھی لالون لعل ہمسی ہو گئی
پوچھین گھڑیال سے کیون گھڑیال ہمسی ہو گئی

واب مین اگر جگاتے ہین وہ شب کو مجھے — نیند آنکھون مین جو کوئی لحظہ بھر آجاتی ہی
کیونکہ ہوجاتے نہ لکھتے لکھتے خط اشکون سے تر — آپ رونا مجھکو اپنے حال پر آجاتی ہی

اُسکی جب تصویر سینہ سے لگا لیتا ہون مین
چین میری جان مضطر کو ظفر آجاے ہی

آبلے کے پاس ہین کیا داغ سینہ پر کئی — گرد اک شیشہ کے ہین رکھے ہوے ساغر کئی

مطلع ثانی

رخ پہ بالا کان کا بالے پہ ہین گوہر کئی — ماہ پر ہالہ ہی اور ہالہ پر ہین اختر کئی
دل کے داغون کے لکھے حال اسپہ کیا جتبک نہ ہین — خط مین بھیجون رکھکے برگ لالۂ احمر کئی
ایک جنبش اپنی مژگان کو اگر دیتے ہین وہ — ڈوب جاتے ہین رگ جان مین مری نشتر کئی
مختصر ہوتا نہین وہ قصۂ زلف دراز — روز اس جھگڑے مین ہوتے ہین سیہ دفتر کئی
حال مرغان چمن کا تو نہین معلوم پر — ہین پڑے اُکھڑے ہوے گلشن مین بال و پر کئی
مقتل مین آتے ہی اُس قاتل سفاک کے — ہوگئے صد چاک دم مین خون کے محضر کئی
ایک جلوہ سے ترے رخسار کے ای شمع رو — ہوگئے پروانہ سان دل جل کے خاکستر کئی
ہو برا اس سخت جانی کا کہ اُسکے ہاتھ سے — رہ گئے پہلو مین میرے ٹوٹکر خنجر کئی
دل کے در پی ہین وہ زلف و کاکل و چشم سیاہ — اک مسلمان کے ہین پیچھے پڑگئے کافر کئی
جمع سورج کنڈ پر ہندو ہوے یا ای ظفر — خال یہ اُس مہر وش کے ہین زنخدان پر کئی

وہ کرتا قلم ہی مرے ہاتھو ناحق	مرے ہاتھو ناحق وہ کرتا قلم ہی

ظفر کیا ستم ہی ہوا دوست دشمن
ہوا دوست دشمن ظفر کیا ستم ہی

جب وصل دلربا کی تدبیر بن کے بگڑی	ہم سمجھے اپنے دل مین تقدیر بن کے بگڑی
ابرو بنائے اپنے تونے جو ای پریرو	مسجد مین پھر پریکی شمشیر بن کے بگڑی
صورت بگاڑ دی ہی کیا وحشت جنون نے	اپنی مصوروں سے تصویر بن کے بگڑی
تم کیا بنا رہے ہو ای غافلو عمارت	دیکھو جہان مین کیا کیا تعمیر بن کے بگڑی
خواہش مین زر کی تمنے دی چھوڑ خاکساری	کیا کیا میان مہوس اکسیر بن کے بگڑی
دیکھو بگاڑ اپنی قسمت کا اُنکے آگے	سو بار بات وقت تقریر بن کے بگڑی

جس وقت زلف لیلی بکھری ظفر سنور کر
مجنون کے واسطے اک زنجیر بن کے بگڑی

کو دکان اشک کو کب تک سنبھالے جائینگے	ایک دن یہ چشم کے گھر سے نکالے جائینگے
پابرہنہ پھرتا ہون مین دشت مین دیوانوار	کس طرح سے یہ مرے پائون کے چھالے جائینگے
جائیگی جس دن وہان سوغات اُنکے واسطے	اور غیر از معصیت ہم یان سے کیا لیجائینگے
دیکھیے کیا ہوئے گا جب محکمہ مین حشر کے	کاغذ اعمال اپنے دیکھے بھالے جائینگے
جبکہ اُس کوچے مین ہم بیٹھینگے مثل نقش پا	ہمنشین دیکھین ہمین کیونکر اُٹھالے جائینگے

یو نہیں ہمسے جو تیری ای بت گمراہ بگڑیگی | تو بتا ہم بھی ہان رکھتے ہین خاطر خواہ بگڑیگی
پنجۂ مژگان اُس بت کی زلف ای دل جدہر ہی اُس سے بنی | نہین تجھسے سنورسکنے کی جب وا ں سے بگڑیگی
بنائے تیری صورت دیکھکر بہزاد یہ صورت گر | کہ جو صورت بنائیگا وہ رشک ماہ بگڑیگی
نہ بنتے ہم تمھارے آشنا گر یہ خبر ہوتی | کہ یون ہمسے طبیعت آپکی ناگاہ بگڑیگی
بگڑ جائیگا حال اپنا اگر ہے دم مین دم جبتک | کبھی تجھسے نہ اپنی ای غم جانکاہ بگڑیگی
ترے عارض سا قرآن کیا بنا کر کوئی لکھیگا | بھووین کیجے رو برو پہلے ہی بسم اللہ بگڑیگی

نہ کر بننے بگڑنے کا خیال اصلا کہ دنیا مین
بنیگی ای ظفر جو چیز اک دن آہ بگڑیگی

شکر اللہ ہمسے یہ کافر صنم اچھے رہے | حق پرستو بت پرستی مین بھی ہم اچھے رہے
وہ برا کہتے رہے ہمکو پر اُنکے عشق مین | جیسے ہم اچھے رہے ایسے بھی کم اچھے رہے
مرگ تو ہو جائیگی سب خاک لیکن جیتے جی | جو رہے اس یار کی خاک قدم اچھے رہے
بعد مردن داغ دیتے ہین فقیرونکو درم | ہم رہے ای دل یہان تو بے درم اچھے رہے
ہو نہین سکتا نوشتہ سے زیادہ ایک حرف | اسپہ جو راضی رہے وہ یک قلم اچھے رہے
ای بت کافر ترے شیدا محبت مین تری | مر گئے تو بھی وہ اللہ کی قسم اچھے رہے

ہی یہان کی اشکباری رحمت باری ظفر
ابر آسا جو رہے با چشم نم اچھے رہے

بقیہ دیوان ظفر

دیگر

دیگر

[illegible]

مری سوز محبت نے یہ مجھسے شرارت کی — تپ غم نے مرے جو اسقدر پیدا حرارت کی

بلا غارت گری آتی ہی ظالم تیرے غمزہ کو — شعاع صبر و طاقت سب ہی اک پل مین غارت کی

یہ رکن سلطنت ہین عشق کے گو خواتین ال اویٹر — اسے عہدہ وزارت کا اُسنے مدت نظارت کی

بسر خاک پا یارسے ہووے اگر سر ہمہ — تو پھر دیکھو مری آنکھوں مین تم قوت بصارت کی

کبھی رتبہ بلند اُنکا نہو جو پست ہمت ہین — دکھائین گر بلندی لاکھ وہ اپنی عمارت کی

نہین آگاہ وہ رنگین ادا رنگ محبت سے — کرے سو رنگ سے گو خط مین رنگینی عبارت کی

ظفر جو آپ کو سب سے یہان کمتر سمجھتے ہین
کسیکو دیکھتے ہین کب وہ آنکھوں سے حقارت کی

جب کی جفا کسی پر ای ہمنشین نئی کی — سب سے یہی کی اُسنے ہمسے نہین نئی کی

جلاد ہی رہا وہ حق مین مرے ہمیشہ — روز اُسنے تیز مجھپر شمشیر کین نئی کی

ہین شیخ و برہمن کے قصے وہی پرانے — بات ایک ہی تھی حاصل ہمنے نہین نئی کی

کی کس سے ہاتھا پائی مستی مین یون جو تونے — پوشاک ٹکڑے ٹکڑے ای نازنین نئی کی

وہ مہروش جو آیا گھر سے بن بنا کے — یہ تونے آج گردش چرخ برین نئی کی

اک حسن کیا کہ تجھمین ہین خوبیان ہزارون — تعریف تیری جسنے کی مہ جبین نئی کی

باندھے نئے مضامین جنکا ظفر سب اُسمین
تجویز جس غزل کی ہمنے زمین نئی کی

جلد دوم دیوان ظفر

[illegible]

[illegible]

دیگر

ظفر بات اُس لبِ شیرین کی سن پائینگے کوئی
تو پانی شرم سے کیا کیا نبات و قند ہوئینگے

آپ جو تشریف یان سے مہربان لیجائینگے
حضرتِ دل دیکھیے مجھکو کہان لیجائینگے

ہم کفن مین بھی جلینگے شعلۂ فانوس وار
ساتھ اپنے یہ اگر سوز نہان لیجائینگے

جاوین کیونکر اُنکے ہین در تک سگِ دربان بھی
جیب وے اس کی اُڑا کر دھجیان لیجائینگے

چاہیے پرچہ خبر کا دل کی کیا اُنکے لیے
پارۂ دل قاصدِ اشکِ روان لیجائینگے

جبکہ جا بیٹھینگے تو خورشیدِ درخشان پر بھی ہم
ای فلک یہ شعلۂ آہ و فغان لیجائینگے

کرتے ہین فکرِ عمارت مین بسر جوانی عمر
کیا اُٹھا کر اپنے سر پر وہ مکان لیجائینگے

ای ظفر بہتر ہی خاموشی خدا جانے کہ تو
کیا کہیگا اور وہ دل مین کیا گمان لیجائینگے

دیگر

لڑکپن کا وہ تیرے سن یاد ہی
ترا روٹھ جانے کا دن یاد ہی

نہین بھولتا کوئی معبود کو
اُسے کرتا ہر انس و جن یاد ہی

جو ٹھہرا ہی روز اُسکے آنیکا یان
دلا روز گن یا نہ گن یاد ہی

نہین بھولتا دل سے عاشق ترا
تری ایک بل ایک چھن یاد ہی

نہ کر امتحان ہمنے جو کہدیا
ہمین تو وہ ای ممتحن یاد ہی

گئے بھول سب عیشِ دنیا کے ہم
نہین کوئی بھی یار بن یاد ہی

دیگر

دیگر

ہمتو ہیں رو رو کے غم کو بیکسی میں ٹالتے
اور وہ رنج کو ہمارے ہیں ہنسی میں ٹالتے

کرتے ہیں اہل دول دولت میں عمر اپنی بسر
اور ہیں مفلس دن اپنے مفلسی میں ٹالتے

ایسی نہ تھا اپنا کہ لیتے زلف سے دل کو بچا
اس بلا کو کیونکہ ہم اس بیکسی میں ٹالتے

تیرے مہجوروں کو ہو گیا ستانے سے غرض
کوئی دم ہیں یاد چشم نرگسی میں ٹالتے

وہ جو خرقہ میں گزرتے ٹالتے ہیں دن فقیر
انکو منعم ہیں لباس اطلسی میں ٹالتے

وہ شب وعدہ بھی آتے آتے کر دیتے ہیں صبح
رات ساری ہیں لیے ہمیں کا بیل سی میں ٹالتے

ٹالنے کی انکو آتی ہیں بہت باتیں ظفر
گہ کسی میں ٹالتے ہیں گہ کسی میں ٹالتے

ہم دن تو کاٹ لیتے ترسے رات وہم سے
اور آپ نے بھی تو کی نہ ملاقات وہم سے

بیٹھے لگا کے تاک تیرے در پہ ہم تو کیا
ملنے کی کچھ لگا نہ سکے گھات وہم سے

آنکھیں دو چار تجھ سے جو ہوتی بھی ہیں کہیں
کر سکتے ہم نہیں ہیں اشارات وہم سے

باتیں بہت بنا ہیں پر تیرے روبرو
کہتے نہیں بن آتی کوئی بات وہم سے

لکھتے ہیں خط جو تجھکو یہ لکھا نصیب کا
لکھ سکتے دل کے ہم نہیں حالات وہم سے

نے بھیج سکتے ہیں کوئی پیغام خوف سے
نے بھیج سکتے ہیں کوئی سوغات وہم سے

کرتا ہی پاس آنے کا تیرے ظفر جو قصد
آنے میں سو طرح کے خیالات وہم سے

[illegible]

...فی زلف جو ڈھونڈتا ہی کسیکو سیرا
زہر یان مجھکو تیرے سر کی قسم ڈھونڈتا ہی

زینۂ بام حقیقت ہی ظفر عشق مجاز
رکھو کے ہشیار ہی پر تو قدم چڑھتا ہی

دل کی مہمان سرائے خالی ہی
تم اگر آؤ جائے خالی ہی

نالہ وہ ہی کہ جس میں ہی تاثیر
بے اثر اک صدائے خالی ہی

دین بجز نقد جان تحسین کیا ہم
کیسہ اپنا تو ہائے خالی ہی

کچھ نہ تھی شیرے جام میں ساقی
کون اُسے منھ لگائے خالی ہی

پائیے کیا ہو تم فقیرون سے
یان فقط اک دعائے خالی ہی

آسمان میں ہی دانہ انجم
نہیں یہ آسیائے خالی ہی

بوالہوس خالی درد عشق کو کیا
کر رہا ہائے وائے خالی ہی

...رہ آتا ہی خانۂ دل میں
اُس سے کہدو کہ آئے خالی ہی

دین و دنیا کے فائدے سے ظفر
نہیں دانا کی رائے خالی ہی

...دیوانہ میرا نالہ و زاری میں رہتا ہی
نہیں کھلتا مجھے یہ کس کی تنگی میں رہتا ہی

...کے آنکھوں کو یکبار آنکھ بھر جسنے دیکھا ہی
ہمیشہ مبتلا آنکھوں کی بیماری میں رہتا ہی

...لا کو ... میں مجھے جون شمع کافوری
مرا دل سرد سب گرم بازاری میں رہتا ہی

[illegible]

[illegible]

قطعہ

[illegible]

دیگر

[illegible]

زہرہ جبین ہین اور بھی لیکن ترے سوا	روشن جہان مین مثل قمر کسکا نام ہی
جسدن سے کی ہین عشق نے خانہ خرابیان	ہم گھر کو جلنے نہین گھر کسکا نام ہی
کہتے ہو نامہ غیر نے ہمکو نہین لکھا	سر نامہ پر تو کیجے نظر کسکا نام ہی

بدنام ہی جہان مین ظفر جنکے واسطے
وہ جانتے نہین کہ ظفر کسکا نام ہی

مری شکوون کی وہ اک ای چشم تر بہتیری آتی ہی	تسلی ہو نہو دل کی خبر بہتیری آتی ہی
کیا ہی کیا فسون تونے کہ دل تجھسے نہین پھرتا	برائی دل مین ای بیداد گر بہتیری آتی ہی
جو لیکر گل چمن مین دیکھتے ہین ہم رگ گل کو	تو ہمکو یاد اُس گل کی کمر بہتیری آتی ہی
ترے عارض پہ دیکھا زلف کا کچھ اور ہی عالم	لٹکتا یون کبھی چمن مین جھوم کر بہتیری آتی ہی
ہم اس چشم تصور ہی کو اپنا جام جم سمجھین	اسیمین ہمکو کیفیت نظر بہتیری آتی ہی
عنایت نامہ آتے ہین جو انکے پاس اوروں کے	تو حسرت ہمکو بھی ای نامہ بر بہتیری آتی ہی

ہو اتنا کیون تو ایسے رنج و غم مین تو کیون مضطر با اتنا
کہ آفت عشق مین تو ای ظفر بہتیری آتی ہی

بند قبا جس رو کا خیال آلف تلے ہی	پریشان حال ہون ایسا کہ سب کہتے ہین سودا ہی
نہ پوچھو پیش چشم تر سے آنسو کے دریا	اُمنڈ آتا ہی جسدم پھر کوئی ٹوکے سے رکتا ہی
مرے آئینہ دل مین ہی عکس خال اُسکا	نہ سمجھو نکتہ فہم اُسکو جو کہتا ہی سودا ہی

جلد ۳ دیوان ظفر

[illegible]

ردیف

[illegible]

[illegible]

ہمکو اے دلبر تری محفل میں گنتا کون ہے
ہیچ ہیں ایسے بہت لعل کو دل میں گنتا کون ہے

زخم شمشیر ادا اور دوزن تیر نگاہ
ہیں ہزاروں ایسے بسمل میں گنتا کون ہے

لاکھ غنچوں کی گرہ تو کھولے لیکن اے صبا
مجھکو حل عقدۂ مشکل میں گنتا کون ہے

پوچھو تو اے ستمگار د بتاؤں کیا تجھیں
داغ ہیں کتنے دل غافل میں گنتا کون ہے

ہیں پڑے ایسے ہزاروں کشتۂ تیغ ستم
ہمکو اے دل کوچۂ قاتل میں گنتا کون ہے

دم میں دم جبتک ہے طے کر تو رہ عمر رواں
اے مسافر کوس اس منزل میں گنتا کون ہے

چشم تیری جب سے دریا پر ظفر ہے اشکبار
موتیوں کو دامن ساحل میں گنتا کون ہے

جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھر یاں تھے
شغال اب ہیں جہاں رہتے کبھی بستے بشر یاں تھے
جہاں جنگل ہے میدان اور سراسر ایک خارستان
کبھی یاں قصر و ایوان تھے چمن تھے اور شجر یاں تھے
جہاں پھرتے بگولے ہیں اڑاتے خاک صحرا میں
کبھی اڑتی تھی دولت رقص کرتے سیمبر یاں تھے
جہاں ہیں سنگریزے تھے یہاں یاقوت کے تودے
جہاں کنکر پڑے ہیں اب کبھی رولتے گہر یاں تھے

[illegible]

ہماری آنکھ دوڑے جس طرح اُس بحر خوبی پر چلا ہی جلد کسکے ذبح کرنیکو خدا جانے اگرچہ طائر شوق اپنا ہی بے بال و پر لیکن	جہاز ایسا کہان پانی کے اوپر تیز چلتا ہی لیے خنجر بکف جو وہ ستمگر تیز چلتا ہی پرندہ بھی نہین اُسکے برابر تیز چلتا ہی

درازی وصل کی شبکو ظفر گر ہو تو کیونکر ہو
کہ اُس شب اور چرخ کینہ پرور تیز چلتا ہی

مجھکو اپنے دلربا کا دھیان بھی جو ہی سو ہی زلف سرکش یہ تری کیا رہزن ہی فقط منزل ہستی سے ظالم ہو ترے عاشق کا کوچ شاخ گل کا بن چمن مین یہ ہی جیسے شعلہ رنگ تازہ غمزہ ہی ترا ظالم ہی کیا قہر و ستم کیا تماشا ہی کہ منھ چڑھتا ہی تیرے آئینہ ای صنم قدرت خدا کی ہی ترا حسن و جمال ہائے کسکو سنبھالو مین فراق یار مین	اور دل مین وصل کا ارمان بھی جو ہی سو ہی بلکہ کافر دشمن ایمان بھی جو ہی سو ہی اور مہیا کوچ کا سامان بھی جو ہی سو ہی اور غنچہ ہمسر پیکان بھی جو ہی سو ہی بلکہ آفت ہر ادا و آن بھی جو ہی سو ہی اور صورت دیکھکر حیران بھی جو ہی سو ہی اور پھر اسپر شکوہ و شان بھی جو ہی سو ہی دل ہی کیا بیتاب مضطر جان بھی جو ہی سو ہی

وان تو ہین بد عہدیان پر اب تلک یان ای ظفر
عہد بھی جو ہی سو ہی پیمان بھی جو ہی سو ہی

کہان مژگان ترے سے ابر دریا بار ہمسر ہی	سمندر سامنے اس چشم کے چشمہ سے کمتر ہی

کہ ظاہر صاف ہو وہ اور باطن مین ملا ہی

دیگر

جلد دوم دیوان ظفر

زلف کرتی نیم رخ پر اسطرح چھل بل ساہی
اکطرف ہی چاندنی سی اکطرف بادل ساہی

جی لگے کیونکر مرا کیونکر کہ نظرون مین مری
گھر ہی ویرانہ سا بھی اور شہر اکجنگل ساہی

چاہیے کیا روشنی مجکو شب تاریک مین
ساتھ میرے شعلہ میری آہ کا مشعل ساہی

تار اشک سرمہ چشم سرمہ سا ہی یار کا
مصحف رخسار پر گویا خط جدول ساہی

یون ہی بکتا ہی ہمیشہ ناصح بیہودہ گو
کون اُسکے مُنہہ لگے جلنے بھی دو جہل ساہی

کل کہے آنیکا آلی کسنے ہی وعدہ کیا
دل جو شوق وصل مین ہی آج اسقدر بیکل ساہی

اخگر سوزان ہین وہ داغ محبت ای ظفر
دل پر آتش جنکے باعث سے مرا منقل ساہی

غم ہجران سے گر صورت بدل جائے عجب کیا ہی
اور اس صورت سے دم میرا نکل جائے عجب کیا ہی

دکھاتا اپنے سر ابرو نکو ہی وہ جنبش ابرو
اگرچہ ہمدگر تلوار چل جائے عجب کیا ہی

اگر درد محبت سے اثر ہو نالہء دل مین
تو مثل موم پتھر بھی پگھل جائے عجب کیا ہی

مرا غمخوار میرے پوچھتا ہی گرم گرم آنسو
پھپھولون سے جو اُسکا ہاتھ جل جائے عجب کیا ہی

بھرے گو رستمی کا دم عدو پر سامنے میرے
جب آئے عشق کے میدان مین ٹل جائے عجب کیا ہی

تمہارے عشق جان سوختہ کی خاک مدفن پر
اگر برسات مین بھی گھاس جل جائے عجب کیا ہی

ظفر آگاہ ہی جو کوئی آداب محبت سے
وہ پابوسی کو اُسکی سر کے بل جائے عجب کیا ہی

مطلع ثانی

مطلع ثالث

دیگر

اگرچہ عیاری میں چھوڑا ان سے ہماری یون بھی ہے	ہر کرین کیا ہکو احسان تمھاری یون بھی ہے
رکھتے ہو بیچین تم کیا کیا دل بیمار کو	واہ وا گر تا کوئی بیماردار تا یون بھی ہے
چشم سے دریا بہے لیکن بجھی دل کی آگ	وہ جو تھی نالون کی اپنی شعلہ باری یون بھی ہے
ہجر میں کچھ حسرت وصل کی ہے وصل میں ڈر ہجر کا	جان بے آرام و دون بھی ہے ہماری یون بھی ہے
رات دن ہیں خون فشاں آنکھیں مری کیا دیکھو تو	کی کبھی ای ابر تو نے اشکباری یون بھی ہے
کوچہ جانان میں بھی جاکر نہیں آیا قرار	ہے جو قسمت میں ہماری بیقراری یون بھی ہے
دو ند و بوسہ ہمیں تم ہم تمھیں دیتے ہیں دل	ہکو تو منظور ہان خاطر تمھاری یون بھی ہے
سنگ سر سے پر لگاتے کیوں ہو تم تیغ نگاہ	قتل کو عاشق کے ہیں آبداری یون بھی ہے

کردیا راز اپنا ظاہر سب پہ تونے ای ظفر
دل لگا کر کوئی کرتا آہ و زاری یون بھی ہے

دل ہی کہتا اور کچھ تدبیر کہتی اور ہے	عقل کہتی اور ہے تقدیر کہتی اور ہے
مجھ سے تو کچھ اور کہتی ہے تمنا کے دہان	اور اس سے کچھ وہم تقدیر کہتی اور ہے
ہو گیا معلوم جنبش سے لب شمشیر کے	آج قاتل کچھ تری شمشیر کہتی اور ہے
بولی وہ تصویر تصویر و نہیں میری دیکھ کر	صورت حال اپنی یہ تصویر کہتی اور ہے
کاٹتا ہے کیوں زبان شمع کیا خبر سوز دل	یہ زبان سے اپنی ای گلگیر کہتی اور ہے
کھا چکا دل پر جراحت ہے جو برجستہ قبل	اور سے بھی زبان تیر کہتی اور ہے

مطلع ثانی

[illegible]

گرچہ وہ بیداد گر بیدرد و بے پروا تو ہی	پر جو مین کچھ درد دل کہتا ہون سن لیتا تو ہی
دیکھیے ہی کیا نوشتہ مین مگر ہوتا ہی کیا	اُس بت نو خط کو قاصد مین نے خط لکھا تو ہی
پوچھتے ہو اور کیا رونے کا میرے ماجرا	دیکھ لو چشمون سے ہم چشم روان دریا تو ہی
دیکھتے ہین جب برا احوال میرا عشق مین	پوچھتے ہین ہنسکے وہ مجھسے کہ تو اچھا تو ہی
یہ نہین معلوم مارا کسکو اُس سفاک نے	پر گلی مین اُسکے ہنگامہ سا اک برپا تو ہی
گر نہین غمخوار وحشت مین کوئی میرا نہو	پوچھنے کو میرے آنسو دامن صحرا تو ہی
جانتا تھا مین کہ پہلو مین نہین ہی میرے دل	پر چھُری سے آج مین نے چیر کر دیکھا تو ہی

جگر بگڑ کر اوُلجھے وہ کافر تو پھر کیسی بنے
تو نے زلف کج ادا کو ای ظفر چھیڑا تو ہی

یہ نہین جُسکے میان ہر دو ابرو تنگ ہی	قبضۂ شمشیر مین اک ای جفا جو تنگ ہی
کیونکہ ہون دل کھول کر باتین کہ قسمت سے مری	جا سے بے قابو کشادہ جا سے قابو تنگ ہی
آبلہ مین پانؤن کے کیونکر سمائین خار دشت	ای جنون انبوہ اتنا اور تنبو تنگ ہی
دیکھکر تحریر سرمہ چشم وحشی مین تری	ہوتا پٹے سے گلے کے اپنے آہو تنگ ہی
ای دل دیوانہ ہی دامان صحرا تو وسیع	توسن وحشت کا لیتا کیون نہین تو تنگ ہی
منھ ہی کیا تیرے دہن سے ہو مقابل باغ مین	قافیہ غنچہ کا پہلے ہی سے گلرو تنگ ہی
زشت خصلت کو ہمیشہ رنج مین دیکھا ظفر	اپنی خوے بد سے رہتا آپ بدخو تنگ ہی

[illegible]

مطلع ثانی

ماہ کا ہی اور عالم مہ جبین کا اور ہی
چاند ہی وہ آسمان کا یہ زمین کا اور ہی
دستۂ الماس [illegible] زلفین پر کمان [illegible]
اشک خون سے رنگ [illegible] آستین کا اور ہی
[illegible]

[illegible]

[illegible]

روے روشن پر ترے لب زلف کا سایہ ہی	رات کی اُنکھی سیاہی دن رہا تھوڑا سا ہی

مطلع ثانی

دیدۂ تر جوش گریہ سے جو اک دریا سا ہی	دامن مژگان سراسر پاٹ دریا کا سا ہی
طلعت سنبل خط ریحان چشم نرگس ہی تری	رخ بر رنگ گل دہن غنچہ سا قد بوٹا سا ہی
وصل کی شب ہر گھڑی گھڑیال کی شکر ہوا	پہونچتا اک دل کو صبح ہجر کا دھڑکا سا ہی
جو ہی ان آنکھوں کا مفتون اُسکو اک حیرت سی ہی	جسکا اُن زلفون مین دل اُلجھا اُسے سودا سا ہی
حال مجنون کا نہ لے پوچھ ای لیلی منش	ہو گیا دست جنون مین سوکھ کر کانٹا سا ہی
دیکھنا اُس پستہ لب پر سبزۂ خط کی بہار	واہ کیا یاقوت احمر پر کیا مینا سا ہی
بیٹھا کیا باتین بناتا ہی اگر دیکھے اُسے	حال ہو جاتا ترا ناصح ابھی میرا سا ہی

جلوہ گر ہی وہ تجھی مین جسکا ہی مشتاق تو
ای ظفر تیری خودی پردہ میان پردا سا ہی

عزیزو گور مین کیا دل کا داغ جلتا ہی	اندھیرے گھر مین ہمارے چراغ جلتا ہی
نکیونکہ گل ہون سب خاک کہ دیکھ کر تجکو	ہمیشہ باغ بھی ای رشک باغ جلتا ہی
ہوا ہے زلف سے بھڑکی یہ آتش سودا	کہ بوے مشک سے میرا دماغ جلتا ہی
بجاے بادہ بھرا کیا مرا چکیدۂ داغ	کہ آفتاب کا گردون ایاغ جلتا ہی
کہان ہی لالۂ خودرو فغان بلبل سے	صبا تمام یہ دامان راغ جلتا ہی

[illegible]

[illegible]

خط نوشتہ سے تیرے دل بیتاب مرتا ہی
یہی بوئی ہو وہ جس سے کہ یہ سیماب مرتا ہی

خبر لے جلد ای دریاے خوبی اپنے مضطر کی
کہ تجھبن وہ مثال ماہی بے آب مرتا ہی

اوگے ہی سنبل اوسکی خاک سے جو تیرا آشفتہ
خیال زلف مین کھا کھا کے پیچ و تاب مرتا ہی

پلا اک جام ای ساقی کہ صورت زندگی کی ہو
کوئی مینوش پیاسا بے شراب ناب مرتا ہی

پڑے ہی حلقۂ گیسو مین دل اوس بحر خوبی کے
یہ نادان ڈوب کر ناحق تہ گرداب مرتا ہی

چمن مین تو جو پژمردہ ہوا ہی دیکھ کر اوسکو
مگر کچھ تجھ مین پانی ای گل شاداب مرتا ہی

کہے کون ای ظفر اوس سے شہ مینوش غیرون مین
وگرنہ رشک سے پیکر کوئی زہراب مرتا ہی

مہر خط پر اور ہی قاصد نشانی اور ہی
لکھا مضمون اور تو کہتا زبانی اور ہی

کیون سناتا ہی مرا افسانۂ غم قصہ خوان
نیند اوڑ جائیگی اونکی قصہ خوانی اور ہی

ای تغافل کیش آتا ہی اگر تجھکو تو آ
کوئی دم عاشق کی تیرے زندگانی اور ہی

باندھتا ہی ابر دریا بار بھی تو یون جھڑی
پر مگر مژگان تر کی خونفشانی اور ہی

پانوٗن سے تم مل چلے میرے دل خون گشتہ کو
یا ابھی منظور کچھ منعدی لگانی اور ہی

مہربانی ہو تو ہی پر بھی تمھاری مہربان
پر رجھی غیرون پہ وہ کچھ مہربانی اور ہی

ساقیا گردش مین لا ساغر کو جلدی نہ کچھ
لاتا چکر کوئی دور آسمانی اور ہی

آنسوؤن سے کم نہین ہوتا مرا سوز جگر
بلکہ اس آتش کو بھڑکا دیتا پانی اور ہی

ردیف

[illegible]

جو اپنا نقد دل و جان ظفر لگا دین ہم
قمار عشق مین اک آدھ داؤ ہو تو سہی

اُس عداوت کیش کو مجھسے عداوت ہی سو ہی
اس عداوت پر بھی جو مجھکو محبت ہی سو ہی

بھولتا ہرگز نہین مین اُسکی قامت کا خیال
روز برپا میرے سر پر اک قیامت ہی سو ہی

کر چکے سارے اطبا بلکہ عیسیٰ بھی علاج
پر ترے بیمار ہجران کی جو حالت ہی سو ہی

کیا بتاؤن میں کہ ہی مجھسے وہ کیسا بدخو
عشق مین اچھی نہین منھ سے شکایت ہی سو ہی

اُگیا آنکھون مین دم ظالم ترے مشتاق کا
پر ترے دیدار کی آنکھون کو حسرت ہی سو ہی

حب دنیا کے نشے نے جنکو غافل کر دیا
تا بوقت مرگ اُنکو وہ ہی غفلت ہی سو ہی

میرے گریے نے نہ دھویا اُسکے دل سے غبار
اُسکے دل مین میری جانب سے کدورت جو ہی سو ہی

فصل گل بھی جا چکی لیکن ترے دیوانہ کو
وہ ہی سودا ہی سو ہی اور وہ ہی وحشت ہی سو ہی

اے ظفر مجھسے رہا جاتا نہین بے شغل عشق
کیا بتاؤن رنج ہی اُسمین کہ راحت ہی سو ہی

کچھ عجب آفت کا دور آسمان مین پیچ ہی
جسکے باعث سے جہان دیکھو جہان مین پیچ ہی

شاخ سنبل مین کہان ہی پیچ ایسا تھا
جو تمھارے کاکل عنبر فشان مین پیچ ہی

زلف پیچان کسکی دریا مین ہوئی سایہ فگن
پڑ گیا جو موجۂ آب روان مین پیچ ہی

کیا کرون آہ و فغان سن سنکے یہ کہتا ہی وہ
جانتا ہو نہین کچھ اس آہ و فغان مین پیچ ہی

دیگر

عشق کا آزار صحت سے ہی بہتر ای طبیب
جو رہے اُس شوخ کے بیمار ہم اچھے رہے

اب خدا جانے کہ دل مین کیا برائی آگئی
پہلے تو ہم پر ترے لطف و کرم اچھے رہے

وہ رہے بیکل اگر پریشان انکو دلجمعی رہی
گل سے غنچہ ای نسیم صبحدم اچھے رہے

خاک آخر ہون گے سب پہلے ہی جو خاکسار
ہو گئے اُس یار کے خاک قدم اچھے رہے

ہر کسی سے راز دل کہہ بیٹھنا اچھا نہین
ای **ظفر** دنیا مین ہین اب لوگ کم اچھے رہے

غیر کر سکتا ہی کو مجھسے عداوت کیا ہی
مہربان دوست ہی دشمن کی حقیقت کیا ہی

جو ندیکھا تھا سو وہ عشق مین تیرے دیکھا
دیکھیے اور دکھاتی ہمین قسمت کیا ہی

زلف اکثر جو ترے کان لگی رہتی ہی
کہتی ہے کان مین ای کان ملامت کیا ہی

سب جگہ ہر وہی اور سب کی نظر سے ہی نہان
پڑ گیا آنکھونپہ یہ پردہ غفلت کیا ہی

آبرو کھوتا ہی کیون کہدے یہ صاف آئینہ سے
اُس سے تو ہو گا مقابل تری صورت کیا ہی

غمزہ کرتا ہی ترا ایک جہان کو غارت
یہ بلا کیا ہی خدا جانے یہ آفت کیا ہی

جلد آجلد اگر دیر تو ای رشک مسیح
دیکھو تو اب ترے بیمار کی صورت کیا ہی

کیا کہون کہتے ہین تو او مصیبت ہی سوا
مجھسے وہ پوچھتے ہین تجھپہ مصیبت کیا ہی

مین کرون شکوہ جو کچھ اُنکو محبت ہو **ظفر**
جب محبت ہی نہین ہی تو شکایت کیا ہی

[illegible]

شب کو اس طرح اُسکے گرد کاشانہ رہے — جیسے سرگردان سر فانوس پروانہ رہے

مطلع ثانی

سینہ واجب مثل گل وہ بے محابانہ رہے — ہجرِ گل سے کیون نہ مہکا اپنا کاشانہ رہے

مطلع ثالث

ہم رہین ساقی رہے اور دور پیمانہ رہے — حشر تک یارب یونہین آباد میخانہ رہے

مطلع رابع

گرم آرائش جو اپنا او رعنا یانہ رہے — کیون نہ دست مہر مین آئینہ و شانہ رہے

تم بناؤ لیفے گورے منھ پر اک کاجل کا تل — پاس تا کافور کے فلفل کا بھی دانہ رہے

ہو کے محتاج نمکدان زخم دل بلبل کا کیون — جبکہ شبنم سے بھرا ہر گل کا پیمانہ رہے

جسطرح سے شمع پر پروانہ ہوتا ہی فدا — اس طرح سے شمع اُسکے رخ پہ پروانہ رہے

ہین وہ مجنون ہون کہ صحرا مین زبان خار پر — تا قیامت اس مری وحشت کا افسانہ رہے

زیر محراب خم ابرو ہے چشم مست یار — دیکھنا کیا دور ہی مسجد مین بتخانہ رہے

موج جوہر ہے نہ کیونکر پاے در زنجیر ہی — جبکہ آئینہ تری صورت کا دیوانہ رہے

دیکھ کر خال اُسکے رخ پر کہتے ہین حیران انکو لوگ — یعنی قائم شعلہ پر کس وجہ پروانہ رہے

جو کہ ہو وحشی تری آنکھون کا اے آہو نگاہ — کسکا اس سے خیر و خوش اخلاص یارانہ رہے

شمع تیرا آب گوہر یہ بجھر یہ کسکا آئیگا — جب بڑی اسی عشق یونہین لاش پروانہ رہے

[illegible]

کیا غضب ہی جو محبت کا تیرے مونہہ بھرتا ہی دم
اسپہ ہوتا تیری محفل مین تیرا انصاف ہی

دھو دیا روئے زمین کو آب گریہ نے مرے
پر نہین ہوتا دل اُسکا ایک ذرا صاف ہی

حاشیہ کیا کیا چڑھاتی ہی محبت دیکھیے
ابتلک تو یہ کتاب دل معرا صاف ہی

جاتا تو بانو نہ زاہد رندی آشامی کی
منھہ پہ برا تا ہی پر دل مین یہ برا صاف ہی

آج مرغان قفس کے کیا کہین کتریگا پر
کر رہا مقراض کا صیاد پر اصاف ہی

حرص دنیا ہی بشر کے واسطے آلودگی
ہو گیا جس وقت یہ اس سے مبرا صاف ہی

تیرے رشک قامت رعنا سے ہر سرو کے
شہپر قمری چمن مین شکل ارا صاف ہی

ای ظفر ہمسر ہو کیا شعلہ دل بیتاب سے
دیکھ کر بجلی بھی جاوے اُسکو تھرا صاف ہی

مصور سے ہمین کیا جانے دی تصویر کسکی ہی
ملے تصویر ایسی کسکو یہ تقدیر کسکی ہی

ہمیشہ آہ بھی کرتے ہین ہم نالہ بھی کرتے ہین
پر اُسکے دل مین ہوتی دیکھیے تاثیر کسکی ہی

تری تقریر ناصح خوب ہی ہان ہم بھی قائل ہین
مگر سنتا دل دیوانہ یہ تقریر کسکی ہی

تراہی نازبیجا پائداری پر عمارت کا
رہی قائم یہان منعم سدا تعمیر کسکی ہی

بجز تیغ نگاہ یار کشتہ و خون عاشق پر
زیادہ تیز ہوتی دمبدم شمشیر کسکی ہی

کیا جو کچھ نصیبون نے نہ کچھ دل نے نہ آنکھون نے
کہون مین یہ خطا کسکی ہی اور تقصیر کسکی ہی

ظفر جو کچھ ہی پیشانی مین وہ ہی بات پیش آتی
کہ جاتی پیش اُسکے سامنے تدبیر کسکی ہی

رفتہ رفتہ ہو گئی دور وفا جاتی رہی

ای ظفر راہ وفا مین جو رہا ثابت قدم [illegible]

[illegible]

دیگر

[illegible]

متاع دل کی چوری یون نہین کرتا ترا غمزہ	اگر جسوقت پاتا ہی مجھے غافل چوراتا ہی
مجھے دل کھول کر رو لینے دو روکو نہ ہمنشین	کہ پانی آنسوؤن سے میرا زخم دل چوراتا ہی
لگا تیغ ستم تو شوق سے ظالم کہ در سینہ	بھلا کب جان اپنی یہ ترا مائل چوراتا ہی
یہ کیا اندھیری جو دن کے چھپے آجاتے مین	کہ دل کو رخ روشن کا تیرے تل چوراتا ہی

ظفر سب کو برابر دیکھتے ہین جو ہین روشن دل
کسی سے آنکھ اپنی کب مہ کامل چوراتا ہی

عجب اینک آنکھ سے کچھ زیر مژگان تیز بہتا ہی	کھڑا ہی کھیت خشک اور آب دہقان تیز بہتا ہی
ہر اس زخمی کو یاد آتی ہی جب شمشیر کی تیزی	تو کیا کیا خون زخم تیغ بران تیز بہتا ہی
سخن مین اس لب جان بخش کے ایسی روانی ہی	کوئی جانے کہ گویا آب حیوان تیز بہتا ہی
کبھی دل مین جو ہی دریا دلی سے جوش آجاتا	تو کیا کیا لہر مین تنکا سا انسان تیز بہتا ہی
عرق افشان ہین پی نفین جو رخسار رنگین ہوتی ہین	چمن مین سیلے کیا کیا آب باران تیز بہتا ہی
کوئی کم آشنا ایسا ہی جسکے پاؤن مین چکر ہین	کہ دریائے محبت ای مری جان تیز بہتا ہی

ظفر بہتا تو ہی ناسور دل کا روز پر اسکو
کوئی گر چھیڑتا ہی اور بھی ہان تیز بہتا ہی

ہوشمند وقت ہی وہ پیشوائے وقت ہی	بات کرنا دیکھ جو سمجھا سے وقت ہی
رہتا ہی ہر وقت جاری چشم سے دریا اشک	پوچھتا ہی آشنا کیا ماجرا سے وقت ہی

[illegible]

دیگر

[illegible]

[illegible]

اشارہ ہی کہ ہم افشان جبین پر اپنی چنتے ہین — انکھون نے خط جو اپنے مرطان شباتی پہ دیکھا ہے
دوا میری ہی وصل یار کیون نسخہ جو لکہون سخے — طریق حکمت ہندی و یونانی پہ لکھا ہے
کہان ہی خط جبین اوس پر ذرا خدا پر دیکہو — یہ نام تیغ گر تیغ صفاہانی پہ لکھا ہے
کہون کیا ماجرا بے ثباتی نقش ہستی کا — مٹا جاتا ہی یون گویا کہ یہ پانی پہ لکھا ہے

متانت دیکھتا ہی کیا ظفر کی طبع عالی مین
کہ جو لکھا ہی مضمون طرز خاقانی پہ لکھا ہے

وہ دل کیا ہی کہ جو تیرے غم الفت سے خالی ہے — وہ دیدہ کیا جو تیرے دید کی حسرت سے خالی ہے
عجب انداز سے ہمکو خط اس جان نے لکھا — نہین اک حرف جسمین نامہ بر حرف تسلی ہے
بھرا گو جام مے ساقی نے لیکن ہمکو کیا حاصل — کہ اپنا ساغر دل بادۂ عشرت سے خالی ہے
ذرا صورت بتونکی دیدۂ تحقیق سے دیکھو — کوئی صورت نہین اللہ کی قدرت سے خالی ہے
گیا یان سے نکل کیا جانے دیوانہ کہان تیرا — پڑا ہے خانۂ زنجیر اک مدت سے خالی ہے
رہیگا داغ ہاے عشق سے سینہ بھرا کونین — کوئی ہو تا خزانہ اپنا اس دولت سے خالی ہے

ظفر ہم باندھتے ہین جب مضمون کر اسکا
ہمارا شعر بھی کوئی نہین دقت سے خالی ہے

ابھرتی آنکھون مین جو اس زلف دوتا کی شکل ہے — خواب مین آتی نظر مجکو بلا کی شکل ہے
شوق مین اس قد رعنا کے ہے مثل آزاد سرو — بنگیا لیکر چھری جو مینا کی شکل ہے

[illegible]

طرز آنکھوں کی نرگس میں ہی خم زلف کا سنبل میں ہی
نقشہ ہی قد کا سرو میں رخ کی شباہت گل میں ہی

جام جہاں بین میں نظر آیا وہ کب جمشید کو
دیکھا تماشا ساقیا جو ہمنے جام مل میں ہی

سو ٹکڑے ہو گل کا جگر اک دم میں ہی باد سحر
تاثیر درد عشق کی وہ نالہ بلبل میں ہی

جائیگا جس ملت میں تو پائیگا وہاں خدا کو دل
آرام گر منظور ہی تجھکو تو صلح کل میں ہی

ہوتے ہیں زندہ مردہ دل بزم شراب ناب میں
اعجاز ای ساقی عجب اس خندہ قلقل میں ہی

میرا دل شامت زدہ ظالم گرفتار بلا
ہی گاہ تیری زلف میں گاہی تیری کاکل میں ہی

خاموش رہنا چاہیے دنیا کی شورش گاہ میں
سنتا کسیکی ای ظفر یاں کون شور و غل میں ہی

یہ عمر ہمنے بسر سب شراب میں کی ہی
سفید ریش نہیں آفتاب میں کی ہی

گیا ہی بھول مری بیقراریاں قاصد
درنگ اس نے جو خط کے جواب میں کی ہی

بجا رہے نہیں اس کے حواس جسکی طرف
نگاہ آپنے خشم و عتاب میں کی ہی

بنا ہی جسپہ رخ بہ جو ماہ ساغر سیمیں
کسی نے بادہ کشی ماہتاب میں کی ہی

سمجھ حباب کو بحر جہاں میں ای غافل
کہ بند ایک ہوا سی حباب میں کی ہی

ملا نہ رہنے کو جب گھر کہیں تو غم نے ظفر
جگہ مرے دل خانہ خراب میں کی ہی

ہوئی جو پیری میں ثابت تو کیا ہوی ہی خواب
کسی نے توبہ جو عہد شباب میں کی ہی

فلک پہ برق جہاں کے اڑا دئیے ہیں ہوش
جو آہ ہمنے کبھی اضطراب میں کی ہی

نہ دل ان شعلہ رخساروں پہ لوٹے | بلا سے گرچہ انگاروں پہ لوٹے
تم اپنے ڈولبستر گل پر تحسین کیا | کوئی حسرت سے گر خاروں پہ لوٹے
کہاں پایا یہ منھ جو ہنستے ہنستے | گل اُس گل کے دل افگاروں پہ لوٹے
نہیں زلفوں کے سودائی کو کچھ ڈر | پڑا شب کو سیہ ماروں پہ لوٹے
اسے جو دیکھ کر ہو برق بیتاب | زمیں پر لوٹے دیواروں پہ لوٹے
گیا دل لوٹ میرا ان بھووں پر | وگرنہ کون تلواروں پہ لوٹے

ہمیشہ لوٹے بسمل کی طرح وہ
ظفر جو ان طرحداروں پہ لوٹے

ہے جبکہ خلق سوچ کے تدبیر بولتی | کچھ اور ہی جواب میں تقدیر بولتی
ہنستا وہ گل چمن میں اگر کھل کھلا کے صبح | حیرت تھی کیا جو بلبل تصویر بولتی
برپا رہے ہے خانۂ زنداں میں ایک غل | مجنوں کے ہے جو پانوں میں زنجیر بولتی
بلبل ہوائے شوق کی آندھی کے شور میں | کیا کیا ہے خاک عاشق دلگیر بولتی
گرچہ نہیں ہے سپے نی استخواں میں دم | پر عشق کے ہے باعث تاثیر بولتی
افسوں عشق سے دل عاشق کے سر بسر | ہے وہ بلائے زلف گرہ گیر بولتی

تیرے کلام میں ہے وہ انداز اے ظفر
محفل میں آفریں دم تقریر بولتی

متفرقات قطعه

[illegible]

یو نچھے آنسو نہ میرے آپنے غمخواری مین	اپنے دامن مین کبھی تم یہ گہر لے نسکے
ای پری وش تیرے عاشق کا جو دیکھے احوال	نام بھی عشق کا پھر کوئی لبپر لے نسکے
فصد مجنون کی تیرے کوئی کیونکر لیتا	کام نشتر کا وہ ہر خار سے گر لے نسکے
نا توان تیرا اُٹھے بستر غم سے کیا خاک	جبکہ کروٹ بھی اُدھر سے وہ اُدھر لے نسکے

نالہ صد چاک ہو شانہ کی طرح دل اپنا
اُسکی زلفونکی بلائین یہ ظفر لے نسکے

غرور حسن سے گر وہ جلال مین آوے	تو اُسکی مہر نہ ذرہ خیال مین آوے
اسیر زلف ہوا اُس خال رخ کو دیکھکے دل	بغیر دانہ کے طائر نہ جال مین آوے
کرے اس ابروے پرخم سے ہمسری کیونکر	کہان سے خم یہ کمان ہلال مین آوے
وہ خال رخ جو کبھی زلف کے بال	ستارہ دیکھیے کسکا وبال مین آوے
حنا جو اُسکی قدمبوس ہو تو پھر کیونکر	نہ حسرت اپنے دل پائمال مین آوے
بلا سے وصل کا دن ہو وہی عید کا دن	کہ ایکبار تو وہ ایکسال مین آوے

ظفر وہ خواب مین کس طرح آئے میرے پاس
کہ جب نہ خواب ہی رنج و ملال مین آوے

نہ مال سے نہ زر سے نہ تدبیر سے چمکے	چمکے اگر اقبال تو تقدیر سے چمکے
یہ انجم تابان نہین شعلے ہین فلک پر	آہ جگر عاشق دلگیر سے چمکے

سلام

[illegible]

قطعه

[illegible]

[illegible]

سلام شہ ہو صلواۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہی سلام کے ساتھ

[illegible]

سلام شہ ہو صلواۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہی سلام کے ساتھ

[illegible]

سلام شہ ہو صلواۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہی سلام کے ساتھ

کہا یہ شاہ نے اعدا سے چاہیے تمکو
یہی ہی دل مین مرے آرزو کہ ہو تہ تیغ
سرشک دیدۂ پُر آب سے وضو کر کر
تو قف اتنا کہ ہو میری اختتام نماز
ادھر تمام حیات اور اُدھر تمام نماز
ہمیشہ پڑھتے ہین شبیر کے غلام نماز

ہووے کوئی مجھے غم بجز غم شبیر
ظفر یہ مانگ دعا پڑھ کے تو مدام نماز

مسدس بطور مرثیہ

نماز پڑھ کے سدا سجدہ و قیام کے ساتھ
اگر ہی دوستی اُس سرور انام کے ساتھ
وظیفہ چاہیے ذکر غم امام کے ساتھ
تو ورد صبح کے ساتھ اور ورد شام کے ساتھ

سلام شہ ہو صلواۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہی سلام کے ساتھ

ہزار کوئی عبادات مین رہے مشغول
نماز اُسکی نہ مقبول نہ دعا مقبول
جو دل مین رکھتا ہو حب اہل بیت رسول
جو ہو تو دولت ہر دو جہان اُسے ہو حصول

سلام شہ ہو صلواۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہی سلام کے ساتھ

بجز حسین ہو کوئی شفیع امت کیا
کرے جو وہ نہ شفاعت تو ہو شفاعت کیا

[illegible]

سلام شہ ہو صلواۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہی سلام کے ساتھ

[illegible]

سلام شہ ہو صلواۃ علی الدوام کے ساتھ
کہ ہر نماز ادا ہوتی ہی سلام کے ساتھ

مخمسات

[illegible]

اسی دروازے سے لگا ہین ہم
جیسا مخفا شاعری مین اچھے ہم
یا نا اگر قدردان بھی ایسا ہم
اسی طرح ای ظفر تہمت ہم
کوئی خواہان نہین ہمارا ہم
اوب بہتر ناروا ہین ہم

ایضاً

کب ہین آوارہ کو بکو نہ گیا
مضطرب ہیں ہم ایک سو نہ گیا
عشق خوبان [illegible] نہ گیا
دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا
نہ ہوا وقت دو رسا [illegible] نان
یولی بھی پاس اپنا مین جان

کہہ چکے تمسے بارہا ہین ہم — گرچہ آوارہ جون صبا ہین ہم
ایک رگ چلنے کو بلا ہین ہم

جرم ثابت ہوا ہی کیا ہمپر — نہین کھلتا یہ ماجرا ہمپر
اور اک ظلم ہی نیا ہمپر — ای بتو اسقدر جفا ہمپر
عاقبت بندۂ خدا ہین ہم

تونے دیکھا جسے اٹھاکر چشم — کیا مفتون اُسے دکھاکر چشم
سنکے یہ چشم سے ملاکر چشم — سرمہ آلودہ مت رکھاکر چشم
دیکھو اس وضع سے خفا ہین ہم

گرچہ ہوتی رہی جفا پہ جفا — پر نہ سرکے وہان سے ایک ذرا
ہمپر احسان یہ وفا نے کیا — تیرے کوچہ مین تا بمرگ رکھا
کشتۂ منت وفا ہین ہم

نہین مرہم طلب تن مجروح — ہی یہ اپنا عجب تن مجروح
دیکھو تو آسکے اب تن مجروح — ہی نمکسود سب تن مجروح
تیرے کشتون مین میرزا ہین ہم

ہوئی ہمکو نصیب جتنی عمر — تھی وہ تھوڑی سی یا بہت سی عمر
ہمنے اس طرح سے بسر کی عمر — آستان ہی پہ تیرے گذری عمر

[illegible]

[illegible]

مخمس دوم از دیوان ناظم

[illegible]

لیک سکتے یہ دمبدم تو رہے | سبحہ گردان ہی میر مستور رہے

دست کوتاہ تا سبو نہ گیا ہو

ایضاً

آشنائی سکے جو قابل ہین تو الفت والے | نہ یہ بے مہر و دغا دولت و حشمت والے
یار وہ ہین جو ہین یارون سے رفاقت والے | کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے

اُنکا بندہ ہون جو بندہ ہین محبت والے

اسقدر خواہش نظارہ مجھے ہی تیری | چاہو نہین اُسکو چھپاؤن تو نہین چھپ سکتی
جبکہ لکھواتا ہون یارون سے حقیقت اپنی | ہاے رہی حسرت دیدار مری ہاے کبھی

لکھتے ہین ہاے دو حبشی سے کتابت والے

پس مردن مرے مرقد پہ کوئی بھی غمخوار | فاتحہ پڑھنے کو صد حیف نہ آیا یکبار
سوختہ جان کا بجز سوختہ جان کون ہو یار | نہین جز شمع مجاور مری بالین مزار

نہین جز کثرت پروانہ زیارت والے

دمبدم کلبۂ احزان مین ہی دم گھبراتا | دم کے جانے مین کراب ہی کوئی دم جاتا
اور غمخوار تو صورت بھی نہین دکھلاتا | کبھی افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا

دل بیمار کے ہین وہی عیادت والے

بھیجون کیا نامہ مین لکھوا کے تمھین دل کا راز | ہوئی تحریر ہی بیتابی دل کی غماز

[illegible]

مفتی شہر کوئی ہووے کہ ہو قاضی شہر
مگر اسکے ہیں غضب اور فریب اسکے ہیں قہر

ہوگا اس فاحشہ سے دل کا لگانا اُسے زہر
زال دنیا ہی عجب طرح کی علامۂ دہر

مرد دیندار کو بھی دہریہ کردیتی ہی *

بھیجتا تھا بت تو خط ہمیں خط پہلے بھی
ہوگئی اور ہی کچھ طرز کتابت اُسکی

لیا نہ وہ حرف عتاب ایسے نہ لکھتا تھا کبھی
بڑھتی جاتی ہی جو مشق ستم اُس ظالم کی

کچھ محبت مری اصلاح بگڑ دیتی ہی

گرمیِ عشق جوانی کا ہی چارہ دشوار
جسکو یاور ہنو وہ دیکھے اُسکو سو بار

وارو کے سرد ہو پیری سے نکیونکر دل زار
تپ دل شمع کی جب کم نہیں ہوتی ناچار

اُسکو کافور سفیدی سحر دیتی ہی

رکھتا ہی زیب گلو جیسے طوق عشق کا طوق
حال رسوائی مرا سننے سے ہی یار کو شوق

کہتا ہی آہ و فغاں سے ہی مجھے عشق میں ذوق
کوئی غماز نہیں میری طرف سے ای ذوق

کان اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہی

ایضاً

سرورا تو وہ نبی جسکے نہیں بعد نبی
اپنا تجھ سے کہیں وقت شفاعت طلبی

دیکھ کر شان تری عرش کی بھی شان دبی
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

[illegible]

[illegible]

سوز عصیان سے جگر سوختہ جب مخلوق ہا شد
آئین صحرا سے قیامت مین چلیگا رنجا
کہین بہر چشمۂ احسان سے شہا تیری ذات
ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ہی ظفر کے دل بیمار کا بھی حال وہی
اور اسی طرح سے اب چارہ طلب ہو وہ بھی
کہ گیا آگے ثنا مین تری جیسے قدسی
سیدا انت حبیبی و طبیب قلبی

آمدہ سوے تو قدسی پی درمان طلبی

الیضا

جو عشق باز ہین وہ رہ دین پہ آ چکے
سربازی وفا مین دیا گھر لٹا چکے
واعظ برب کعبہ سمجھے ہم جبتا چکے
جو دل قمار خانہ مین بت سے لگا چکے

وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

ساری حقیقت اجتو مری انپہ کھل گئی
ہر بات اور قابل تحریر کون سی
لیکر قلم کو ہاتھ مین ہون سوچتا یہی
کیا خط مین مدعا لکھون اپنا کہ مدعی

پہلے ہی انکو میری طرف سے پڑھا چکے

ہر چند اُسکا لطف عداوت سے کم نہین
اور آمد آمد اسکی کچھ آفت سے کم نہین
پر اپنے حق مین وہ بھی عنایت سے کم نہین
آنا بلا سے اُسکا قیامت سے کم نہین

مرتے ہین انتظار مین کہ روز آ چکے

[illegible]

ای ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
پیکان تری آنکھوں سے کوئی لخت جگر بھی

گر یہ تو بتا دے ہمیں انصاف سے بارے
[illegible] رو کے برسنا [illegible]

اور ایسے ہیں تا بندہ کہ یا لی ہوں ستارے

مانا کہ سیا اُس کو [illegible] ہیں سارے

کافی ہے نشی کو وہی ایک نظر بھی

کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانے وگرنہ

اور مجھ سے دو چار [illegible]

دو چار گھڑی غیر سے [illegible]

انہیں پہ سیا لگی کی طرف [illegible] گزرنا

تم دیکھ کر ہماری نحیفی وضعف کو	ہر چاہتے ہو سر پہ نہ لے بوجھ دوستو
اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ نہ غم کہو	جب تک کہ سر ہی ساتھ ہے یہ سر کے ہو سو ہو

ہم اب تو سر پہ بار محبت اٹھا چکے

بسم اللہ ہے ارادہ اگر ہے ترے قتل کا	چھوٹے کہیں عذاب سے تا جان مبتلا
بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہوں میں سدا	کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا

قصہ تمام عمر کا ای پُرجفا چکے

ٹھہرے ہیں بعد مرگ فدا اس خرابہ میں	ورنہ پھرے خراب سدا اس خرابہ میں
کیا کیا نہ ہمنے آکے کیا اس خرابہ میں	اب خاک کے ہیں ڈھیر تو کیا اس خرابہ میں

پہلے تو ہم بھی خاک بہت سی اڑا چکے

کہدو ظفر برا نہ کہو میکدہ کو ذوق	ہے کچھ تو دوان بھی دیکھ تو یہ میکدہ کو ذوق
تم دیکھ کر نہ دل میں رکھو میکدہ کو ذوق	بنکار و آج خوب چلو میکدہ کو ذوق

چھوڑو کہیں وظیفہ بہت پڑھ پڑھا چکے

الیضاً

یہ جانتے سب غنچے بھی ہیں اور گل تر بھی	اور دیتے گواہی ہیں بر و برگ شجر بھی
ہے میری صدا شام بھی یہ اور سحر بھی	گل پھینکتے ہیں اور دن کی طرف بلکہ ثمر بھی

ای خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

بیٹھے ہو سے کو میں [illegible] جگر بھی

پھرتا ہے مرا ہم تو نبت [illegible] مجھ کو گھر سا
جانا نہیں کوئی جو تقدیر کو پھر سا

ای نالہ صد افسوس جوان [illegible]
ہیں غم دل نالان سے [illegible]

دیکھا نہ کبھی تو نے ذرا روسا اثر بھی

افسوس ہے بیہوشی تری غفلت سرشار
رہتا ہے مدام [illegible]

دن رات جو ہیں نارون [illegible]
پر ہستی سے [illegible] بھی

کچھ اپنے [illegible] دنیا [illegible]

اور شمع صفت [illegible]
دن رات جہاں میں [illegible]

بتا ہے اک سدا [illegible] کریبان [illegible] بھی

ظفر موئی [illegible]
بھی [illegible]

سودا [illegible]

آدمی ہے [illegible] بھی

تمام شد

جلد دوم دیوان ظفر